JULY 2011

ماہنامہ

کرن

اس شمارے کے ساتھ
کرن کتاب
اچار چٹنیاں مربے

http://www.pakfunplace.com

نبیلہ عزیز

بے داغ

NOVELS KA JAHAN 📚📚

"اگر مرد ہو تو اپنے قدموں پہ قائم رہو۔" فیاض احمد کا کوڑے کی طرح سنسناتا ہوا جملہ اس کے دماغ پہ پڑا تھا اس نے کرنٹ کھا کے اس کی طرف دیکھا، وہ بھی ان کی بات پہ ششدر سی رہ گئی تھی وہ ابھی تک پھٹی پھٹی آنکھوں سے ان کی طرف دیکھ رہی تھی جبکہ وہ قہر و غضب کی تصویر بنے کھڑے تھے۔

"کیا بات ہے؟ چپ کیوں ہو گئے ہو کیا اپنی مردانگی پہ کوئی شک ہے؟" ان کا دوسرا وار بھی کچھ کم نہیں تھا وہ بلبلا کے رہ گیا تھا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟" وہ حیرت زدہ سا پوچھ رہا تھا۔

"میں جو کہہ رہا ہوں وہ تم ہی نہیں پورا محلہ سن رہا ہے 'اس نے تمہارے ساتھ منہ کالا کیا ہے' اب یہ طوق تم ہی اپنے گلے ڈالو گے' تمہارا گند میں کسی اور کے گلے تو نہیں ڈال سکتا نا؟ تم اپنا گناہ خود سنبھالو' نکاح کرو اس سے۔" فیاض احمد کا انداز اور لہجہ بے لچک تھا سارے محلے والے اک دوسرے کو آنکھوں ہی آنکھوں میں عجیب عجیب اشارے کر رہے تھے بلکہ کچھ تو سرگوشیوں میں تبادلہ خیالات کر رہے تھے لیکن فیاض احمد کو اب کسی کی بھی پروا نہیں تھی وہ عزت کا لبادہ اتار چکے تھے۔

"فیاض! یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟ بس جانے بھی دیں اب 'نادان' 'ناسمجھ' تھی غلطی ہو گئی اس سے 'اب معاف کر دیں۔" شمائلہ بھابھی نے آگے بڑھ کے فیاض احمد کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے جلتی پہ پانی کی آڑ میں تیل چھڑکا تھا وہ سچ مچ دوبارہ بھڑک اٹھے۔

"یہ 'نادان' 'ناسمجھ' کسی کے ساتھ منہ کالا کر کے آ رہی ہے تو تمہارا مطلب ہے کہ میں اسے اپنی عزت

اور غیرت کا قتل معاف کر کے سینے سے لگاؤں اور اس کے "یار" کو جانے دوں جو اتنے دن اس کے ساتھ عیاشی کرتا رہا ہے۔؟" ان کا رخ شائلہ بھابھی کی طرف ہو گیا تھا۔

"بھائی! خدا کے لیے آپ۔۔۔ آپ مجھ پہ شک نہ کریں! میں نے کوئی غلط کام نہیں کیا، خدا کے لیے مجھ

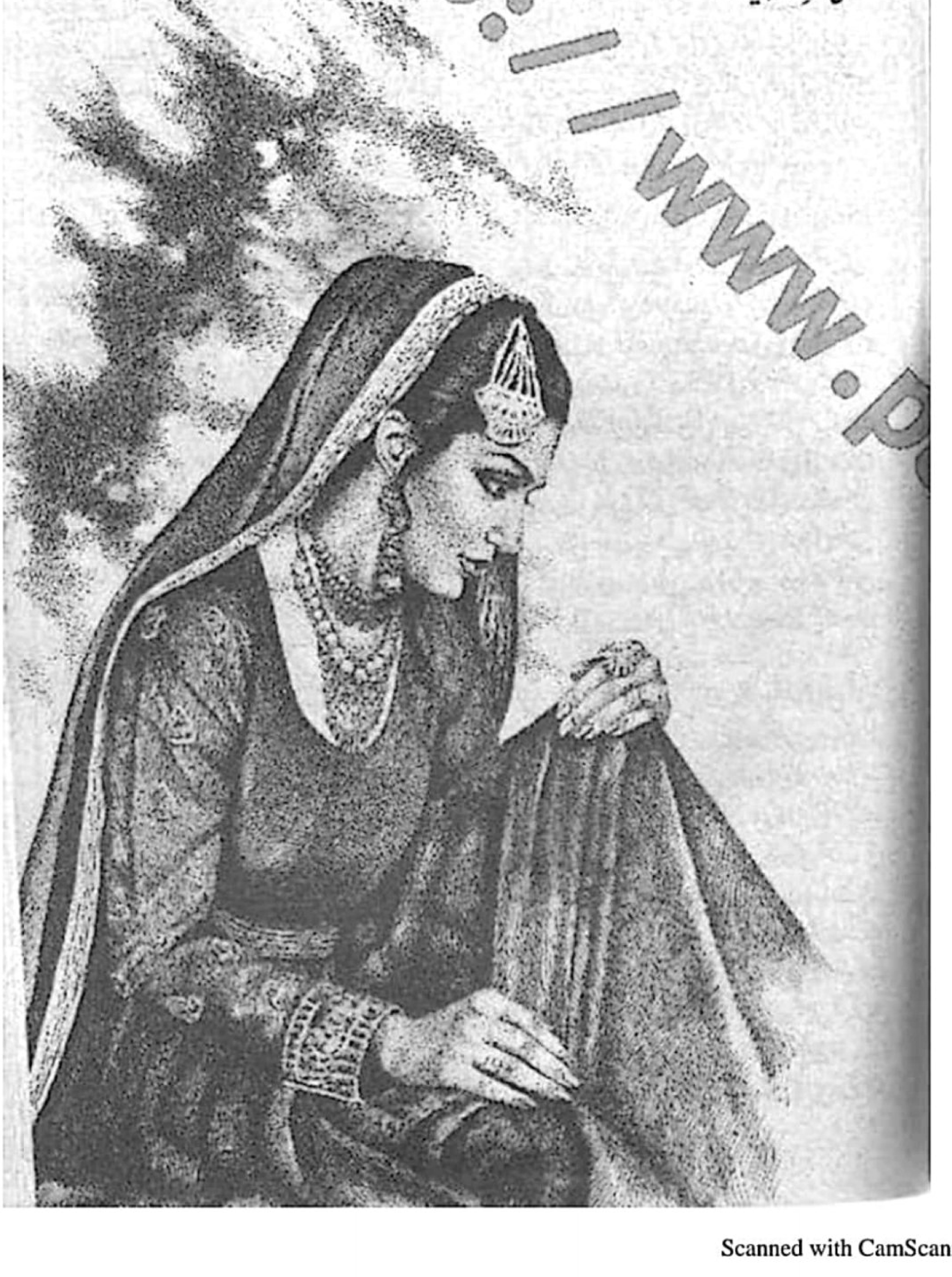

http://www.p

پہ الزام نہ لگائیں میں بے گناہ ہوں۔" وہ رو پڑی تھی۔

"ہر گناہ گار یہی کہتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں۔" وہ حقارت سے بولے تھے۔

"بھائی! اللہ کے واسطے مجھ پہ یقین کریں، میں بے داغ ہوں۔" اس نے فیاض احمد کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے تھے۔

"تم بے داغ ہو تب بھی یہی شخص تم سے نکاح کرے گا اور اگر داغ دار ہو تب بھی یہی تمہیں قبول کرے گا۔" وہ ان دونوں کو حقارت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

"ان کا کوئی قصور نہیں ہے آپ انہیں کیوں سزا دے رہے ہیں؟ اگر میں گناہ گار ہوں تو پھر اس گناہ کی سزا بھی صرف مجھے ہی ملے گی، آپ مجھے سزا دیں۔" وہ روتے روتے بپھر گئی تھی۔

"ٹھیک ہے تمہاری سزا پھر یہی ہو سکتی ہے کہ میں تمہیں گولی مار دوں۔" ان کا سفاک اور بے رحم لہجہ بہت بلند تھا۔

"مجھے بے شک گولی مار دیں، اس ذلت سے موت اچھی ہے میرے لیے، لعنت بھیجتی ہوں میں ایسی زندگی پہ جس میں میرا ماں جایا ہی مجھ سے آنکھیں پھیر لے، مجھے گھر سے بے گھر کر دے، میرے سر سے چھت کا سایہ چھین لے، میری بے داغ چادر پہ خود کیچڑ اچھالے، محض دوسروں کی باتوں میں آ کر، کسی کا فریب کھا کر، کسی اور کا اعتبار کر کے۔" وہ کب سے چپ تھی۔ گھٹ گھٹ کے رو رہی تھی کچھ بھی کہے بغیر سب سن رہی تھی لیکن جب بات اختیار سے باہر ہوئی تو اسے بولنا پڑا تھا اس کی برداشت جواب دے گئی تھی اس نے کہتے کہتے شمائلہ بھابھی کی طرف دیکھا تھا وہ کمال بے نیازی سے نظریں پھیر گئی تھیں۔

"میں اور کچھ کہنا اور سننا نہیں چاہتا بس میرا ایک ہی فیصلہ ہے یا تو یہ نکاح کرے گا یا تم گولی کھاؤ گی۔" انہوں نے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی تھی اور عذیر ہمدانی مرد تھا، اپنے قدم پیچھے کیسے ہٹا لیتا اور اگر ہٹا بھی لیتا تو یقیناً" وہ لڑکی گولی کا نشانہ بن جاتی، کیونکہ ان لوگوں کی بے حسی اور بے رحمی تو اسے ان کے چہروں سے ہی نظر آ رہی تھی یقیناً" وہ اسے گولی مارنے سے دریغ نہ کرتے سوائے بھی فیصلہ کرتا تھا، جو اس نے کر لیا تھا کسی کی زندگی بچانی تھی اور اپنی مردانگی ثابت کرنا تھی کیونکہ وہ "مرد" تھا جس کی لیے اس کے ضد اور انا اس کے ماں باپ، اولاد، اور محبت سے بھی زیادہ اہم ہوتی ہے، اتنی اہم کہ وہ اس کے لیے اہم چیزیں بھی گنوا دیتا ہے اور پچھتاتا بھی نہیں، اور اس وقت عذیر ہمدانی کے لیے بھی اس کی انا اور مردانگی ہی زیادہ اہم تھی، اتنی اہم کہ وہ باقی سب بھول گیا تھا۔

* * *

رات کے گیارہ بجے کا وقت تھا پورے شہر میں رات جاگ رہی تھی۔ سڑک پہ روشنیوں اور گاڑیوں کا جیسے سیلاب امڈ آیا تھا ہر طرف جلدی مچی ہوئی تھی ہر کوئی آگے بڑھنے اور آگے نکلنے کی کوششوں میں تھا لیکن ایک وہ تھا جس کی گاڑی کی اسپیڈ انتہائی کم تھی اور گاڑی کی کم اسپیڈ سے اندازہ ہوتا تھا کہ اس کی سوچوں اور خیالات کی اسپیڈ کہاں تک پہنچی ہوئی ہے؟ وہ اس کے برابر والی سیٹ پہ چپ چاپ کسی مجرم کی طرح بیٹھی تھی اور وہ بے دلی سے ڈرائیو کر رہا تھا مگر ڈرائیو کرتے ہوئے اس کی نظر اپنے ساتھ بیٹھے وجود پہ پڑی اور لب بھینچ گئے تھے۔

وہ مظلوم تھی لیکن اس وقت مجرم نظر آ رہی تھی، چند سیکنڈ اس نے اسے دیکھنے کے بعد نظریں دوبارہ ونڈ اسکرین پہ جماتے ہوئے گیئر بدلا اور اسپیڈ بڑھا دی۔ اتنی تیز کہ ایک پل میں ہی بہت سی گاڑیوں کو پیچھے چھوڑ دیا تھا اور گاڑی کی اتنی اسپیڈ پہ وہ بھی ٹھٹک گئی تھی اس نے چونک کر اس کی سمت دیکھا وہ سامنے ونڈ اسکرین کی سمت دیکھتے ہوئے سختی سے لب بھینچے ڈرائیونگ کر رہا تھا اور اسی سختی سے اس نے اسٹیرنگ بھی تھاما ہوا تھا وہ اسے دیکھ کر کوئی اندازہ نہیں کر پا رہی تھی کہ وہ کس موڈ میں ہے۔؟ اور اسی کو دیکھتے ہوئے وہ ایک بار پھر بری طرح چونکی تھی کیونکہ گاڑی کے ٹائر

بہت زور سے چرچرائے تھے اور گاڑی ایک عالیشان بنگلے کی کشادہ اور وسیع روش پہ اک جھٹکے سے آرکی تھی پورا بنگلہ روشنیوں سے جگمگا رہا تھا چوکیدار نے اس کی گاڑی اندر داخل ہونے کے فوراً" بعد مستعدی سے گیٹ بند کردیا تھا عذیر ڈور کھول کر نیچے اتر آیا اور گاڑی کے سامنے سے گھوم کر اس کی سائیڈ میں آتے ہوئے دوسرا ڈور بھی کھول دیا تھا وہ شاید اترنے میں چند سیکنڈ کا وقت لیتی لیکن اس کے موڈ کے پیش نظر وہ بھی فوراً" ہی اتر آئی تھی اور اس کے پیچھے اس نے دھڑام سے دروازہ بند کردیا تھا۔

"چلیے۔" وہ اسے آگے بڑھنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود ہی بھی آگے بڑھ آیا تھا اس کے قدم مضبوط تھے جبکہ وہ ست رفتاری سے چل رہی تھی۔

بیرونی مین ڈور عبور کرکے وہ کوریڈور میں داخل ہوئے تھے وہ اس چکنے فرش پہ چلنے کا عادی تھا اس لیے اسے کوئی ڈر نہیں تھا لیکن اس کے لیے یہ روشنیاں اور یہ سنگ مرمر نیا تھا اس لیے وہ ڈر ڈر کے قدم اٹھا رہی تھی یوں لگ رہا تھا جیسے دودھیا ٹیوب لائٹس اور فانوس دیواروں اور چھت پہ نہیں بلکہ نیچے فرش میں نصب ہوں اور فرش میں نصب روشنیوں پہ پاؤں رکھتے ہوئے اس کے قدم لڑکھڑا رہے تھے اسے ڈر تھا کہ وہ پھسل کے گر جائے گی اور اس کے قدموں کی ست رفتاری دیکھتے ہوئے وہ چلتے چلتے ٹھہرا اور گردن موڑتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں لے لیا تھا اور دوبارہ سے قدم آگے بڑھا دیے وہ اس کے ساتھ گھسٹتی چلی گئی اب تو آہستہ قدم اٹھانا بھی دشوار تھا اگر ایسا کرتی تو یقیناً" گر جاتی۔

"آخر وہ ہے کہاں؟ کتنی بار فون کیا ہے لیکن وہ فون اٹھا ہی نہیں رہا؟" روحانہ بیگم کی آواز اسے کوریڈور میں ہی سنائی دے گئی تھی اور وہ جان گیا تھا کہ وہ کس کی بات کررہی ہیں؟

"میں یہاں ہوں ماما۔" اس نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی انہیں مخاطب کیا تھا۔

"عذیر تم کب سے۔" وہ اس کی آواز پہ اس کی

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے
بہنوں کے لیے خوبصورت ناول

بساط دل	آمنہ ریاض	500/-
زرد موسم	راحت جبیں	600/-
زندگی اک روشنی	رخسانہ نگار عدنان	500/-
خوشبو کا کوئی گھر نہیں	رخسانہ نگار عدنان	200/-
شہر دل کے دروازے	شازیہ چوہدری	400/-
تیرے نام کی شہرت	شازیہ چوہدری	250/-
دل اک شہر جنوں	آسیہ مرزا	450/-
آئینوں کا شہر	فائزہ افتخار	500/-
بھول بھلیاں تیری گلیاں	فائزہ افتخار	500/-
پھلاں دے رنگ کالے	فائزہ افتخار	250/-
یہ گلیاں یہ چوبارے	فائزہ افتخار	300/-
من سے عورت	غزالہ عزیز	200/-
دل اسے ڈھونڈ لایا	آسیہ رزاقی	350/-
بکھر نہ جائیں خواب	آسیہ رزاقی	200/-
زخم کو صندل بھی مسیحائی سے	فوزیہ یاسمین	250/-
اماوس کا چاند	عنزی سعید	200/-
رنگ خوشبو ہوا بادل	افشاں آفریدی	450/-
درد کے فاصلے	رضیہ جمیل	500/-
آج گگن پہ چاند نہیں	رضیہ جمیل	200/-
درد کی منزل	رضیہ جمیل	200/-
میرے دل میرے مسافر	نسیم سحر قریشی	300/-
تیری راہ میں رل گئی	میمونہ خورشید علی	225/-
شام آرزو	ایم سلطانہ فخر	400/-

[illegible]
[illegible] 37 اردو بازار کراچی
فون نمبر: 32216361

طرف پلٹیں لیکن قدم اور زبان ـــــ وہیں تھم گئے عذیر کے ساتھ بڑی سی چادر میں لپٹی ہوئی ایک لڑکی بھی تھی اور اس لڑکی کا ہاتھ عذیر کے ہاتھ میں تھا اس کے ساتھ کسی لڑکی کا ہونا توان کے لیے زیادہ پریشانی کا باعث نہیں تھا البتہ اس لڑکی کا حلیہ اور عذیر کے ہاتھ میں دبا اس کا ہاتھ ضرور پریشانی کا سبب بن گئے تھے اس کا یہ انداز بہت کچھ کہہ رہا تھا۔

"یہ کون ہے؟" وہ زیادہ دیر صبر نہ کرسکیں۔

"مسز عذیر ہمدانی۔" عذیر نے بڑے ہی سکون سے بم بلاسٹ کیا تھا یوں جیسے اس بم بلاسٹ سے کسی قسم کے سائیڈ افیکٹ کا کوئی خدشہ نہیں تھا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ اس بم بلاسٹ سے تباہی خاصے وسیع پیمانے پر ہوگی۔

"واٹ۔۔۔؟" ان کو دو ہزار والٹ کا کرنٹ لگا تھا اور آرام دہ صوفے پہ بیٹھی نوشابہ بھابھی بھی یکدم اپنی جگہ سے کھڑی ہوگئی تھیں۔

"جی! آج تھوڑی دیر پہلے ہی شادی کی ہے۔" اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"عذیر! تم ہوش میں تو ہو۔۔۔؟" روحانہ بیگم کی بجائے نوشابہ بھابھی نے پوچھا تھا۔

"مکمل ہوش و حواس میں ہوں۔" اس نے مضبوطی سے کہا۔

"تم نے ڈرنک تو نہیں کی؟" انہوں نے مشکوک نظروں سے دیکھا۔

"میں جس روز ڈرنک کرتا ہوں' اس روز گھر نہیں آتا۔" اس نے ان کا شک دور کرنے کے لیے انہیں یاد دلایا۔

"یہ کیا مذاق ہے عذیر؟" روحانہ بیگم اس کے سامنے آگئیں۔

"یہ مذاق نہیں مام' یہ میری بیوی ہے' میں نے اس سے نکاح کیا ہے' بہت سے لوگوں کے سامنے اسے نکاح کرکے لایا ہوں۔" اس نے اپنی ماں کو سکون اور تحمل سے اطلاع دی تھی اور اب کی بار وہ خود بم کی طرح پھٹ گئی تھیں۔

"کیسی بیوی؟ اور کیسا نکاح؟ تم جانتے ہو تم کیا کہہ رہے ہو؟ تمہاری منگیتر اور ہونے والی بیوی ماریہ ہے صرف ماریہ' یہ کون ہے؟ کہاں سے آئی ہے؟ ہم کچھ نہیں جانتے' اس لیے اسے جہاں سے لائے ہو' وہیں پھینک کر آؤ ابھی اور اسی وقت۔" انہوں نے تیز دھاری زبان میں کہتے ہوئے فیاض احمد کو بھی مات دے دی تھی۔

"مام میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ یہ میری بیوی ہے' جہاں سے لایا ہوں وہاں ہی پھینکنا ہوتا تو لے کر کیوں آتا؟" اس نے ذرا اونچی آواز میں کہا تھا اور اس کی آواز سن کر ماریہ بھی سیڑھیاں اتر آئی تھی۔

"عذیر آگیا؟" وہ نارمل سے انداز میں کہتی اندر آگئی لیکن ڈرائنگ روم کے اندر کی پچویشن کچھ اور ہی کہہ رہی تھی۔

"زرقون۔۔۔؟" اس کے منہ سے حیرانی سے اس کا نام نکلا تھا۔۔۔ اور روحانہ بیگم چونک گئی تھیں۔

"تم اس لڑکی کو جانتی ہو ؟" وہ ماریہ سے استفسار کر رہی تھیں۔ انداز الجھن لیے ہوئے تھا۔

"ہوں! ہاں مگر یہ یہاں؟" ماریہ گڑبڑا گئی تھی اس نے چونک کر عذیر کی سمت دیکھا لیکن عذیر کے ہاتھ میں اس کا ہاتھ دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔

"کون ہے یہ لڑکی؟" انہوں نے ماریہ سے پوچھا۔

"یہ لڑکی جو بھی ہے اب میری بیوی ہے' میں اسے پسند کرتا ہوں اور میں نے اپنی پسند سے اس سے شادی کی ہے لہٰذا آپ کو بھی میری پسند کو قبول کرنا ہوگا' آپ اچھی طرح سوچ لیجیے اگر آپ کو میری پسند پہ کوئی اعتراض ہے تو میں یہ گھر چھوڑ کر چلا جاؤں گا' لیکن اس لڑکی کو چھوڑنے کا تصور بھی نہیں کروں گا۔" وہ بڑی مضبوطی اور ثابت قدمی سے ان کے مقابل ڈٹ گیا تھا اور زرقون اپنے سامنے دیوار بن کے کھڑے ہونے والے عذیر ہمدانی کو دیکھتی رہ گئی تھی وہ اسے اور اس کے کردار کو بے داغ رکھنے کے لیے نجانے کہاں کہاں سے پوائنٹ ڈھونڈ کے لا رہا تھا اس نے فیاض احمد کی زبردستی کو اپنی پسند کا نام دے دیا تھا۔

"یہ کیا بکواس کر رہے ہو تم؟" اشفاق ہمدانی بھی اس کی بات سن چکے تھے اور ان کے ساتھ عمیر ہمدانی بھی انجان نہیں رہا تھا۔

"نوراں... نوراں...!" عذیر نے ملازمہ کو آواز دی۔

"جی صاحب؟" وہ فوراً" حاضر ہوئی۔

"انہیں میرے بیڈ روم میں چھوڑ کر آؤ۔" اس نے زرقون کی طرف اشارہ کیا۔ زرقون گھبرا گئی تھی۔

"نہیں یہ لڑکی تمہارے بیڈ روم میں نہیں جائے گی۔" روحانہ بیگم پھنکار کے آگے بڑھیں۔

"میری بیوی میرے بیڈ روم میں نہیں جائے گی تو اور کہاں جائے گی؟" اس نے جھنجلا کے کہا۔

"بھاڑ میں جائے، چاہے کہیں بھی جائے لیکن تمہارے بیڈ روم میں نہیں جا سکتی، تمہارے بیڈ روم میں جانے کا حق صرف ماریہ کو ہے۔"

"پلیز ماما آپ کی یہ ضد فضول کی ہے، ماریہ کو کیا حق ہے میرے بیڈ روم میں جانے کا؟ نہ تو وہ میری منگیتر ہے اور نہ بیوی، آج تک جو بھی بات ہوئی بس زبانی کلامی ہوئی باقاعدہ کوئی رشتہ یا انگیجمنٹ تو نہیں ہوئی تھی نا؟ میں نے اپنی پسند سے شادی کر لی ہے تو اس میں اتنا ایشو بنانے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا آج تک کسی نے اپنی پسند سے شادی نہیں کی؟ میں نے کوئی نیا یا انوکھا کام تو نہیں کیا؟" عذیر کو پتا تھا کہ اسے اس محاذ پر کسی بھی لحاظ سے کمزور نہیں پڑنا اگر ذرا بھی وہ حقیقت ظاہر کرتا تو روحانہ بیگم دوسرے ہی لمحے زرقون کو اٹھا کر گھر سے باہر پھینک دیتیں۔ اور جو کچھ وہ سوچ کے آیا تھا وہ سب الٹ ہو جاتا۔

"لیکن تم نے یہ سب کیوں کیا؟"

"میں آپ کو بتا چکا ہوں دوبارہ نہیں بتا سکتا۔"

"ہم تمہیں عاق کر دیں گے؟" اشفاق ہمدانی کی طرف سے دھمکی موصول ہوئی۔

"اگر آپ کا غصہ اسی سے ٹھنڈا ہوتا ہے تو یہی کر کے دیکھ لیں۔" اس نے لاپروائی سے کہا۔

"آخر کیا ہے اس لڑکی میں جس نے تمہیں شادی کرنے پہ مجبور کر دیا؟" روحانہ بیگم کی کاٹ دار نظریں زرقون کے وجود کے آر پار ہو رہی تھیں لیکن ابھی شکر تھا کہ وہ اپنے آپ کو چادر میں ڈھانپے ہوئے تھی اس کا بس آدھا چہرہ نظر آ رہا تھا اور جسم تو تقریباً" پورے کا پورا چھپا ہوا تھا۔

"اس لڑکی میں وہ سب کچھ ہے جو مجھے آج تک [illegible] کسی بھی لڑکی میں نظر نہیں آیا۔" عذیر نے ایک اور پوائنٹ کھیلا کیونکہ اس جنگ میں جیتنے کے لیے اسے ہر داؤ آزمانا تھا۔

"اس بات کا احساس تمہیں آج سے دس دن پہلے کیوں نہیں تھا؟ پہلے تو تمہارے لیے ماریہ ہی اہم تھی؟" ماریہ نے کافی تیز اور تلخ لہجے میں پوچھا تھا۔

"آج سے دس دن پہلے اس لیے احساس نہیں تھا کیونکہ میری اس سے ملاقات نہیں ہوئی تھی، اور ماریہ اس لیے اہم تھی کیونکہ میں نے ماریہ سے آگے کبھی دیکھا ہی نہیں تھا لیکن جب دیکھا تو پتا چلا کہ ماریہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔" عذیر نے یہ سنگین وار بھی کر ڈالا، ماریہ کے ساتھ ساتھ روحانہ بیگم بھی بلبلا اٹھی تھیں اس نے ماریہ کی انسلٹ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی حالانکہ وہ ایسا کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن یہ اس کی مجبوری تھی اسے زرقون کے قدم جمانے کے لیے ماریہ کے قدم اکھاڑنے تھے ورنہ زرقون کا گزارا مشکل تھا وہ اسے سب کے سامنے "من چاہی" ظاہر کرنا چاہتا تھا تاکہ کوئی اس کی حیثیت کو کم نہ سمجھے۔

"شٹ اپ عذیر تم حد سے بڑھ رہے ہو۔" عمیر ہمدانی نے مداخلت کی۔

"پلیز عمیر بھائی یہ آپ کا نہیں میرا اور میرے پیرنٹس کا مسئلہ ہے، آپ کو درمیان میں بولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔" اس نے ہاتھ اٹھا کر کافی شائستگی سے عمیر ہمدانی کو مداخلت سے روک دیا تھا۔

"تم مجھے کہہ رہے ہو؟" وہ غصے سے بولے۔

"جی آپ کو کہہ رہا ہوں۔" وہ بھی انہی کا بھائی تھا۔

"تم...!" عمیر نے کچھ کہنا چاہا لیکن اشفاق ہمدانی نے روک دیا۔

"اس لڑکی کو بیڈ روم میں بھیجو۔" انہوں نے اشارہ

کیا۔

”نوراں اسے میرے بیڈ روم میں چھوڑ آؤ۔“ عذیر کو اور کیا چاہیے تھا بھلا۔ اس نے فوراً اسے اوپر بیڈ روم میں بھیج دیا اور خود اکیلا ان کی عدالت میں کھڑا رہ گیا اب پتا نہیں کب تک یہ بحث کا سلسلہ چلنا تھا اور اس بحث کا انجام کیا تھا اس سے وہ بھی انجان تھا اور زرقون بھی۔

☆ ☆ ☆

رات کے تین بجے کا وقت تھا پورا شہر پر سکون اور گہری نیند سو رہا تھا جب وہ تھکے تھکے بوجھل انداز میں آہستگی سے بیڈ روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا زرقون پچھلے تین گھنٹے سے متواتر رو رہی تھی قسمت نے اسے کہاں سے کہاں لا پھینکا تھا۔ کوئی اپنا قبول کر رہا تھا نہ ہی پرایا ”ایسے میں ماں باپ کی کمی شدت سے رلا رہی تھی اگر اس کی ماں ہی زندہ ہوتی تو اسے یوں در در بھٹکنے کے لیے اور دوسروں کی جھڑکیاں سہنے کے لیے تو نہ چھوڑتی۔ وہ ہر ایک کے لیے بوجھ بلکہ مصیبت بن گئی تھی اس شخص کے لیے بھی جو مشکل وقت میں اس کے لیے ڈھال بن گیا تھا جس نے اس کا ساتھ دیا تھا اور اس کی خاطر اپنوں کی بدگمانی اور ناراضی مول لے لی تھی بلکہ سب سے ڈانٹ پھٹکار اور لعنت ملامت بھی سن رہا تھا قصور نہ ہوتے ہوئے بھی قصوروار بن گیا“ اس کی نیکی اس کے گلے پڑ گئی تھی۔ اور رات کے اس پہر بھی وہ اپنوں کے ہاتھوں ذلیل ہو رہا تھا زرقون صوفے پہ بیٹھی گھٹ گھٹ کے رو رہی تھی جب آہٹ پہ بری طرح چونک کر دیکھا تو وہ بیڈ پہ بیٹھا اپنے بوٹ اتار رہا تھا اور دونوں پاؤں بوٹوں کی قید سے آزاد کرتے ہوئے وہ بیڈ پہ گرنے کے سے انداز میں چاروں شانے چت لیٹ گیا اور یونہی لیٹے لیٹے آنکھیں بند کیے اس نے گہری سانس کھینچی تھی وہ شاید اپنے تھکے تھکے اعصاب ریلیکس کرنا چاہتا تھا لیکن چند منٹ بعد اس کے اعصاب کا تناؤ کچھ کم ہوا تو اس نے چونک کر بیڈ کی طرف دیکھا وہ وہاں بھی نہیں تھی اور اس کا خیال آتے ہی وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھا تھا لیکن اسے زیادہ تردد نہیں کرنا پڑا وہ سامنے ہی صوفے پہ سمٹی بیٹھی تھی۔ چند ثانیے کے لیے وہ پھر ریلیکس ہو گیا تھا۔

”آپ ابھی تک سوئی نہیں؟“ وہ آہستگی سے پوچھ رہا تھا۔

”آپ بھی تو ابھی تک نہیں سوئے۔“ وہ دھیمے سے بولی۔ لیکن مسلسل رونے کی وجہ سے آواز خاصی بھیگی ہوئی اور بوجھل ہو رہی تھی۔

”میں تو لیٹ نائٹ سونے کا عادی ہوں۔“ اس نے سر جھٹکا بیڈ سے کھڑا ہو گیا اور واش روم میں چلا گیا تقریباً“ دس پندرہ منٹ بعد وہ باہر آیا تو کپڑے چینج کرنے کے ساتھ ساتھ شاور بھی لے چکا تھا اور ابھی بالوں میں تولیہ رگڑ ہی رہا تھا جب کچھ خیال آنے پہ ٹھٹک گیا۔

”او مائی گاڈ!“ زرقون نے چونک کر دیکھا لیکن وہ کچھ یاد آنے پہ اپنے آپ کو سرزنش کرتا ہوا یونہی تولیے سمیت کمرے سے باہر نکل گیا تھا زرقون نے اس کے پیچھے حیرانی سے دیکھا لیکن وہ غائب ہو چکا تھا کر کافی دیر بعد جب وہ واپس آیا تو اسے مزید حیرانی ہوئی تھی اس کے ہاتھ میں کھانے کی ٹرے تھی۔

”ایم سوری مجھے یاد ہی نہیں تھا کہ آپ نے کل صبح سے کچھ نہیں کھایا‘ شام کے وقت وہ مسئلہ کھڑا ہو گیا اور پھر بعد میں کچھ یاد ہی نہیں رہا کہ کیا ہوا ہے اور کیا کرنا ہے خیر آپ یہ کھانا کھالیں۔“ اس نے ٹرے اس کے سامنے ٹیبل پہ رکھی۔

”کھانا؟“ وہ کھانے سے سجی ٹرے دیکھنے لگی جو وہ اس وقت خود سجا کے لایا تھا۔

”کیوں کیا آپ کو بھوک نہیں ہے؟“ وہ سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ زرقون چپ ہو گئی‘ اتنا کچھ ہونے کے بعد بھوک کا احساس بھلا کہاں رہا تھا۔ سارے احساسات ہی مر گئے تھے۔

”آپ نے بھی تو کل صبح سے کچھ نہیں کھایا‘ آپ بھی کھانا کھالیں۔“ زرقون نے اسے بھی اس کی

بھوک کا احساس دلایا اور وہ جو انکار کرنے والا تھا نجانے کیا سوچ کر رک گیا۔

"ٹھیک ہے آپ کھانا نکالیں میں بھی کھا لیتا ہوں۔ واقعی بھوک تو مجھے بھی لگ رہی ہے۔" وہ اثبات میں سر ہلاتا ہوا کمپیوٹر کے سامنے رکھی کرسی گھسیٹ کے قریب لے آیا اور زرقون کے مقابل بیٹھ گیا اور وہ جو بھوک نہ ہونے کا اعلان کرنے والی تھی عزیر کو کھانے پہ تلا دیکھ کر چپ ہو گئی اسے پتا تھا کہ اگر وہ نہیں کھائے گی تو وہ بھی ٹال دے گا۔ مجبوراً" دونوں کو اک دوسرے کا خیال کرنا پڑا تھا وہ ابھی تک اس بڑی سی چادر میں لپٹی ہوئی تھی اور عزیر بلیک ٹراؤزر پہنے بغیر کسی شرٹ کے وائٹ اور بلو لائننگ والا تولیہ کندھوں پہ رکھے اتنے مگن سے انداز میں کھانا کھا رہا تھا جیسے رات کے ساڑھے تین بجے وہ کسی فائیو اسٹار ہوٹل میں جیسے مزے سے ڈنر کر رہا ہو۔ زرقون نے اک نظر اسے دیکھا وہ شخص اس کے لیے فرشتہ ثابت ہوا تھا اس نے زرقون کی خاطر اپنی زندگی اپنا کیریئر بھی داؤ پہ لگا دیا تھا لیکن پھر بھی وہ کتنا پرسکون اور مطمئن تھا اس کے لہجے اور انداز کا ٹھہراؤ ہنوز وہی تھا۔

"کیا دیکھ رہی ہیں؟" اس نے اچانک سر اٹھاتے ہوئے زرقون کی آنکھوں میں دیکھا۔ وہ یکدم گڑبڑا گئی تھی۔

"کک... کچھ نہیں۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں اتنا اچھا بھی نہیں ہوں جتنا آپ کو نظر آ رہا ہوں۔" وہ اس کی سوچ کا صفحہ پڑھ چکا تھا۔

"ہر انسان کی طرح مجھ میں اگر چند خوبیاں ہیں تو چند خامیاں بھی ہیں، میرے ساتھ رہیں گی تو آہستہ آہستہ سب پتا چل جائے گا۔" وہ پانی پیتے ہوئے نیپکن سے ہاتھ پونچھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کھانا کھانے کے بعد بہتر ہے کہ آپ تھوڑی دیر کے لیے سو جائیں، کچھ ہی دیر بعد تو صبح ہو جائے گی۔" وہ بیڈ کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔

"میں اب نماز پڑھوں گی اذان ہونے ہی والی ہے۔" وہ وضو کرنے کی غرض سے کھڑی ہو گئی۔

"ایز یو وش۔" اس نے کندھے اچکائے اور سونے کے لیے لیٹ گیا تھا اور وہ وضو کر کے باہر آئی تو تب تک وہ سو چکا تھا لیکن وہ مشکل میں پڑ گئی کمرے میں نماز پڑھنے کے لیے جائے نماز نہیں تھی سو مجبوراً اس نے عزیر کی وارڈ روب کے پٹ کھول کے دیکھے کہ شاید کوئی چادر مل جائے اور بالآخر وارڈ روب کے اوپر والے حصے سے اسے ایک تہ شدہ چادر ملی اور وہ قالین پہ چادر بچھا کر نماز پڑھنے کے لیے کھڑی ہو گئی اذان ہو چکی تھی۔

* * *

"ماریہ... ماریہ! میری بات سنو، پلیز رکو۔" وہ راہداری سے تقریباً بھاگتے ہوئے باہر نکلا تھا ماریہ اپنا اٹیچی گھسیٹتی ہوئی اپنی گاڑی کے پاس پہنچ گئی تھی۔

"ماریہ پلیز! یہ کیا پاگل پن ہے؟" اس نے قریب جا کر ماریہ کا بازو تھام لیا تھا۔

"کیا ابھی بھی میرا ہی پاگل پن ہے؟" ماریہ تلملا کر اس کی سمت پلٹی تھی۔

"ماریہ پلیز تم تو کہتی تھیں کہ تم میری کزن بعد میں لیکن دوست پہلے ہو کیا دوست اس طرح کرتے ہیں؟ اپنے دوست کی مجبوری بھی نہیں سمجھتے؟" عزیر نے بے بسی سے کہا تھا۔

"تو کیا دوست تمہاری طرح کرتے ہیں؟"

"میری مجبوری تم جانتی ہو۔"

"تم میری محبت کو نہیں جانتے تو میں تمہاری مجبوری کو کیا جانوں؟" وہ دوبدو جواب دے رہی تھی۔

"میں تمہاری محبت کو بخوبی جانتا ہوں، مجھے تمہاری محبت پہ کوئی شک نہیں ہے لیکن ماریہ وہ لڑکی مشکل میں تھی میں نے اس کی مدد کی تھی تو پھر اسے اکیلا کیسے چھوڑ دیتا...؟"

"تم اسے اکیلا چھوڑنا چاہتے بھی نہیں تھے، تمہاری نیت اسی روز بدل گئی تھی جس روز تم نے اسے دیکھا تھا، مجھے تمہاری ہمدردی پہ اسی روز شک ہو گیا تھا، تم اس کی خوبصورتی پہ فدا ہو گئے تھے۔" ماریہ

چیخ چیخ کے کہہ رہی تھی اور عذیر اس کی بدگمانی پہ خاموش ہو گیا تھا۔

"تمہاری اور بہت سی لڑکیوں کے ساتھ بھی فرینڈ شپ ہے لیکن میں نے کبھی اعتراض نہیں کیا کیونکہ مجھے یقین تھا کہ تم میرے ہو تمہاری شادی صرف مجھ سے ہوگی مجھے کسی طرف سے کوئی ڈر کوئی خدشہ نہیں تھا تم اگر اس لڑکی کو ساری زندگی اپنے فلیٹ میں رکھتے اور اس کے ساتھ عیاشی کرتے تب بھی میں کوئی اعتراض نہ کرتی، میں یہی سمجھتی رہتی کہ چلو تم نے اسے رکھیل بنا کے رکھا ہے، بیوی تو نہیں۔"

"ماریہ۔" عذیر نے یکدم غصے سے اسے دیکھا تھا۔

"شٹ اپ، جسٹ شٹ اپ۔" اس نے ماریہ کا بازو جھٹکے سے چھوڑ دیا تھا۔

"تم میرے بارے میں جو جی چاہے کہو، لیکن بے گناہ کسی پہ الزام تراشی میں برداشت نہیں کروں گا۔" اس نے ماریہ کی سمت انگلی اٹھاتے ہوئے اسے وارننگ دی تھی۔

"کیوں؟ کیوں برداشت نہیں کرو گے؟ ایسی بھی کہاں سے پاک دامن بی بی اٹھا لائے ہو؟"

"ماریہ پلیز، پلیز مجھے غصہ مت دلاؤ، جاؤ یہاں سے۔" اس نے غصہ ضبط کرتے ہوئے ماریہ کا راستہ چھوڑ دیا تھا اس نے ماریہ کو روکنے کا ارادہ ترک کر دیا تھا ماریہ بمشکل اپنا اٹیچی گاڑی کی ڈگی میں ڈال کے ڈرائیونگ سیٹ پہ آ بیٹھی تھی۔

"تم نے اچھا نہیں کیا عذیر ہمدانی۔" وہ گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے نفرت سے چبا کر بولی اور گاڑی زناٹے سے نکال لے گئی تھی عذیر چند لمحے یونہی کھڑا گیٹ کی سمت دیکھتا رہا پھر پلٹتے ہوئے قریبی گملے کو پاؤں سے ٹھوکر دے ماری تھی۔

"ہونہہ! اچھا نہیں کیا۔" وہ بڑبڑاتا ہوا اندر آ گیا تھا ابھی روحانہ بیگم اور باقی گھر والے سو رہے تھے یہ تو زرقون کی وجہ سے اسے پتا چل گیا تھا کہ ماریہ گھر چھوڑ کر جا رہی ہے۔ اسی نے عذیر کو آ کر جگایا تھا اور وہ نیند سے اٹھ کر سیدھا ماریہ کے پیچھے بھاگا تھا لیکن ماریہ کے تیور رکنے والے نہیں تھے اسی لیے اس نے بھی زیادہ اصرار نہیں کیا تھا۔

"صاحب ناشتا لگاؤں آپ کے لیے؟" نوراں اسے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے دیکھ کر الرٹ ہو گئی تھی آج سنڈے تھا اس لیے اشفاق ہمدانی اور عمیر ہمدانی بھی گھر پہ ہی تھے اور رفیع الجلال سو رہے تھے۔

"نہیں ابھی نہیں۔" اس نے انکار کر دیا اور یونہی ڈھیلے ڈھالے انداز میں صوفے پہ ڈھے گیا رات کو نیند پوری ہوئی تھی اور نہ اب سو سکا تھا دماغ ایک دم بوجھل ہو گیا تھا کل سے مسلسل وہ ٹینشن کا شکار تھا شاید اسی لیے اب سر میں درد ہونے لگا تھا۔ ڈپریشن اس کے چہرے سے نظر آ رہا تھا۔

"نوراں...... نوراں؟" روحانہ بیگم نے اپنے بیڈ روم سے نکلتے ہی ملازمہ کو آواز دی تھی۔

"جی بیگم صاحبہ؟" وہ فوراً حاضر ہوئی۔

"ناشتا تیار ہے؟"

"جی تیار ہے۔"

"اوکے ناشتا لگاؤ میں فریش ہو کر آتی ہوں۔" وہ اک نظر عذیر پہ ڈال کر واپس پلٹ گئیں۔

"سنو۔" انہوں نے پلٹ کر دوبارہ نوراں کو مخاطب کیا۔

"جی بیگم صاحبہ؟"

"ماریہ اٹھ گئی ہے؟" انہوں نے چہیتی بھانجی کا پوچھا۔ نوراں نے عذیر کو دیکھا ان کے سوال پہ وہ بھی ٹھٹک گیا تھا۔

"میں تم سے پوچھ رہی ہوں نوراں؟" انہوں نے نوراں کو خفگی سے دیکھا۔

"جی بیگم صاحبہ وہ تو چلی گئیں۔" نوراں نے ذرا اٹک کر جواب دیا تھا۔

"چلی گئی؟ مگر کہاں؟" انہیں حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔

"واپس حیدر آباد۔"

"حیدر آباد مگر کیوں؟" ان کی حیرانی ختم نہیں ہو رہی تھی۔

"وہ اپنے گھر چلی گئی ہیں اپنا سارا سامان بھی لے گئی ہیں' عذیر صاحب ان کو روکنے کے لیے گیٹ تک گئے تھے لیکن وہ نہیں رکیں۔"

نوراں نے لگے ہاتھوں عذیر کی طرف داری بھی کر ڈالی تھی۔

"کیا ماریہ گھر سے چلی گئی اور تم مجھے اب بتا رہی ہو؟ پہلے کہاں مرگئی تھیں تم؟" وہ نوراں پہ چڑھ دوڑیں۔

"بیگم صاحبہ آپ سو رہی تھیں اسی لیے میں نے۔"

"سو رہی تھی مر تو نہیں گئی تھی نا؟" وہ بری طرح غرائیں۔

"اشفاق' اشفاق' عمیر' نوشابہ۔" وہ چیخ چیخ کر سب کو پکارنے لگیں اور چند منٹوں میں ہی وہ سب جمع ہو گئے تھے عذیر ایک بار پھر مجرم بنا بیٹھا تھا۔

"کیا ہوا ہے؟" اشفاق ہمدانی پریشانی سے پوچھ رہے تھے۔

"ماریہ واپس اپنے گھر چلی گئی ہے' وہ یہاں سے جا رہی تھی لیکن اس نے ہمیں بتایا ہی نہیں۔" اب ان کی توپوں کا رخ عذیر کی سمت تھا۔

"عذیر! یہ سب کیا ہو رہا ہے گھر میں؟" اشفاق ہمدانی بھی غصے میں آ گئے تھے۔

"مجھے نہیں پتا کہ کیا ہو رہا ہے۔" وہ جھنجلا گیا تھا۔

"تو پھر کس کو پتا ہے؟ یہ سب تمہارا ہی تو کیا دھرا ہے؟"

"میرا کیا دھرا کیوں ہے؟ جب وہ یہاں آئی تھی تو میں نے اسے آنے کے لیے نہیں کہا تھا اور آج اگر وہ گئی ہے تو تب بھی میں نے اسے جانے کے لیے نہیں کہا' وہ یہاں اپنی مرضی اور اپنی ضرورت کے لیے رہ رہی تھی میرے لیے نہیں کہ آج میں اسے برا لگا تو وہ اٹھ کر چل دی۔" عذیر نے کافی بے زاری اور کوفت کا اظہار کیا تھا اس کا انداز بے حد چڑچڑا سا تھا وہ کل رات سے تھک گیا تھا۔ سب کے سامنے وضاحتیں دے دے کر۔

"تمہیں اس کو روکنا تو چاہیے تھا' وہ ہماری مہمان تھی۔"

"میں نے روکنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ خود ہی رکنے کے لیے تیار نہیں تھی۔" وہ اب طنزیہ بول رہا تھا۔

"تم نے ہمیں کیوں نہیں بتایا۔؟"

"آپ کو بتاتا تب بھی وہ چلی جاتی۔"

"بس کرو عذیر تم نے تو میرا خون ہی جلا دیا ہے۔" روحانہ بیگم سر تھام کے بیٹھ گئی تھیں اور عذیر وہاں سے جھٹکے سے اٹھ کر اوپر آ گیا تھا اور کمرے میں بے چین سی کھڑی زرقون اسے دیکھ کر شرمندہ سی ہو گئی عذیر کی پریشانی اور ٹینشن اس کے چہرے سے عیاں تھی۔ اس کے تیور دیکھ کر زرقون کی اتنی ہمت نہ ہوئی کہ وہ آگے بڑھ کے اس سے گھر کی صورت حال پوچھ سکے وہ واش روم میں گیا شاور لے کر کپڑے چینج کیے اور بالوں میں برش پھیر کر والٹ' موبائل اور گاڑی کی چابی لے کر کچھ بھی کہے بغیر گھر سے نکل گیا تھا اتنے دنوں میں پہلی بار زرقون نے اس کے چہرے پہ پریشانی اور کوفت دیکھی تھی ورنہ اس نے اتنے دنوں سے اس شخص کو ہر بار مطمئن ہی دیکھا تھا۔

☼ ☼ ☼

"بھابھی۔۔!"

"ہوں؟" وہ آرام سے اپنے بیڈ پہ بیٹھی ناشتا کر رہی تھیں۔ جب زرقون پریشان سی اندر داخل ہوئی تھی۔

"وہ امی کی طبیعت خراب ہے ان کو ڈاکٹر کے پاس لے کر جانا ہے۔" وہ ذرا رک کر بولی تھی۔

"تو لے جاؤ مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟" وہ بے نیازی سے کندھے اچکا کر بولیں۔

"وہ دراصل کچھ پیسوں کی ضرورت تھی ڈاکٹر کی فیس اور رکشا کے کرایہ کے لیے۔" زرقون کو بھابھی سے پیسے مانگتے ہوئے شرمندگی سے ماتھے پہ پسینہ آ گیا لیکن امی کی طبیعت اتنی خراب تھی کہ اور کوئی چارہ

بھی تو نہیں تھا۔

"اور جو کل پیسے دیئے تھے؟"

"وہ امی کے پرہیزی کھانے کے لیے سبزیاں اور گوشت منگوالیا تھا ڈاکٹر نے یخنی پلانے کی تاکید کی تھی۔"

"تو پھر اب یخنی ہی پلاتی رہو' دوائی کہاں سے پلانی ہے؟ تمہارے بھائی کی کوئی فیکٹری تو نہیں چل رہی کہ روز روز ڈاکٹروں کی فیس بھی ادا کریں' دوائیاں بھی لے کر آئیں اور یخنی اور سبزیاں بھی پکا کر کھلائیں؟ تم خود ہی کچھ شرم کرو۔" انہوں نے زرقون کو کھری کھری سنا کر حد سے زیادہ شرمندہ کردیا تھا لیکن اس وقت وہ شرمندہ ہو کر چپ نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ امی تکلیف میں تھیں۔

"بھابھی وہ بھائی کے آنے میں ابھی کافی دیر ہے اتنی دیر امی یہ تکلیف برداشت نہیں کر سکتیں پلیز آپ ان کی حالت تو دیکھیے۔" اس نے التجائیہ انداز سے کہا تھا۔

"میں کیا کروں گی ان کی حالت دیکھ کر' میں کوئی ڈاکٹر ہوں۔" انہوں نے کندھے اچکائے۔

"زرقون' زرقون۔" باہر صحن سے مہرین کی آواز سنائی دی تھی زرقون بھابھی کے کمرے سے تیزی سے باہر نکل آئی۔

"مہرین! تم... تم آج کالج نہیں گئیں؟" مہرین زرقون کی دوست اور ہمسائی تھی ساتھ والا گھر مہرین کا تھا۔

"کالج میں آج فنکشن تھا میرا موڈ نہیں تھا جانے کا اس لیے گھر پہ ہی ہوں تم سناؤ کیا بات ہے پریشان نظر آرہی ہو؟" مہرین اس کے چہرے سے ہی اس کی پریشانی بھانپ گئی تھی۔

"یار امی کی طبیعت بہت خراب ہے ان کے سینے میں آج پھر درد اٹھ رہا ہے۔ بہت تکلیف میں ہیں۔"

"تو تم کھڑی منہ کیا دیکھ رہی ہو؟ ان کو ڈاکٹر کے پاس لے کر جاؤ۔" مہرین نے تیزی سے کہا۔

"کیسے لے کر جاؤں؟ فیاض بھائی گھر پہ نہیں ہیں وہ کسی کام سے ملتان گئے ہوئے ہیں اور [illegible] اور میرے پاس۔" وہ کہتے کہتے چپ ہو گئی تھی لیکن مہرین اس کی دوست تھی اس کی چپ کی زبان بھی سمجھ گئی تھی۔

"تم امی کو تیار کرو' میں ابھی آتی ہوں۔" مہرین الٹے قدموں اپنے گھر کی طرف لپکی تھی اور زرقون اسے روک بھی نہ سکی۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ واپس بھی آگئی۔

"یہ رکھ لو اور جلدی سے امی کا چیک اپ کروالاؤ۔"

"لیکن مہرین۔" اس نے کچھ کہنا چاہا۔

"لیکن ویکن کا وقت نہیں ہے پہلے ہی اتنی دیر ہو چکی ہے' یہ پیسے ابو نے مجھے فنکشن میں جانے کے لیے دیئے تھے اور میں تو فنکشن میں گئی ہی نہیں' اس لیے بہتر ہے کہ تمہارے کام آجائیں' شاباش اب جلدی نکلو۔" اس نے زرقون کے ساتھ مل کر امی کو اٹھایا چادر اوڑھائی اور باہر دروازے تک چھوڑنے کے لیے آئی تھی۔

"تمہارے گھر پہ کوئی بھی نہیں ہے' اگر امی وغیرہ گھر پہ ہوتیں تو میں تمہارے ساتھ ضرور چلتی۔"

"تھینکس او کے مہرین یار تھینک یو۔ تھینک یو سو مچ۔" زرقون اس کے احسان پہ مشکور ہو رہی تھی۔

"بس بس اتنا ہی کافی ہے۔ جاؤ اب۔" مہرین نے ہاتھ اٹھا کے اسے روک دیا تھا زرقون امی کو لے کر باہر نکل گئی لیکن اپنے کمرے کی چوکھٹ میں کھڑی شمائلہ بھابھی زرقون اور مہرین کی پشت کو شعلہ بار نظروں سے دیکھ رہی تھیں ان کے انکار کے باوجود وہ ماں کو لے کر چلی گئی تھی۔

* * *

صبح سے شام ہو گئی تھی اسے اس بیڈ روم میں بیٹھے بیٹھے' اور صبح سے شام ہو گئی تھی عذیر کو گھر سے نکلے ہوئے' وہ پریشان حال بیٹھی لاشعوری طور پر اس کا انتظار کیے جا رہی تھی اور وہ ابھی تک نہیں آیا تھا اور نہ ہی کسی اور نے اس کے بیڈ روم میں جھانک کر دیکھا تھا کہ یہاں ایک اور جیتا جاگتا فرد بھی موجود ہے یہاں

تک کہ صبح سے کسی ملازم یا ملازمہ نے بھی خیر خبر نہیں لی تھی نہ کسی نے کھانے پینے کا پوچھا اور نہ ہی جینے مرنے کا کہ وہ زندہ بھی ہے یا اندر پڑے پڑے مر گئی ہے؟ وہ بھوک پیاس پہ صبر کرتی انتظار کی گھڑیاں گنتی رہی لیکن وقت تھا کہ بھوک کی طرح بڑھتا ہی جا رہا تھا۔

صبح نو بجے سے گھڑی کی سوئیاں چلتی ہوئیں رات کے بارہ بجے تک پہنچ گئی تھیں اور اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا وہ تکیے پہ گر کر پھوٹ پھوٹ کے رو پڑی تھی اس نے اپنے ساتھ ساتھ اس شخص کو بھی مصیبت میں ڈال دیا تھا وہ نہ اُدھر کا رہا تھا نہ اِدھر کا ـــــ کس کو اپناتا اور کس کو چھوڑتا؟! اور گھر والوں کو بھی صاف صاف اپنی پرابلم نہیں بتا سکتا تھا ورنہ وہ زرقون کے ساتھ کسی بھی قسم کا رویہ اختیار کر سکتے تھے۔ اور زرقون کے سامنے وہ اپنی اس مشکل کا رونا بھی نہیں رو سکتا تھا کیونکہ یقیناً وہ یہ سب سن کر پشیمان اور شرمندہ ہو جاتی۔ اور اسے شرمندہ کرنے کا کیا فائدہ تھا وہ پہلے ہی بہت شرمندہ اور مصیبت زدہ تھی سو پورا دن اور پوری رات گھر سے باہر دوستوں کے ساتھ باہر گزار کر وہ فجر کے وقت گھر آیا تو زرقون بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی نظر آئی۔ عذیر کو اسے دیکھ کر حیرانی نہیں ہوئی تھی وہ دونوں تقریباً ایک جیسی فیلنگز سے گزر رہے تھے۔ اس لیے نیند دونوں سے روٹھی ہوئی تھی ہر بار آنکھوں کی چوکھٹ پہ آکر پلکوں پہ دستک دے کر چلی جاتی تھی اور آنکھیں تھکن اور انتظار سے نڈھال نیند کے آنے اور جانے سے بے خبر بیٹھی تھیں۔ عذیر خاموشی سے آکر بیڈ پہ بیٹھ گیا تھا اور اپنے پاؤں بوٹوں کی قید سے آزاد کرنے لگا۔

"کہاں تھے آپ؟" زرقون کا سوال بیویوں والا تھا لیکن انداز بیویوں والا نہیں تھا۔

"دوستوں کے ساتھ۔" وہ لاپروائی سے بولا۔

"گھر کیوں نہیں آئے؟" ایک اور سوال بیویوں والا، عذیر نے نظر اٹھا کر اس کی سمت دیکھا اس کی پلکیں جڑی ہوئی تھیں اور پپوٹے سرخ ہو رہے تھے۔

"میں جس روز ڈرنک کرتا ہوں اس روز گھر نہیں آتا۔" اس نے بے نیازی سے کہا زرقون اس کے ڈرنک کرنے کا سن کر چونکی لیکن پھر ریلیکس ہو گئی جیسے خود کو کنٹرول کر لیا ہو۔ وہ بھلا اس پہ اعتراض کرنے والی کون ہوتی تھی؟

"کہیے آپ کچھ کہتے کہتے رک کیوں گئیں؟" وہ بوٹ اتار کر پوری طرح سے اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"میں ساری رات سوئی نہیں، بس آپ کے اور اپنے مسئلے پہ سوچتی رہی۔"

"پھر کچھ حل ملا؟"

"جی! صرف ایک حل ہے آپ کی مشکل اور پریشانی دور کرنے کے لیے۔" اس نے سر ہلا کر کہا۔

"وہ کیا؟" عذیر بغور اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ چہرا جھکائے ہوئے تھی۔

"طلاق ـــ" زرقون نے بڑی مشکل سے یہ لفظ زبان سے ادا کیا تھا۔

"ہوں! تو یہ حل سوچا ہے آپ نے؟" وہ پر سوچ انداز میں بولا۔

"اس کے سوا اور کوئی حل بھی تو نہیں ہے اس مسئلے کا؟ آپ مجھے طلاق دے کر دوبارہ سے ماریہ کو اپنا سکتے ہیں اس طرح آپ کے گھر والوں کی ناراضی بھی دور ہو جائے گی اور آپ بھی ماریہ کے ساتھ خوش رہیں گے ماریہ آپ سے محبت کرتی"۔

"دیکھیے خاتون! آپ ماریہ کو چھوڑیے اپنی بات کیجیے۔" اس نے زرقون کی بات کاٹتے ہوئے کہا تھا۔

"میں اپنی کیا بات کروں؟ میری تو کوئی بات ہی نہیں ہے۔" اس نے ہلکے سے سر جھٹکا۔

"آپ کی بات کیوں نہیں ہے؟ ساری بات آپ کی ہی تو ہے۔" عذیر نے اپنی بات پہ زور دیا تھا۔

"میری کوئی بات نہیں ہے عذیر صاحب، جن کی ذات رل جاتی ہے، ان کی بات بھی رل جاتی ہے، آپ میری فکر نہ کریں، اپنی زندگی کا خیال کریں۔" اس نے تلخی سے کہتے ہوئے جیسے اپنی ذات کا مذاق اڑایا تھا۔ عذیر چند ثانیے اسے دیکھتا رہا پھر اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا

تھا۔

"ٹھیک ہے میں اپنی زندگی کا خیال کرلیتا ہوں اور آپ کو طلاق دے دیتا ہوں لیکن کیا آپ مجھے یہ بتا سکتی ہیں کہ مجھ سے طلاق لینے کے بعد اس گھر سے نکل کر آپ کہاں جائیں گی؟ آپ کا اگلا ٹھکانہ کہاں ہوگا۔؟" وہ وارڈ روب سے کپڑے نکالتے ہوئے اس سے سوال کررہا تھا۔

"اپنے اگلے ٹھکانے کا تو کسی کو بھی پتا نہیں ہوتا۔"

"میں کسی کی نہیں آپ کی بات کررہا ہوں۔" اس نے کپڑے نکالنے کے بعد شوز ریک سے اپنے لیے سادہ سلیپر نکالے۔

"میں آپ سے کہہ تو رہی ہوں کہ آپ میری فکر نہ کریں۔"

"یہ بات آپ آج کہہ رہی ہیں نا؟ جب میں آپ کی فکر میں سب کچھ داؤ پہ لگا چکا ہوں' اور آپ کی اس بات کا کوئی فائدہ نہیں۔"

"کیوں کیا ماریہ اب آپ سے شادی نہیں کرے گی؟" وہ متفکر سی پوچھ رہی تھی۔

"وہ تو اب بھی کرے گی' لیکن میں نہیں کروں گا۔" اس نے شرٹ کے بٹن کھولتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟ آپ کیوں نہیں کریں گے۔؟"

"کیونکہ میں شادی کرچکا ہوں۔" اس کے جواب پہ زرقون خاموش ہوگئی تھی وہ پلٹ کر واش روم کی سمت چلا گیا۔

"آپ میری بات کو مذاق سمجھ رہے ہیں۔" اس کی آواز پہ عذیر کے قدم تھم گئے۔ اس نے پلٹ کر دوبارہ زرقون کو دیکھا تھا۔

"فجر کا وقت مذاق کا وقت تو نہیں ہوتا؟ اذان ہو رہی ہے' لوگ نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ اور مجھے کیا پڑی ہے کہ میں اس وقت مذاق کرتا پھروں؟ یا آپ کی بات کو مذاق سمجھوں؟ آپ نے سوچا وہ آپ نے کہہ دیا اور میں نے جو سوچا۔ میں نے کہہ دیا۔ اب آپ کوئی اور حل سوچیے۔ میں اتنا کمزور یا بے غیرت نہیں ہوں کہ پہلے کسی کو سہارا دوں اور پھر وہی سہارا چھین لوں' اب تو یہ گھر بھی چھوڑنا پڑا تو چھوڑ دوں گا۔" اس نے کھڑے کھڑے فیصلہ سنایا تھا اور زرقون تڑپ کر اس کے سامنے آگئی تھی۔

"آپ بہت غلط کررہے ہیں' میری وجہ سے اپنوں کو چھوڑنا ٹھیک نہیں ہے۔" اس نے عذیر کو کسی بھی انتہائی اقدام سے باز رکھنا چاہا۔

"آپ کی وجہ سے مجھ کو چھوڑنا بھی تو میرے اپنوں کے لیے ٹھیک نہیں ہے؟ اگر وہ مجھے چھوڑنے کا فیصلہ کرسکتے ہیں تو میں بھی ان کو چھوڑ کر جاسکتا ہوں' مرد ہوں اپنے زور بازو سے کما کر کھلا سکتا ہوں آپ کو بوجھ نہیں بننے دوں گا کسی پر' میرے گھر والوں کو کوئی فیصلہ کرنا ہے تو بہت سوچ سمجھ کر کرنا ہوگا۔" اس نے زرقون کو بھی اپنا ارادہ بتادیا تھا اور دوبارہ پلٹ کر واش روم میں گھس گیا زرقون حیران پریشان کھڑی رہ گئی تھی۔

* * *

ڈاکٹر نے امی کی حالت کے پیش نظر ان کو ڈرپ لگائی اور چند انجکشن دیئے تھے اور بہت ساری تاکید کے بعد انہیں گھر بھیج دیا تھا اور اس تاکید میں سرفہرست ان کو ہسپتال میں ایڈمٹ کروانے کی تاکید تھی ان کی حالت ایسی نہیں تھی کہ انہیں گھر میں رکھا جاتا زرقون کا دل مٹھی میں آگیا تھا وہ امی کی حالت کا سن کر اندر ہی اندر سہم گئی تھی وہ جیسے تیسے ان کو لے کر واپس گھر آئی تو اتنے میں فیاض احمد بھی گھر آچکے تھے حالانکہ زرقون کو امید تھی کہ وہ شام کو آئیں گے۔ زرقون کو انہیں دیکھ کافی ڈھارس ہوئی تھی۔

"آپ کب آگئے بھائی؟" وہ امی کو بستر پہ لٹا کر ان کی سمت آگئی۔

"تم میرے آنے کو چھوڑو اپنے جانے کی بات کرو' تمہاری بھابھی نے جب تمہیں کہا بھی تھا کہ وہ تمہارے ساتھ جارہی ہے تو امی کو اکیلے لے کر جانے کی کیا ضرورت تھی؟ اتنی ہی جلدی تھی تمہیں جانے کی؟" فیاض احمد انتہائی بددماغ اور اکھڑ مزاج آدمی

تھے۔ ان کی بات میں کوئی لچک اور گنجائش نہیں ہوتی تھی جو بات کہہ دیتے سو کہہ دیتے' یہاں تک کہ امی بھی ان کے سامنے کچھ نہیں کہہ پاتی تھیں' وہ شروع سے ہی ضدی اور غصیلے تھے' لیکن بیوی کی بات بڑے دھیان سے سنتے تھے اور مانتے بھی تھے۔ اس وقت بھی کچھ یہ ہی ہوا تھا۔

"بھابھی نے کب جانے کا کہا؟" زرقون ہکا بکا رہ گئی۔

"تو کیا وہ جھوٹ بول رہی ہے؟" وہ اور بھی غصے میں آگئے۔

"لیکن بھائی۔" زرقون نے پلٹ کر ماں کو دیکھا۔

"فیاض۔۔۔ اب بس کرو' تمہارا۔۔۔ غصہ۔۔۔ سہنے والی ماں۔۔۔ میں اب دم نہیں رہا۔۔۔ یہ۔۔۔ بے چاری تمہارا غصہ۔۔۔ نہیں سہہ سکتی' بس کرو۔" وہ سینے کی تکلیف کے باعث بمشکل بول پائی تھیں۔

"امی! آپ کیا چاہتی ہیں' یہ غلط بات کرے اور میں اسے منع بھی نہ کروں؟" فیاض احمد ماں کی طرف پلٹے۔

"کون غلط ہے اور کون نہیں' اس بات کو تم رہنے دو۔" انہوں نے ذرا سا اٹھنے کی کوشش کی' لیکن وہ اٹھ نہیں پائی تھیں' ان کا جسم کانپ رہا تھا۔

"یعنی آپ کا مطلب ہے کہ شمائلہ غلط ہے؟" انہوں نے معصوم اور مظلوم بن کے کھڑی شمائلہ بھابھی کی طرف اشارہ کیا۔

"دیکھو فیاض۔۔۔ میری زندگی بہت تھوڑی ہے' اتنی تکلیف کے ساتھ میں اور۔۔۔ اور زیادہ نہیں جی سکتی' میرے بعد زرقون کا واحد سہارا اور رشتہ تم ہی ہو' اسے کبھی اکیلا مت کرنا' ماں اور باپ دونوں کی کمی پوری کرنا' میں نے بڑے لاڈ پیار سے پالا ہے تم دونوں کو' تیرے ابا کی جان تھی زرقون میں' تم سے چھوٹی ہے' غلطی ہو بھی جائے تو درگزر کر دینا' اس کا بھائی بن کے نہیں اس کی بہن بن کے رہنا' اسے ماں جیسا پیار دینا' فیاض احمد بن کے نہ رہنا ورنہ وہ۔۔۔ وہ تنہا ہو جائے گی۔" امی کی آواز لرز رہی تھی' فیاض احمد ٹھٹک گئے تھے۔ چونک کر ماں کی حالت دیکھی۔

"امی آپ ٹھیک تو ہیں؟ زیادہ طبیعت خراب ہے تو ڈاکٹر کے پاس لے چلتا ہوں؟" وہ فوراً امی کے قریب آ بیٹھے' امی کی رنگت سفید لٹھے کی مانند ہو رہی تھی۔

"امی آنکھیں کھولیں پلیز۔" زرقون نے لپک کے ماں کو بازوؤں میں سمیٹ لیا۔

"میں۔۔۔ میں ٹھیک ہوں بیٹا' بس تھک گئی ہوں۔" انہوں نے کمزور سی آواز میں کہا تھا۔

"بھائی امی کی طبیعت بہت خراب ہے' ڈاکٹر نے کہا تھا کہ آپ انہیں فوراً" ایڈمٹ کروانے کی کوشش کریں' پلیز بھائی آپ امی کو اسپتال لے جائیں۔" زرقون رو پڑی تھی اور فیاض احمد کو بھی ماں کی بگڑتی حالت کا اندازہ ہو گیا تھا۔ انہوں نے اسپتال چلنے کا ارادہ کر ہی لیا تھا' لیکن اللہ نے ان کی قسمت میں یہ نیکی نہیں لکھی تھی' سو وہ اس نیکی سے محروم ہی رہے' امی کو اسپتال لے جانے کی نوبت ہی نہیں آئی تھی' وہ بیٹے کو ہر زحمت سے آزاد کر گئی تھیں' لیکن زرقون اتنے لوگوں میں اکیلی چیختی رہ گئی۔

* * *

اپنا وہ ہی فیصلہ جب عذیر ہمدانی نے اپنے گھر والوں کو سنایا تو وہ خاموش ہو گئے تھے۔ روحانہ بیگم اور اشفاق ہمدانی کے صرف دو ہی تو بیٹے تھے۔ اب ان میں سے بھی ایک بیٹا اگر گھر چھوڑ کر چلا جاتا تو وہ کہاں جاتے؟ آخر وہ ان کا چھوٹا اور لاڈلا سپوت تھا۔ وہ بھلا اسے گھر سے نکالنے کی سزا کیسے دے سکتے تھے۔ بالآخر اپنی اپنی جگہ پہ سب خاموش ہو گئے تھے۔ البتہ زرقون کو انہوں نے پھر بھی قبول نہیں کیا تھا۔ وہ کسی بھی صورت اسے اپنی بہو تسلیم کرنے پہ راضی نہیں تھے۔ بس عذیر اسے شادی کر کے گھر لے آیا تھا' اس کے یہاں رہنے کے لیے یہ ہی جواز کافی تھا' ان کا رویہ زرقون کے حوالے سے اب بھی سرد اور ناگوار تھا' جس پہ عذیر کو اعتراض تو تھا لیکن اتنا بھی نہیں کہ وہ اس ایشو پہ کوئی بڑا ہنگامہ کھڑا کرتا۔

وہ اس مسئلے کو وقت کے دھارے پہ چھوڑ کر تھوڑا ریلیکس ہو گیا تھا کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ لوگ بھی زرقون کے وجود کو تسلیم کرلیں گے اور یہ ہی خیال رفتہ رفتہ اسے روٹین لائف کی طرف لے آیا تھا۔ وہ دوبارہ سے یونیورسٹی جوائن کر چکا تھا، اس کا بی ایس آنرز کا فائنل ایئر تھا اور یہ اس کا لاسٹ سمسٹر تھا، اس لیے وہ زیادہ محنت کر رہا تھا۔ اسے ذہنی سکون اور مکمل یکسوئی کی ضرورت تھی اور وہ کوشش بھی یہ ہی کرتا تھا کہ ادھر ادھر دھیان دینے کی بجائے اپنی اسٹڈی پہ توجہ دے، لیکن بیوی کے ہوتے ہوئے کوئی طالب علم یکسوئی کے ساتھ کیسے پڑھ سکتا تھا؟ کمپیوٹر کے سامنے بیٹھے بیٹھے تھک گیا تو اسے پانی کی طلب ہوئی تھی، پیاس کے احساس نے اسے اپنی جگہ سے اٹھنے پہ مجبور کر دیا تھا، جگ کی تلاش میں نظر دوڑائی تو جگ بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پہ رکھا نظر آیا تھا۔ وہ سست قدموں سے چلتا بیڈ کے قریب آگیا، جیسے ہی پانی گلاس میں انڈیلنے کی غرض سے تھوڑا نیچے جھکا تو نظر بیڈ پہ سوئی زرقون پہ جا پڑی تھی۔

وہ صبح فجر کے وقت بے دار ہوتی تھی، اس لیے اس وقت اگر کمرے کی لائٹس جل رہی ہوتیں یا پھر کمرے میں میوزک بج رہا ہوتا وہ تب بھی سو جاتی تھی، کیونکہ اگر وہ لائٹ بند کرنے کا یا پھر میوزک، کمپیوٹر اور ٹیلی ویژن آف کرنے کا انتظار کرتی تو ساری رات جاگتی رہتی، جبکہ اس وقت اسے شدید نیند نے ستا رکھا تھا۔

عشاء کی نماز پڑھنے کے فوراً بعد سونے کے لیے لیٹنا اس کی پرانی عادت تھی۔ اس کی اس عادت سے عذیر بھی ریلیکس رہتا تھا۔ وہ بیڈ روم میں جو جی چاہے کر سکتا تھا۔ اس زرقون کی ڈسٹربنس کی کوئی فکر نہیں ہوتی تھی، لیکن اس وقت وہ خود ڈسٹرب ہو گیا تھا۔ زرقون بلاشبہ بے حد خوب صورت تھی، اس کی خوب صورتی صرف اس کے چہرے تک ہی محدود نہیں تھی بلکہ اس کی خوب صورتی اس کے ہاتھ پاؤں سے لے کر اس کے بالوں تک سے عیاں ہوتی تھی۔ عذیر نے اسے ابھی تک چھوا نہیں تھا، لیکن وہ اسے دیکھ کر ہی جانتا تھا کہ وہ کتنی نرم و گداز ہے، اس کی صحت اس کے رخساروں اور گداز کلائیوں سے جھلکتی تھی۔ عذیر اسے دیکھتے ہوئے یہ فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا کہ اس کی رنگت زیادہ سفید ہے یا اس کے بال زیادہ کالے ہیں؟ عذیر کو یہ اعتراف کرنے میں دیر نہ لگی کہ وہ واقعی اللہ کی قدرت کا شاہکار تھی۔ قدرت کی مصوری سراپا اس کے سامنے تھی، جس سے پلک جھپکنا دشوار ہو گیا تھا۔ وہ نظر ہٹانا چاہتا تھا، لیکن ہٹا نہیں پا رہا تھا، جب سے زرقون یہاں آئی تھی اس نے ایک بار بھی اسے اس نظر اور اس نیت سے نہیں دیکھا تھا اور آج جب دیکھا تھا تو اچھی خاصی مشکل ہو گئی تھی۔ آخر مرد تھا اور بہکنا اس کی عادت تھی، لیکن سچویشن کچھ ایسی تھی کہ اسے اپنی نظر اور نیت پہ قابو پانا تھا۔ اگر ایسا نہ کرتا تو کئی پلان اور کئی دعوے دھرے کے دھرے رہ جاتے، جن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے وہ ابھی زرقون سے دور ہی رہنا چاہتا تھا۔ اسی لیے دونوں الگ الگ سوتے تھے۔ آج بیڈ کی نرمیاں دیکھ کر تو صوفہ انتہائی سخت تنگ اور مختصر لگ رہا تھا، وہ پانی پینے کے بعد صوفے پہ تو آگیا تھا، لیکن سویا نہیں جا رہا تھا، نظریں بار بار بھٹک رہی تھیں اور جب رہ نہ سکا تو اس کے سر پہ پہنچ گیا۔

"زرقون۔۔۔ زرقون۔" اس نے قریب جا کر آواز دی۔

"جی؟ کک کیا ہوا؟" وہ گھبرا کے اٹھ بیٹھی۔

"کچھ نہیں ہوا۔" وہ اپنے بال کھجاتے ہوئے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"تو پھر آپ۔۔۔ آپ اس طرح کیوں کھڑے ہیں۔ کچھ چاہیے؟" زرقون اپنے حواس درست کرتے ہوئے بولی۔

"نن نہیں، کچھ نہیں چاہیے۔" اس نے فوراً انکار کر دیا، اب اس کے سامنے کیا کہتا کہ تمہیں دیکھ کر میری نیت خراب ہو گئی ہے؟ یا تمہیں دیکھ کر اپنا حق وصول کرنے کا خیال آگیا ہے۔

"آپ ٹھیک تو ہیں؟" وہ فکرمند سی تشویش سے

پوچھ رہی تھی۔

"بس وہ... وہ دراصل صوفے پہ نیند نہیں آرہی' گردن میں بل پڑ گیا ہے شاید۔" اسے بروقت بہانا سوجھ گیا تھا اور ہاتھ گردن پہ رکھ لیا تھا۔

"اوہو! یہ کیسے ہوگیا' آپ ادھر بیٹھیے میں تیل سے مالش کردیتی ہوں۔" وہ رات کے اس پہر بھی گہری نیند سے اٹھ کر اس کے لیے اتنی کانشس ہوگئی تھی کہ عذیر کو اپنی حرکت اور حماقت پہ شرمندگی ہوئی تھی۔

"نہیں مالش کی کوئی ضرورت نہیں' خود ہی ٹھیک ہوجائے گا' آپ آج صوفے پہ جاکر سوجائیں۔" اس نے زرقون کو ٹالا۔

"یہ ایسے ٹھیک نہیں ہوگا' آپ بیٹھیے تو سہی۔" زرقون خود بیڈ سے کھڑی ہوگئی تھی اور عذیر اس کے گداز سراپے سے نظریں چرا گیا تھا۔

"عذیر! آپ چپ کیوں ہیں؟ کیا زیادہ تکلیف ہورہی ہے؟" وہ اور پریشان ہوئی تھی۔

"پلیز زرقون جلتی پہ تیل مت چھڑکو' جاؤ سو جاؤ جاکر۔" اس نے اپنی خفگی اس پہ انڈیل دی۔

"جلتی پہ تیل؟" وہ اس کی بات کا مفہوم سمجھتی رہ گئی اور یوں ہی کھڑے کھڑے عذیر کی سمت نگاہ اٹھی' وہ اسے انتہائی کڑی نظروں سے گھور رہا تھا۔ زرقون سٹپٹا کر نگاہ چراتی ہوئی پلٹ کر صوفے پہ جاکے لیٹ گئی اب وہ عذیر کی جگہ سو رہی تھی اور عذیر اس کی جگہ... لیکن جگہ بدلنے کے باوجود اسے نیند نہیں آرہی تھی' اب اسے بستر کی نرمی ڈسٹرب کررہی تھی' وہ سر سے پاؤں تک چادر تان کے لیٹ گیا تھا' تاکہ زرقون کو دوبارہ نہ دیکھ سکے۔ اور وہ تنی ہوئی چادر کو دیکھتی حیرت سے سوچ رہی تھی کہ اس نے اسے کیوں جگایا تھا؟ اس کی گردن میں بل تو کہیں سے بھی محسوس نہیں ہورہا تھا' وہ ٹھیک ٹھاک گردن ہلا رہا تھا۔ پھر اسے جگانے اور صوفے پہ بھیجنے کا مطلب؟ وہ سوچتے سوچتے سوگئی' لیکن مطلب پھر بھی سمجھ نہیں آیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"اب کیسی طبیعت ہے آپ کی؟" صبح وہ نیند سے بیدار ہوا تو زرقون نے پہلا سوال یہ ہی کیا تھا۔

"طبیعت؟" عذیر نیند سے اٹھا تھا' اس لیے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیسی اور کس کی طبیعت پوچھ رہی ہے؟

"رات کو آپ کی طبیعت خراب ہوگئی تھی شاید گردن میں بل پڑ گیا تھا۔" زرقون نے اسے اس کی طبیعت خرابی یاد دلائی تھی اور عذیر ٹھٹک گیا۔

"اوہ ہاں! گردن میں بل پڑ گیا تھا' لیکن اب ٹھیک ہے۔" اس نے اپنی گردن سہلاتے ہوئے کہا۔

"شکر ہے' ورنہ مجھے تو رات سے پریشانی ہوگئی تھی۔" اس نے شکر ادا کیا اور عذیر اس کی طرف دیکھے بغیر بول رہا تھا' اب اسے کیا بتا تا کہ گردن میں نہیں بلکہ نیت میں بل پڑ گیا تھا۔

"پریشانی تو مجھے بھی ہوگئی تھی۔" وہ آہستگی سے بولا۔

"کیا مطلب؟"

"کچھ نہیں۔" وہ سر جھٹک کر اٹھ گیا تھا۔ وارڈروب سے اپنے کپڑے نکالتے ہوئے بلا ارادہ ہی اس کا دھیان زرقون کے کپڑوں کی طرف چلا گیا' اس نے پلٹ کر زرقون کو دیکھا' وہ چادر تہہ کرکے رکھتی اب بیڈ شیٹ اور تکیے درست کررہی تھی' اس نے وہ ہی چادر اور وہ ہی کپڑے پہن رکھے تھے جو اس روز فلیٹ سے پہن کر اس کے ساتھ نکلی تھی اور اتنے دن ہوگئے تھے اسے یہ ہی ایک لباس پہنے ہوئے کالے رنگ کی چادر اور جامنی رنگ کا سوٹ اپنی اصل حالت کھو چکے تھے' ان پہ بے شمار شکنیں اور میلاپن صاف نظر آرہا تھا جن کو دیکھ کر عذیر کو اپنی کوتاہی اور لاپروائی کا احساس ہوا تھا۔

"کیا بات ہے؟ اب کیا ہوا ہے؟" زرقون بیڈ شیٹ سیٹ کرکے پلٹی تو اسے اپنی طرف متوجہ دیکھ کر ٹھٹک گئی۔

"نہیں! کچھ نہیں۔" وہ سر نفی میں ہلاتے ہوئے واش روم میں چلا گیا۔

"ناشتا کریں گی؟" وہ تیار ہوکر باہر نکل رہا تھا جب

زرقون کا خیال آتے ہی ٹھہر گیا۔

"نیچے؟" وہ تھوڑا جھجک کر پوچھ رہی تھی۔

"کیوں آپ اوپر ناشتا کرنا چاہتی ہیں؟"

"نن نہیں! مگر وہ نیچے سب۔۔۔" اس نے پرابلم بتائی۔

"وہ سب تو ہمیشہ رہیں گے' کیا آپ ہمیشہ کمرے میں بند رہیں گی؟"

"ہمیشہ تو نہیں' لیکن۔۔۔"

"لیکن چھوڑیے' آیئے میرے ساتھ۔" وہ کہہ کے کمرے سے نکل گیا تھا اور مجبوراً" زرقون کو اس کے پیچھے آنا پڑا' لیکن اندر ہی اندر وہ حد درجہ کنفیوز ہو رہی تھی' دونوں ایک ساتھ سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے آئے تھے۔

"گڈ مارننگ۔" عذیر نے ڈائننگ روم میں داخل ہوتے ہوئے معمول کے مطابق سب کو مارننگ وش کی تھی۔

"السلام علیکم۔" زرقون نے بھی سلام کیا تھا' ناشتے کی ٹیبل پہ موجود سب ہی نے چونک کر دیکھا تھا روحانہ بیگم کے چہرے کے تاثرات میں تناؤ آگیا تھا۔ اشتیاق ہمدانی نے اخبار سے نظریں ہٹا کر دیکھا اور دوبارہ نظریں اخبار پہ جمادیں' نوشابہ بھابھی اور عمیر ہمدانی بھی سلگتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"بیٹھو۔۔۔" عذیر نے کرسی کھینچ کر اسے پیش کی۔ روحانہ بیگم اس کا انداز دیکھ کر جل گئیں۔

"آج ماریہ واپس آرہی ہے' میں اسے لینے کے لیے حیدر آباد جارہی ہوں۔" انہوں نے اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے جان بوجھ کر ماریہ کا ذکر کیا تھا۔

"آپ کا گھر ہے' آپ کسی کو بھی لے کر آسکتی ہیں۔" عذیر نے کندھے اچکائے۔

"تم میرے ساتھ چلو گے۔"

"میں یونیورسٹی جارہا ہوں۔" اس نے توس پہ جیم لگا کر جیم کی بوتل زرقون کے سامنے رکھ دی۔

"یونیورسٹی سے پہلے اتنی چھٹیاں کرچکے ہو تو اب ایک اور سہی۔"

"میں اپنی پہلی چھٹیوں کو کور کرنے کی کوشش کر رہا ہوں' اب ایک اور نہیں کرسکتا' آپ نوشابہ بھابھی یا عمیر بھائی کو ساتھ لے جائیں۔" اس نے صاف انکار کردیا تھا۔

"میرے ساتھ تم جاؤ گے' وہ تمہاری وجہ سے ناراض ہو کر گئی تھی' اب تم ہی ساتھ لے کر آؤ گے۔" انہوں نے سختی سے زور دے کر کہا۔

"یعنی میں اس سے معافی مانگ کر اسے منا کر واپس لے کے آؤں؟"

"تو اس میں کیا قباحت ہے۔"

"قباحت ہوگی مام ضرور ہوگی' جب وہ دوبارہ ناراض ہو کر جائے گی تب آپ کو دوبارہ۔۔۔"

"تم مجھے لیکچر مت دو' تم یہ بتاؤ کہ تم میرے ساتھ چل رہے ہو یا نہیں؟" انہوں نے عذیر کی بات درمیان سے کاٹتے ہوئے اپنی بات پہ زور دے کر پوچھا تھا۔

"نہیں! میں نہیں جارہا' آپ مجھے فورس نہ کریں۔" اس نے سختی سے منع کردیا۔

"اچھا! تو تم اپنی ساری باتیں منوالیتے ہو؟ اور ہماری ایک بھی نہیں مان سکتے؟" اشفاق ہمدانی چہرے کے سامنے سے اخبار ہٹاتے ہوئے طنزیہ لہجے میں بولے تھے۔

"لیکن ڈیڈ میں اس وقت یونیورسٹی۔۔۔"

"بھاڑ میں گئی تمہاری یونیورسٹی۔" وہ جواباً" دھاڑ اٹھے تھے اور عذیر کو مجبوراً" ان کی بات ماننا پڑی تھی' اس نے ہتھیار ڈال دیے۔

"کسی کو اپنی بات منوانے کے لیے اس کی بات ماننا بھی ضروری ہو جاتا ہے۔" اور یہ ہی سوچ کر وہ مان گیا تھا' جس پہ روحانہ بیگم کا چہرہ قدرے مطمئن نظر آنے لگا تھا۔ عذیر نے گردن موڑ کر زرقون کی سمت دیکھا' وہ نارمل سے انداز میں ناشتا کرنے میں مصروف تھی۔ عذیر کو وہاں کچھ بھی نظر نہیں آیا۔

* * *

امی کی وفات کے بعد زرقون اکیلی اور شمائلہ بھابھی

آزاد ہو گئی تھیں، ساس کا جو ذرا سا بھی لحاظ اور مروت تھا اب وہ بھی ختم ہو گیا تھا، وہ آزاد اور بے فکر ہو چکی تھیں، گھر کا ہر کام زرقون کے ذمے تھا، وہ تو پہلے بھی سارے کام خود ہی کرتی تھی، لیکن اب شمائلہ بھابھی نے اپنے بیڈروم کی صفائی ستھرائی، کپڑے دھونا، استری کرنا، صبح کا ناشتا، دن کا لنچ اور رات کا کھانا بنانا بھی زرقون کے کندھوں پہ ڈال دیا تھا اور دن بھر کاموں میں جتی رہنے والی زرقون نے بھی اس بات پہ دھیان ہی نہ دیا کہ آج کل ان کے گھر میں بھابھی کے خالہ زاد کزن جبران کا بہت آنا جانا ہو گیا ہے اور بھابھی زرقون کے ساتھ بھی کافی شیریں لہجے میں پیش آتی ہیں، یہ تو مہرین تھی جس نے اسے اس چیز کا احساس دلایا تھا۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟" زرقون نے ہنڈیا کے نیچے چولہے کی آنچ دھیمی کرتے ہوئے حیرت سے پوچھا تھا۔

"کیوں، میں کچھ غلط کہہ رہی ہوں؟" مہرین نے گھور کے پوچھا تھا۔

"لیکن مہرین وہ تو بھابھی کا کزن ہے، جب امی زندہ تھیں تب بھی آتا تھا۔" زرقون بات ماننے کو تیار نہیں تھی۔

"تب بھی آتا تھا، لیکن اتنا نہیں آتا تھا، اب تو فیاض بھائی گھر سے نکلتے ہیں اور وہ ٹپک پڑتا ہے، وہ شام کے وقت نہیں آسکتا جب فیاض بھائی گھر پہ ہوتے ہیں؟" مہرین اسے اس سنگین صورت حال سے آگاہ کرنا چاہ رہی تھی، جس سے وہ بے خبر پھر رہی تھی۔

"تمہارا مطلب ہے بھابھی کا اپنے کزن کے ساتھ کوئی چکر ہے؟"

"ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی۔" مہرین نے کندھے اچکائے۔

"یار تم مجھے صاف صاف کیوں نہیں بتاتیں؟ پہیلیاں کیوں بجھوا رہی ہو؟" زرقون جھنجلا گئی۔

"تم صاف صاف سمجھ ہی نہیں رہیں۔"

"پلیز مہرین میرا دل گھبرا رہا ہے۔"

"تم دل کو مت گھبراؤ، بلکہ دل کو اور حوصلے کو مضبوط رکھو، مجھے یوں لگتا ہے جیسے جبران کا اٹھنا بیٹھنا تو بھابھی کے ساتھ ہے، لیکن اس کی نظر تم پہ ہے، میں اگر اپنے چھت پہ جاؤں یا پھر سیڑھیاں اترنا چڑھنا پڑیں تو اکثر نظر تمہارے صحن کی طرف اٹھ جاتی ہے اور جہاں تم جاتی ہو وہاں وہاں تمہارے پیچھے اس جبران کی نظریں جاتی ہیں اور اسی چیز نے مجھے پریشان کر دیا تھا، میں نے سوچا اپنے خیالات تم سے شیئر کر کے دیکھتی ہوں، لیکن تم تو بالکل ہی بدھو واقع ہوئی ہو، اتنی بے خبر ہو کے رہتی ہو گھر میں؟" مہرین نے اسے سرزنش کی تھی اور زرقون کے چہرے پہ ہوائیاں اڑنے لگی تھیں، اس کے چہرے کی رنگت زرد پڑ گئی تھی، معاملہ بھابھی پہ شک تک ہوتا تو ٹھیک تھا، لیکن مہرین تو زرقون کے سر پہ خطرے کی گھنٹی بجا رہی تھی۔

"اب کیا ہو گا مہرین؟" زرقون کی حالت غیر ہو رہی تھی، اس کی ٹانگیں لرز رہی تھیں۔

"اب یہ ہو گا کہ تم کھڑے کھڑے گر جاؤ گی۔" مہرین نے خفگی سے کہا اور اسے پکڑ کر کرسی پہ بٹھا دیا۔

"مہرین۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔" زرقون واقعی اندر سے ڈر گئی تھی، یہ سن کر تو اس کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے تھے کہ وہ کسی کی نظروں کی زد میں ہے۔

"ڈرو گی تو مرو گی، تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے، بس کسی نہ کسی طرح یہ بات فیاض بھائی تک پہنچانی ہے کہ جبران آپ کے گھر آتا ہے، وہ یقیناً بات کی گہرائی کو سمجھ جائیں گے، ماشاء اللہ شکی تو وہ پہلے سے ہیں، رہی سہی کسر تمہاری اس بات سے پوری ہو جائے گی۔"

"لیکن مہرین وہ الٹا مجھے اپنے عتاب کا نشانہ بنا لیں گے۔" زرقون گھبرا گئی تھی۔

"ان کے عتاب کا نشانہ ان کی بیوی کو بننا چاہیے، تمہیں نہیں۔" مہرین نے چبا کر کہا۔

"یہاں کیا ہو رہا ہے؟" شمائلہ بھابھی اندر داخل ہوتے ہوئے کافی سختی سے بولی تھیں، مہرین اور زرقون ایک لمحے کے لیے بوکھلا گئی تھیں۔

"کک مجھے نہیں، وہ میں ہنڈیا بنا رہی تھی۔" زرقون فوراً کھڑی ہوگئی۔

"باتیں بنا رہی ہو یا ہنڈیا بنا رہی ہو؟ ہنڈیا کا مسالا جل رہا ہے۔" انہوں نے ڈھکن اٹھا کر ناگواری اور غصے سے کہا۔

"اچھا زرقون میں چلتی ہوں تم سے دوبارہ بات ہوگی۔" مہرین اٹھ کر باہر نکل گئی اور زرقون چاہتے ہوئے بھی اسے نہ روک سکی۔

"یہ محلے میں ملاپ بڑھانے کا بہت شوق ہے تمہیں؟ جانتی بھی ہو کہ فیاض کتنا غصہ کرتے ہیں؟" وہ الٹا زرقون کو لتاڑنے لگیں۔

"بھابھی! مہرین میری بچپن کی سہیلی ہے، فیاض بھائی جانتے ہیں، اس لیے مہرین کے حوالے سے انہوں نے کبھی اعتراض یا غصہ نہیں کیا۔" زرقون نے شمائلہ بھابھی کی غصے والی غلط فہمی دور کرنا چاہی۔

"کیوں نہیں کیا؟ مجھے تو وہ کئی بار کہہ چکے ہیں کہ مہرین کے آنے جانے پہ نظر رکھا کرو، اچھے کردار کی نہیں ہے، نہ جانے کہاں کہاں جاتی ہے۔"

"بھابھی پلیز آپ اس کے بے داغ کردار پہ شک مت کریں، وہ ایسی ویسی لڑکی نہیں ہے، صرف میرے گھر آتی ہے، اس کے بھائی بھی بہت غیرت والے ہیں، کہیں اور آنے جانے نہیں دیتے۔" زرقون نے مہرین کے لیے احتجاج کیا تھا۔

"بس بس زیادہ وکالت کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اپنا کام کرو۔" وہ کہہ کے باہر نکل گئیں اور زرقون ضبط کرکے رہ گئی۔

* * *

"تو تم مجھے لینے کے لیے آ ہی گئے؟" ماریہ گہری سانس کھینچتی ہوئی خوشی اور فخر کا اظہار کرتی اس کے مقابل ——— صوفے پہ بیٹھ گئی تھی۔ عذیر کے چہرے پہ سنجیدگی کی چھاپ تھی، وہ ماریہ کی بات کا جواب دینے کی بجائے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

"کیا دیکھ رہے ہو؟ کیا زیادہ اچھی لگ رہی ہوں؟" وہ اپنے بالوں کو ہاتھ کی انگلیوں سے پیچھے ہٹاتے ہوئے ادا سے بولی تھی۔

"عذیر! میں تم سے مخاطب ہوں۔" وہ اس کی غائب دماغی بھانپتے ہوئے جھنجلا گئی تھی۔

"لیکن میں کسی اور سے مخاطب ہوں۔" عذیر اس کا خیال تھوڑی دیر کے لیے دماغ سے جھٹکتے ہوئے بولا تھا۔

"کسی اور سے اور کون ہے یہاں؟" ماریہ کو اچنبھا ہوا۔

"جو خود موجود نہ ہو اس کا خیال موجود ہوتا ہے۔"

"اوہ! تو یہ بات ہے، تم اس بکل والی لڑکی کے خیالوں میں کھوئے ہوئے ہو؟" ماریہ کے انداز میں تمسخر اور طنز تھا۔

"تقریباً" ——— "اس نے سر ہلا کر کہا۔

"کیا سوچ رہے تھے؟" ماریہ طنزیہ پوچھ رہی تھی۔

"یہی کہ آج واپسی پہ اس کے لیے شاپنگ کرنی ہے، وہ جب سے میری لائف میں آئی ہے ہر طرف ٹینشن ہی ٹینشن ہے، اس کی ضرورتوں کا تو مجھے خیال ہی نہیں آیا۔" وہ اس کا ذکر بڑی دل جمعی سے کر رہا تھا اور اسے یہ جان کر حیرت ہوئی کہ عذیر بھی شاپنگ کے متعلق سوچ سکتا ہے؟ جو شاپنگ کے نام سے ہی کوسوں دور بھاگتا تھا۔ ماریہ اسے ہمیشہ اپنے ساتھ زبردستی شاپنگ پہ لے کر جاتی تھی اور آج وہ خود شاپنگ پہ جانے کے لیے ٹائم نکال رہا تھا۔

"تم شاپنگ کرو گے اس کے لیے؟" ماریہ رہ نہ سکی اور پوچھ لیا۔

"ظاہر ہے میری بیوی ہے تو شاپنگ بھی میں ہی کروں گا۔" اس نے کندھے اچکائے۔

"میرے لیے تو کبھی تم نے شاپنگ نہیں کی؟" ماریہ نے شکوہ کیا۔

"میری تم سے شادی بھی تو نہیں ہوئی؟" عذیر کا جواب برجستہ تھا۔

"تم اس لڑکی کو پسند کرنے لگے ہو؟" ماریہ بغور اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے اسے کریدنا چاہتی تھی۔

"پسند۔ محبت کی پہلی سیڑھی کا نام ہے اور اب تو میں اس سیڑھی سے اور بھی آگے آگیا ہوں۔"

"پسند تو تم مجھے بھی کرتے تھے؟"

"کرتا تھا' بالکل کرتا تھا' لیکن یہ سچ ہے کہ اس پسند کی پہلی سیڑھی سے کبھی آگے نہیں بڑھا' بڑھنا چاہا بھی تو کبھی آگے بڑھ ہی نہیں سکا' اس میں پتا نہیں کہ میری غلطی تھی یا تمہاری کمزوری؟" اس کی بات پہ ماریہ کا رنگ بدل گیا تھا' پتا نہیں اسے ہتک کا احساس ہوا تھا یا پھر کچھ کھو جانے کا۔

"ایسا کیا ہے اس لڑکی میں؟"

"یہ تو میں بھی نہیں جانتا کہ ایسا کیا ہے اس لڑکی میں کہ میں پسند' شوق' جنون' اعتبار اور بھروسے کی تمام سیڑھیاں طے کرتا محبت کی سیڑھی تک جا رہا ہوں' وہ سیڑھی جس پہ محبت براجمان ہے۔" عذیر بڑے سکون سے جواب دیے رہا تھا' ماریہ کا دل نہ جانے اور کتنا جلتا اگر روحانہ بیگم اور فرزانہ بیگم ڈرائنگ روم میں داخل نہ ہوتیں' وہ دونوں باتیں کرتی ہوئیں نیچے آئی تھیں۔

"چلیں بیٹا؟" روحانہ بیگم نے دونوں کو مسکرا کر دیکھا' عذیر اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا تھا' انہیں واپسی کے لیے نکلنا تھا۔

* * *

عصر اور مغرب کا درمیانی وقت تھا جب عذیر نے روحانہ بیگم اور ماریہ کو کراچی پہنچ کر گھر ڈراپ کیا تھا اور گاڑی وہیں سے واپس موڑلی تھی۔

"کہاں جا رہے ہو؟"

"مارکیٹ؟"

"مارکیٹ کیوں؟" روحانہ بیگم کو حیرت ہوئی کہ وہ اتنا سفر طے کر کے آیا ہے تو دوبارہ کیوں جا رہا ہے؟

"ماریہ سے پوچھ لیجیے گا' اسے پتا ہے۔" وہ کہہ کے گاڑی نکال لے گیا تھا۔

"عذیر اس وقت مارکیٹ کیوں گیا ہے؟" ان کا رخ ماریہ کی سمت ہو گیا۔

"اپنی بیوی کے لیے شاپنگ کرنے۔" ماریہ نے سلگ کر جواب دیا تھا۔

"بیوی کے لیے شاپنگ؟" روحانہ بیگم کو بھی یہ جملہ بہت برا لگا تھا۔

"جی' اپنی چہیتی بیوی کے لیے شاپنگ۔" ماریہ تنفنی سے کہتی اپنا بیگ گھسیٹتی ہوئی اندر کی طرف بڑھ گئی تھی۔

"اس کی چہیتی بیوی کا کوئی بندوبست کرنا ہی پڑے گا۔" وہ کچھ سوچتی ہوئی اندر آگئیں۔

"کیسی ہو تم؟ اتنا مس کر رہے تھے ہم۔" نوشابہ بھابھی نے ماریہ کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر فارملٹی نبھائی' وہ ہی فارملٹی جو اپر کلاس کا خاصہ تھی۔

"سیم ٹو یو بھابھی۔" ماریہ ان کے گلے ملی تھی اور اک دوسرے کے رخسار پہ بوسہ دیا تھا' وہ بھی فارمل سا۔

"آپ کی دیورانی کہاں ہے؟"

"یار میری دیورانی کے روپ میں تو تم ہی جچتی ہو' نہ جانے عذیر وہ عجوبہ کہاں سے اٹھا لایا ہے؟"

"میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ کہاں سے اٹھا کے لایا ہے؟" ماریہ چبا کر بولی تھی۔

"جہاں سے اٹھا کے لایا ہے اسے وہیں پہ واپس نہ پھینکا تو میرا نام بھی روحانہ بیگم نہیں۔" انہوں نے اندر داخل ہوتے ہوئے اپنے عزائم ظاہر کیے تھے۔ نوشابہ اور ماریہ دونوں چونک کر متوجہ ہوئی تھیں۔

"مام یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟" نوشابہ حیرت سے بولی' وہ ہمیشہ ساس سے بنا کے رکھتی تھی' اسی لیے کافی اتفاق تھا ان لوگوں میں۔

"میں ٹھیک کہہ رہی ہوں اور بہت سوچ سمجھ کر کہہ رہی ہوں' وہ لڑکی عذیر کو پسند آئی' وہ اسے گھر لے آیا' اب اس کا شوق پورا ہو چکا ہو گا' اس لیے اسے عمر بھر کے لیے گلے کا طوق بنانے سے بہتر ہے کہ اسے چلتا کریں۔"

"لیکن کیسے مام؟"

"وہ میں تمہیں بعد میں بتاؤں گی۔" انہوں نے سر جھٹکا۔

"او گریٹ مام۔" ماریہ بے اختیار ان سے لپٹ گئی

تھی۔ عذیر، عمیر اور نوشابہ کی دیکھا دیکھی وہ بھی انھیں ماما ہی کہتی تھی۔

”خوش رہو میری جان، یہ گھر تمہارے بغیر سونا تھا، اس گھر کی چھوٹی بہو تم ہی بنو گی۔“ انھوں نے ماریہ کو تسلی اور یقین دلایا تھا۔ ماریہ ریلیکس ہو گئی تھی، اب اسے اپنی خالہ کی سپورٹ حاصل تھی، اسے ڈرنے یا پیچھے ہٹنے کی کیا ضرورت تھی؟

وہ بڑے ٹھاٹھ سے دندناتی ہوئی عذیر کے بیڈ روم میں آگھسی تھی، مقصد زرقون کو ڈسٹرب کرنا تھا۔

”ہیلو! کیا ہو رہا ہے؟“ زرقون عذیر کی کتابوں کے ریک کے پاس کھڑی تھی، اپنے عقب میں نسوانی آواز سن کر فوراً پلٹی تھی، کتنے دن ہو گئے تھے اس بیڈ روم میں تو چڑیا تک نہیں بھٹکی تھی سوائے عذیر کے۔

”آپ؟“ زرقون کو واقعی ماریہ کو دیکھ کر حیرت ہوئی تھی۔

”کیوں؟ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں اب دوبارہ آ ہی نہیں سکتی تھی؟“ ماریہ کا انداز طنزیہ تھا۔

”نہیں میرا ایسا کوئی خیال نہیں تھا، صبح جب عذیر اور آنٹی آپ کو لینے کے لیے حیدر آباد گئے تھے تو میں بھی وہیں موجود تھی، خیر چھوڑیے اس بات کو، آپ بیٹھیے نا۔“ زرقون نے ہاتھ میں پکڑی کتاب واپس ریک میں رکھتے ہوئے اسے بیٹھنے کی آفر کی۔

”میں نے بیٹھنا ہوا تو مجھے تمہاری آفر یا اجازت کی ضرورت نہیں ہوگی، یہ بیڈ روم عذیر کا ہے تمہارا نہیں۔“

ماریہ ہتک آمیز لہجے میں کافی چبا کر بولی تھی۔

”صرف یہ بیڈ روم ہی عذیر کا نہیں ہے ماریہ جی، میں بھی عذیر کی ہوں۔“ زرقون کے اندر اتنی ہمت نہ جانے کہاں سے آ گئی کہ وہ بے ساختہ ماریہ کو حقیقت کا آئینہ دکھا بیٹھی تھی، جس پہ ماریہ بل کھا کے رہ گئی۔

”لیکن عذیر تو میرا ہے نا؟“ ماریہ نے [illegible] تھی۔

”کسی کے گھر کو اپنا گھر کہنے سے وہ اپنا تو نہیں ہو جاتا نا؟“ زرقون کے جواب برجستہ تھے۔

”شٹ اپ! اپنی اوقات میں رہو، نہ جانے کس گندی گلی سے اٹھ کر ہمارے گلے پڑ گئی ہو، لیکن زیادہ خوش فہم ہونے کی ضرورت نہیں ہے، وقت کی کایا کسی وقت بھی پلٹ سکتی ہے۔“ ماریہ دھمکی دے رہی تھی۔

”یہ مجھ سے بہتر اور کون جان سکتا ہے؟“ زرقون نے استہزائیہ کہتے ہوئے سر جھٹکا۔

”تم!“ ماریہ انگلی اٹھا کر کچھ کہتے کہتے رک گئی تھی اور پھر جھٹکے سے پلٹ کر باہر نکل گئی۔ زرقون وہیں کی وہیں کھڑی اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہی، پھر دروازہ دھڑام سے بند ہو گیا تھا۔ زرقون دہل کے رہ گئی، وہ ماریہ کے رویے پہ یقیناً کچھ دل برداشتہ ہوتی، لیکن اتنے میں مغرب کی اذان ہونے لگی، وہ ہر چیز ذہن سے جھٹک کر نماز کے لیے وضو کرنے چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد نماز پڑھ کے فارغ ہوئی تو دوبارہ بک ریک سے کتاب نکال کر بیٹھ گئی اور یوں ہی کتاب پڑھتے پڑھتے اسے ٹائم گزرنے کا پتا ہی نہ چلا، وہ چونکی تو اس وقت جب عذیر کمرے میں داخل ہوا، اس کے دونوں ہاتھوں میں بے شمار شاپنگ بیگز تھے جو اس نے لا کر بیڈ پہ ڈھیر کر دیے تھے۔ زرقون اپنے سامنے بیڈ پہ رکھے شاپنگ بیگز کو دیکھنے لگی۔

”میں شاپنگ کرنے سے بہت کتراتا ہوں، حتیٰ کہ اپنی شاپنگ بھی کبھی کبھار ہی کرتا ہوں، اس لیے مردانہ تو مردانہ مجھے زنانہ شاپنگ کا بھی کوئی ایکسپیرینس نہیں ہے حالانکہ میرا زیادہ وقت عورتوں کے ساتھ ہی گزرتا ہے، لیکن پھر بھی کبھی کسی کو گفٹ دینے کا خیال بھی نہیں آیا۔ لہٰذا اس وقت آپ کے لیے مجھے جو اچھا اور مناسب لگا وہ لے آیا ہوں۔“ عذیر بیڈ پہ آڑا ترچھا لیٹا اسے شاپنگ کے متعلق بتا رہا تھا۔

”میرے لیے اتنی شاپنگ؟“ وہ حیران و پریشان رہ گئی۔ ”کیوں آپ کوئی جن بھوت ہیں جس کو شاپنگ کی ضرورت نہیں۔“

”نہیں میرا مطلب ہے کہ۔۔۔“ وہ چپ ہو گئی اور

کچھ کہنے کا ارادہ ملتوی کر دیا تھا۔

"پہلے آپ اپنا سامان تو چیک کر لیں' اگر کسی اور چیز کی ضرورت ہے تو وہ بھی بتا دیں۔" عذیر نے بیگز کی طرف اشارہ کیا تھا اور اس کے اصرار پہ زرقون کو مجبوراً" تمام چیزیں نکال کر دیکھنا پڑیں' اس کے لیے کپڑے' جوتے' پرفیومز' باڈی اسپرے' لوشنز' کاسمیٹکس' تولیہ' ہیئر برش' ٹوتھ برش' شولڈر بیگ' شیمپو اور ایسی ہی بہت سی لیڈیز ضروریات کی اشیاء بھی موجود تھیں جن کو شاپنگ میں دیکھ کر زرقون کا چہرہ لال پڑ گیا تھا اور اس نے وہ چیزیں دیکھے بغیر ہی واپس بیگ میں ڈال دیں — عذیر اس کی اس حرکت کو دیکھتے ہوئے اپنی مسکراہٹ نہیں روک سکا تھا۔

"آپ شاید بھول رہی ہیں کہ یہ ساری چیزیں میں ہی لے کر آیا ہوں' اور آپ مجھ سے ہی چھپا رہی ہیں؟" اس نے زرقون کو معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تھا' اس کا چہرہ مارے شرم کے اور بھی جھک گیا تھا۔

"آپ کو یہ سب۔" وہ جو کہنا چاہتی تھی کہہ نہ سکی۔

"میں نے کئی بار مردوں کو اپنی بیویوں کے لیے ایسی شاپنگ کرتے ہوئے دیکھا ہے' اس لیے آج سوچا کہ میں بھی ٹرائی کر کے دیکھتا ہوں۔" وہ اسے خاصی بے باک نظروں کی زد میں رکھے ہوئے تھا۔ زرقون کی ہتھیلیوں میں پسینہ اتر آیا تھا۔ وہ بے اختیار بیڈ سے کھڑی ہو گئی تھی۔ لیکن عذیر نے بھی بے اختیار ہی اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔

"شکریہ ادا نہیں کریں گی؟" عذیر نے اسے دوبارہ بیڈ پہ کھینچ لیا تھا۔

"شکریہ کس بات کا؟" زرقون جان بوجھ کر انجان بنی۔

"بتاؤں آپ کو؟" وہ کہنی کے بل اونچا ہوا۔

"بتانا ضروری ہے؟" وہ آہستگی سے بولی۔

"جو انجان بنے اسے بتانا ضروری ہو جاتا ہے۔" عذیر کا لہجہ گمبھیر ہو رہا تھا' آواز میں جیسے حرارت تھی۔

"انجان اس لیے بن رہی ہوں کہ میں آپ کی عنایتوں کا کبھی بھی شکریہ ادا نہیں کر سکتی۔" زرقون کے لہجے میں نمی گھلی ہوئی تھی۔

"بات کا رخ مت بدلیں' میں کچھ اور کہہ رہا ہوں' آپ کچھ اور سن رہی ہیں۔" عذیر نے زرقون کے گلے میں بازو ڈال کر اسے اپنی سمت اپنے اوپر جھکا لیا تھا۔ زرقون کو لگا اس کا تن ہی نہیں من بھی پگھلنے لگا تھا۔ اس کی آنکھوں سے نہ چاہتے ہوئے آنسو پھسل آئے تھے۔ وہ جھکی ہوئی تھی' اس لیے اس کے آنسو عذیر کے چہرے پہ گرے تھے۔ وہ آنسوؤں کی نمی سے ٹھٹک گیا تھا اور اس کے گلے سے بازو ہٹاتے ہوئے فوراً" اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔

"زرقون کیا بات ہے؟ آپ رو کیوں رہی ہیں؟" وہ اپنے رخساروں سے اس کے آنسو پونچھتے ہوئے تشویش بھرے انداز میں پوچھ رہا تھا۔

"زرقون میں آپ سے کچھ پوچھ رہا ہوں۔" عذیر نے اس کا چہرہ اونچا کیا' وہ دونوں ابھی بیڈ پہ بیٹھے ہوئے تھے اور آج کی ساری شاپنگ بھی بیڈ پہ بکھری ہوئی تھی' لیکن پھر بھی انہیں کوئی پروا نہیں تھی۔

"میں یہ سب نہیں چاہتی جو آپ کر رہے ہیں۔" اس نے روتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا' انداز بے بس سا تھا۔

"میں کیا کر رہا ہوں؟ اور آپ کیا نہیں چاہتیں؟" عذیر کے ماتھے پہ ناسمجھی سے بل پڑ گئے تھے۔

"آپ۔ آپ میرے قریب مت آئیں' آپ واپس ماریہ کی طرف پلٹ جائیں۔ میرے ساتھ رہ کر آپ بھی خوش نہیں رہیں گے' میں آپ کے معیار کی نہیں ہوں' میری اتنی اوقات نہیں ہے کہ آپ کی بیوی بن کے آپ کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر سوسائٹی میں موو کر سکوں۔" زرقون نے کہہ ہی دیا تھا۔ عذیر گہری سانس کھینچ کے رہ گیا۔

"تو گویا آپ یہ سب میری خاطر' میرے خیال سے کہہ رہی ہیں؟" اس نے زرقون کو براہ راست دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں آپ کو ٹینشن اور ڈپریشن میں نہیں دیکھ سکتی، ماریہ سے شادی کر کے آپ کی زندگی سہل ہو جائے گی، پلیز آپ مجھے آزاد کر کے خود بھی آزاد ہو جائیں۔"

"دیکھیے خاتون میں نے آپ سے کب کہا کہ میں قید ہوں اور آزادی چاہتا ہوں؟" عذیر جھنجلا کے پوچھ رہا تھا۔

"آپ کے گھر والے اور ماریہ تو یہی چاہتے ہیں نا؟"

"زندگی میری اور آپ کی ہے، اس میں میرے گھر والوں کے چاہنے اور ماریہ کے چاہنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، ہاں اس میں میرا چاہنا اور آپ کا چاہنا ضرور اہمیت رکھتا ہے، آپ بتائیے آپ کیا چاہتی ہیں؟ آپ دوسری بار طلاق کی بات کر رہی ہیں، تیسری بار کریں گی تو میں سچ مچ طلاق دے بھی دوں گا، میں آپ کو زبردستی اپنے ساتھ باندھ کے تو نہیں رکھ سکتا نا؟"

"نہیں عذیر! اس میں میرے چاہنے کی تو کوئی بات ہی نہیں ہے۔" وہ فوراً تیزی سے بولی تھی اور پھر خود ہی اپنی بے اختیاری پہ ٹھٹک گئی۔ عذیر اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"اتنا کیوں ڈرتی ہیں لوگوں سے؟" وہ مسکرا کے پوچھ رہا تھا۔

"لوگ ڈراتے جو ہیں۔" وہ نظر چرا گئی۔

"کس نے ڈرایا آپ کو؟"

"آپ کے آنے سے کچھ دیر پہلے ماریہ آئی تھی۔" زرقون کا لہجہ سنجیدہ تھا۔ عذیر کی مسکراہٹ تھم گئی تھی۔

"ماریہ یہاں آئی تھی؟"

"جی! اور وہ اس لیے آئی تھی کہ یہ بیڈ روم آپ کا ہے، وہ کسی وقت بھی آ سکتی ہے۔"

"میں بات کرتا ہوں اس سے۔" اس نے اٹھنا چاہا۔

"نہیں آپ کچھ نہیں کہیں گے۔ میں نے آپ کو صرف اس لیے بتایا ہے کہ ماریہ کے دل میں اب بھی آپ کی واپسی کی امید زندہ ہے، آپ اب بھی اس کے بارے میں سوچنا چاہیں تو سوچ سکتے ہیں۔ میں کبھی بھی آپ کی زندگی کی یا آپ کی خواہش کی رکاوٹ نہیں بنوں گی۔" وہ کہہ کر وہاں سے اٹھ گئی تھی اور عذیر چپ کا چپ رہ گیا تھا۔ وہ ان سب کو کس طرح قائل کرتا کہ وہ قدرت کے اس فیصلے پہ خوش ہے، جو اللہ نے اس کے مقدر میں لکھ دیا وہ اس مقدر پہ راضی ہے، کیونکہ وہ ایسی بیوی ہی تو چاہتا تھا جو ہر لحاظ سے مشرقی اور ہر لحاظ سے پاک صاف ہوتی۔ ماریہ جیسی بوائے فرینڈز کے ساتھ رہنے والی، اسموکنگ کرنے والی اور وہسکی پینے والی نہ ہوتی، آزاد اور بے باک، سب کے ساتھ مل کر سڑکوں پہ قہقہے لگانے والی اور کلبز میں پارٹیز اٹینڈ کرنے والی نہ ہوتی۔

ماریہ سراسر روحانہ بیگم کی پسند تھی، وہ ان کی بہن کی بیٹی تھی، پہلے عمیر کے لیے اشفاق ہمدانی اپنی بھتیجی نوشابہ کو بیاہ کر لائے تھے، اس لیے اس بار روحانہ بیگم کی باری تھی، اب چھوٹے بیٹے کے لیے وہ اپنی بھانجی کو بیاہ کر لانا چاہتی تھیں، عذیر نے کئی بار ان کی اس پسند سے اختلاف بھی کیا تھا، لیکن روحانہ بیگم خود ماریہ کی ٹائپ کی ہی تھیں، اس لیے انہیں ماریہ ہی پسند تھی، ماریہ کراچی یونیورسٹی میں ایڈمیشن لینا چاہتی تھی سو روحانہ بیگم اسے اپنے گھر لے آئی تھیں، تاکہ وہ یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے سکے۔ لہٰذا پچھلے دو سال سے ماریہ ان کے گھر میں رہ رہی تھی اور اب پھر وہ واپس آگئی تھی۔ عذیر کو لگا ماریہ کا دوبارہ یہاں آنا کچھ ٹھیک نہیں ہے۔

* * *

"بھائی وہ میری بچپن کی سہیلی ہے، آپ بھی اسے بچپن سے جانتے ہیں وہ ایسی نہیں ہے۔" زرقون، فیاض احمد کی بات سن کر تڑپ گئی تھی۔ وہ مہرین کے اور زرقون کے آپس میں ملنے پہ پابندی لگا رہے تھے۔

"میں جو بکواس کر رہا ہوں وہ تمہیں سمجھ نہیں آرہی؟" وہ کھانا کھاتے ہوئے دھاڑ اٹھے تھے۔

"مگر بھائی میں اسے اپنے گھر آنے جانے سے کیسے منع کروں؟" زرقون کا لہجہ بھرا گیا تھا۔ ماں کی وفات کے بعد وہ واقعی اکیلی اور تنہا ہو گئی تھی، صرف ایک مہرین تھی جو اس کی ڈھارس بندھاتی رہتی تھی، جس نے اسے کافی حد تک سہارا دیا تھا اور اب بھابھی کی کرم نوازی سے وہ سہارا بھی چھن رہا تھا۔ زرقون کے حلق میں آنسوؤں کا گولا سا اٹک گیا تھا۔

"تم منع نہ کرو، میں اسے منع کروں گی۔" شائلہ بھابھی نے پیش کش کی۔

"یہ ٹھیک ہے، شائلہ اسے منع کر دے گی۔" انہوں نے بھابھی کی بات سے اتفاق کیا تھا اور زرقون بے بسی سے کھڑی رہ گئی، وہ اس وقت جبران کے حوالے سے بھی کوئی بات نہیں کر سکتی تھی، اگر کرتی تو الٹا اپنے گلے ہی پڑ جاتا۔

"جاؤ شائلہ میرے لیے اور سالن لے کر آؤ۔" فیاض احمد کو کھانے میں سالن کم ہوا تھا، اس لیے بیوی کو پلیٹ تھمائی۔

"جی ابھی لے کر آتی ہوں۔" وہ فوراً چلی گئیں۔

"اب تم کیوں کھڑی ہو؟"

"وہ... وہ بھائی مم... مجھے آپ سے... آپ سے ایک بات کرنا تھی۔" زرقون کی زبان لڑکھڑا گئی تھی۔

"کیا بات کرنی ہے؟" ان کی آواز ابھی بھی کرخت تھی۔

"وہ بھائی آپ آفس جاتے ہیں تو وہ..."

"یہ لیں گرم کر کے لائی ہوں۔" شائلہ بھابھی نے اندر داخل ہوتے ہوئے تیزی سے کہا۔ زرقون کی بات درمیان میں ہی رہ گئی تھی۔ زرقون کو پتا تھا کہ بھابھی کے ہوتے ہوئے اسے فیاض احمد سے بات کرنے کا موقع نہیں ملے گا، کیونکہ جب وہ گھر آتے تھے تو شائلہ بھابھی ہر وقت ان کے آگے پیچھے ہی منڈلاتی رہتی تھیں اور ان کے ہوتے ہوئے وہ کبھی گھر سے باہر بھی نہیں نکلتی تھیں۔ زرقون کو کافی مشکل کا سامنا تھا، اب تو وہ مہرین کے ساتھ مشورہ بھی نہیں کر سکتی تھی۔

"بتاؤ نا کیا بات کرنی ہے؟" وہ دوبارہ سے کھانا شروع کرتے ہوئے اس سے مخاطب ہوئے تھے۔

"وہ... مم مجھے یاد ہی نہیں رہا کہ کیا بات کرنے والی تھی۔" زرقون نے نظر چراتے ہوئے بہانا کر دیا۔

"اتنی جلدی بات بھول گئی؟" شائلہ بھابھی کی نظریں کاٹ دار تھیں۔

"ایک بار اچھی طرح یاد کر لوں، پھر بات کروں گی۔" زرقون کہہ کے باہر آ گئی، تاکہ دوبارہ بھابھی کی تیز دھار نظروں کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ وہ اپنے کمرے میں آ کر یہ ہی تانا بانا بن رہی تھی جب دروازے پہ دستک ہوئی۔

"کون ہے؟" تھوڑی دیر بعد فیاض احمد اپنے کمرے سے باہر نکل آئے تھے اور اونچی آواز میں دستک دینے والے سے پوچھا تھا۔

"میں جبران ہوں فیاض بھائی۔" باہر سے جبران کی آواز سنائی دی، زرقون کو اس کی آواز بھی پگھلے ہوئے سیسے کی مانند لگنے لگی تھی۔ وہ جب بھی ان کے گھر آتا تھا زرقون یہ ہی کوشش کرتی تھی کہ وہ اپنے کمرے سے باہر نہ نکلے، وہ اس کی نظروں کی زد میں نہیں آنا چاہتی تھی۔

اسے اب اس کی نظروں سے ڈر لگنے لگا تھا، یہ تو بھلا ہو مہرین کا جس نے اسے غفلت اور بے خبری کی نیند سے جگا دیا تھا۔ ورنہ وہ یہ ہی سمجھتی تھی کہ جبران، شائلہ بھابھی کا کزن ہے اور اکثر ان سے ملنے کے لیے آتا رہتا ہے۔ حالانکہ خود زرقون کو بھی دو، تین بار یوں محسوس ہوا تھا کہ جبران اسے دیکھ رہا ہے، لیکن وہ اپنا وہم سمجھ کر اس بات کو دماغ سے جھٹک دیتی تھی۔

"اوہ، آؤ جبران بیٹھو یہاں۔" فیاض بھائی اسے ساتھ لیے برآمدے میں آ گئے تھے۔

"میں تو بیٹھ جاتا ہوں، آپ سنائیں، آپ کہاں بزی ہوتے ہیں، کئی بار آپ سے ملنے آپ کے گھر آیا ہوں، لیکن آپ سے ملاقات ہی نہیں ہوتی، آپ کا انتظار کر کے چلا جاتا ہوں۔" جبران کی بات پہ کمرے میں موجود زرقون ہکا بکا رہ گئی تھی کہ یہ کیا چکر ہے؟ وہ خود

ہی فیاض بھائی کو بتارہا تھا کہ وہ ان کے گھر آتا ہے اور ان کا انتظار کرکر کے چلا جاتا ہے۔

"ہاں بتارہی تھی شمائلہ، تم شاید کوئی نیا کاروبار شروع کرنے والے ہو۔"

"جی بالکل ٹھیک سنا آپ نے، میں نے سوچا آپ کاروباری آدمی ہیں پہلے آپ سے مشورہ کرلوں۔" زرقون اس کی باتوں پہ حیران ہورہی تھی۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں۔" انہوں نے بخوشی مشورے کے لیے ہامی بھری۔

"زرقون۔ زرقون۔" بھابھی نے اسے آواز دینا شروع کردیا۔

"جی بھابھی؟" وہ مرے مرے قدموں سے باہر نکلی۔

"کیا تمہیں اتنا بھی احساس نہیں ہوتا کہ گھر میں کوئی مہمان آیا ہے تو اس سے چائے پانی کا ہی پوچھ لو؟"

"جی! وہ مجھے پتا نہیں تھا۔"

"لیکن اب تو پتا ہے نا؟ جاؤ جلدی سے چائے وغیرہ لے کر آؤ، بلکہ آج تو جبران کھانا بھی ہمارے ساتھ ہی کھائے گا کیوں جبران؟" انہوں نے کافی اطمینان سے جبران کو مخاطب کیا تھا۔

"نہیں شمائلہ باجی اتنی دیر نہیں رک سکتا، بس چائے تک ٹھیک ہے۔" جبران اور شمائلہ کی باتوں سے لگ رہا تھا جیسے دونوں ایکٹنگ کررہے ہوں، زرقون کو لگا وہ دونوں چونکنے ہوگئے تھے، اپنے آپ سے شک کا داغ دھونے کے لیے یہ ڈرامہ کررہے تھے۔ یقیناً شمائلہ بھابھی کو مہرین اور زرقون کی گفتگو کا پتا چل گیا تھا، اسی لیے تو وہ مہرین کا بائیکاٹ کروا رہی تھیں۔ وہ تھوڑا دماغ لڑا کر ان کی چال بازی سمجھ گئی تھی، لیکن ان کے جال سے بچنے کے لیے اور محفوظ رہنے کے لیے اسے کوئی حل سمجھ نہیں آرہا تھا، کوئی طریقہ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔

"چائے بن رہی ہے یا پائے؟" شمائلہ بھابھی کی آواز پہ وہ چونک کر سنبھل گئی۔

"جی لے کر آرہی ہوں۔" وہ چھوٹی سی ٹرے میں تین کپ رکھے باہر آگئی اور نہ چاہتے ہوئے بھی اسے اس کے سامنے جانا ہی پڑا جس کی خباثت اس کی آنکھوں سے ٹپکتی تھی۔

"جبران بھائی چائے لے لیں۔" اس نے جان کر بھائی پہ زور دیتے ہوئے کہا تھا۔ جبران فیاض احمد کی نظر سے اوجھل تھا، کیونکہ سامنے زرقون کھڑی تھی، اسی لیے اس نے اپنی ہوس زدہ نظریں اس کے سراپے پہ گاڑ دی تھیں، لیکن کہا کچھ نہیں تھا۔ زرقون کی ریڑھ کی ہڈی میں جیسے سنسنی دوڑ گئی تھی۔ یوں لگا جیسے کوئی نوکیلی چیز اس کے جسم کے آرپار ہوگئی ہو اس کی ننگی نظروں سے زرقون کو جھرجھری آگئی تھی۔ وہ فوراً اس کے سامنے سے ہٹ گئی تھی۔ لیکن اس کی غلیظ نظروں کا احساس نہیں ہٹا تھا۔ وہ اس کی نظروں کی لپک سے آگاہ ہوچکی تھی، اسی لیے آج احساس بھی کچھ زیادہ ہوا تھا۔

* * *

"صاحب آپ کے لیے کھانا لگادوں؟" وہ یونیورسٹی سے واپس آیا تو ملازمہ کو اس کے لنچ کا خیال آیا تھا۔

"تمہاری چھوٹی بی بی نے لنچ کرلیا؟" اس نے زرقون کے متعلق پوچھا تھا۔

"نہیں صاحب، میں پوچھنے کے لیے گئی تھی، وہ شاید نہارہی تھیں۔"

"اوکے تو پھر تم کھانا لگاؤ، میں ابھی آتا ہوں۔" وہ کہہ کے سیڑھیاں چڑھ آیا تھا۔

"زرقون آپ لنچ کریں گی؟" عذیر نے اندر داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

"جی میں نے بھی اسی لیے نہیں کیا کہ تب تک آپ آجائیں گے۔" وہ ہیر برش ڈریسنگ ٹیبل پہ ڈال کر جلدی سے بیڈ سے دوپٹہ اٹھانے کے لیے لپکی تھی، لیکن دوپٹہ بیڈ سے غائب تھا اور دوسری طرف عذیر کے ہوش غائب ہورہے تھے، وہ اس پہ نظر پڑتے ہی مبہوت ہوچکا تھا۔ ڈارک براؤن کلر کے سوٹ میں

اس کی رنگت دمک رہی تھی، وہ اس کے سوٹ بس اندازے کے مطابق لے کر آیا تھا، اس لیے ان کپڑوں کی فٹنگ کچھ زیادہ ہی فٹ تھی، اتنی کہ عذیر کا دم سینے میں اٹک گیا تھا، اب پتا نہیں کہ اپنے سینے میں اٹکا تھا یا اس کے سینے میں؟

"میرا دوپٹہ کہاں گیا؟" وہ صوفے پہ ڈھونڈ رہی تھی اور عذیر کی نظریں اسے ڈھونڈ رہی تھیں، قمیص کا گول گلا خاصا گہرا تھا اور گہرا تو قمیص کا پچھلا گلا بھی تھا، لیکن اسے بالوں نے ڈھانپ لیا تھا۔ گھنے سیاہ اور لمبے بال اس کی پشت پہ دبیز چادر کا کام کر رہے تھے۔

"جب تک میں ایک [illegible] علم ہوں تب تک اس بیڈ روم میں احتیاط سے اور ہوش و حواس کے ساتھ رہا کریں، ورنہ [illegible] میں بھی ہوش کھو بیٹھا تو یقیناً ایک روز [illegible] ہو جاؤں گا۔" اس نے جھک کر بیڈ کے قریب قالین پہ گرے دوپٹے کو اٹھاتے ہوئے کہا تھا اور دوپٹہ زرقون کے گرد پھیلا دیا تھا۔ زرقون کو لگا وہ دوپٹے کے نہیں بلکہ عذیر کے حصار میں آگئی ہو۔

"آپ تو کہتے ہیں آپ بہت مضبوط اعصاب کے مالک ہیں؟" وہ دوپٹہ ٹھیک کر کے اوڑھتی ہوئی بولی۔

"کیا آپ کو ابھی بھی میرے مضبوط اعصاب پہ کوئی شک ہے؟" وہ اس کے قریب آ رکا تھا۔

"اس شک میں آپ خود ہی تو ڈال رہے ہیں؟"

"آپ یہ نہیں جانتیں کہ مرد کے اعصاب جتنے مضبوط ہوتے ہیں اتنے کمزور بھی ہوتے ہیں اور انہیں کمزور کرنے میں سب سے بڑا ہاتھ عورت کے وجود کا ہوتا ہے، عورت کا وجود آگ کی مانند ہوتا ہے اور مرد کے اعصاب موم کی مانند، آگ جتنی قریب آئے گی موم اتنا ہی پگھلے گا، یہاں تک کہ رفتہ رفتہ جلتے جلتے وہ موم خود آگ پکڑ جاتا ہے۔" عذیر کا لہجہ بھی پگھل رہا تھا۔ زرقون دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔ وہ اس کی حرکت پہ ٹھٹکا، پھر مسکرا دیا۔

"اچھی بات ہے، مجھ سے دور ہی رہا کریں۔" اس نے زرقون کے پیچھے ہٹنے کی حرکت کو سراہا تھا۔

"آپ کو بھوک نہیں لگ رہی؟" زرقون نے بات بدلنا چاہی۔

"کون سی بھوک؟" وہ پٹڑی سے اترا ہوا تھا۔ زرقون اس کے سوال پہ سٹپٹا گئی تھی۔

"ویسے بھوک بڑھ جائے تو بندہ کچھ بھی کھانے پہ مجبور ہو جاتا ہے، یہ تو آپ کو پتا ہی ہوگا؟" وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا، زرقون کو آج اپنا آپ بچانا مشکل نظر آ رہا تھا۔

"گھبرائیے نہیں، وقت سے پہلے یا بے وقت کھانے کا عادی نہیں ہوں۔" اس نے باتوں باتوں میں اسے سمجھا بھی دیا تھا۔

"آئیے نیچے چلتے ہیں، کھانا لگ گیا ہوگا۔"

عذیر نے آگے بڑھ کے دروازہ کھول دیا تھا۔

زرقون اچھی طرح دوپٹہ لپیٹتی ہوئی اس کے ساتھ باہر نکل آئی تھی۔

"آج ہمیں لانگ ڈرائیو پہ چلنا چاہیے؟" وہ کھانا شروع کرتے ہوئے بولا۔

"آج کیا خاص بات ہے؟" وہ اس کے لیے اور اپنے لیے کھانا نکالتے ہوئے پوچھ رہی تھی، عذیر پہلے ہی سلاد کھانا شروع ہو چکا تھا۔

"میں کچھ کہوں گا تو آپ کو شکایت ہوگی۔" اس نے معنی خیزی سے کہا۔

"آپ شکایت والی بات ہی نہ کریں۔"

"ہاہاہا... یعنی کوئی بھی بات نہ کروں؟" وہ اس کی بات سے محفوظ ہو رہا تھا۔

"میں نے یہ تو نہیں کہا؟" عذیر دوبارہ قہقہہ لگا کر ہنسنے پہ مجبور ہو گیا تھا۔

"گویا کسی طرح بھی گزارا نہیں؟" وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا، زرقون سر جھکا گئی، اس کا دوپٹہ سر سے پھسل گیا تھا۔ ریشمی دوپٹہ سر پہ ٹک ہی نہیں رہا تھا۔ وہ بار بار اوڑھ رہی تھی اور وہ بار بار سرک رہا تھا۔

"میرا خیال ہے آپ کو چادر ہی اوڑھنی چاہیے، دوپٹہ آپ سے سنبھالا نہیں جائے گا، جس سے آپ کو بھی مشکل ہوگی اور مجھے بھی۔" وہ نیپکن سے ہاتھ

پونچھتے ہوئے بولا اور پانی پی کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"دھوپ تھوڑی ڈھل جائے پھر ڈرائیو پہ چلتے ہیں۔" وہ گلاس ونڈو سے باہر دیکھتے ہوئے بولا تھا لیکن زرقون کو کچھ بجھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ اپنی ہی شرم میں مری جا رہی تھی' وہ جواباً "ہاں یا نہ" کہہ ہی نہ سکی' عذیر اس کی سمت دیکھ کر مسکراتے ہوئے اوپر چلا گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"دیکھو ثنائلہ میں اور برداشت نہیں کر سکتا' اپنا وعدہ پورا کرو' اب تو کم بخت راتوں کی نیندیں بھی اڑ گئی ہیں۔" جبران دبے لہجے میں جھنجلا کر کہہ رہا تھا۔

"دیکھو جبران اتنے اتاولے کیوں ہو رہے ہو' صبر کرو' میں موقع اچھا دیکھ کر ہی کچھ کروں گی نا؟" ثنائلہ بھابھی نے اسے سمجھانے کی کوشش کی' لیکن وہ روز روز کے بہلاوے سن سن کر اب برداشت کا دامن چھوڑ رہا تھا' آج وہ اپنے لوفرانہ انداز میں نظر آ رہا تھا' وہ انتہائی عیاش اور ہوس زدہ آدمی تھا' باپ امیر تھا' اس لیے عیاشی بھی دھڑلے سے کرتا تھا۔

"کب آئے گا اچھا موقع؟ کبھی تم اپنے شوہر کو مطمئن کرنے کا کہتی ہو' کبھی اپنی ہمسائی کو' کبھی اپنی نند کو' کبھی محلے والوں کو' ہونہہ! اتنے میں تو میں پچاس لڑکیوں کے ساتھ راتیں بسر کر لیتا ہوں' تم نے مجھے ایک پہ پھنسا رکھا ہے؟" جبران آج غصے اور کوفت کا شکار تھا۔

"میں نے کیوں پھنسا رکھا ہے؟ تم خود ہی فدا ہو اس پہ۔" ثنائلہ بھابھی خفا ہونے لگیں۔

"وہ چیز ہی ایسی ہے بڑے سے بڑا کافر بھی ایمان لے آتا ہے' فدا ہونا تو ہے ہی چھوٹی سی بات' چلتی پھرتی قیامت ہے' چادر میں چھپی ہو تب بھی لشکارے مارتی ہے' چادر سے نکال کے دیکھوں گا تو نہ جانے کیا قیامت ڈھائے گی۔" جبران کے منہ میں پانی آ گیا تھا' اس کا خبیث ذہن نہ جانے کیا سوچ رہا تھا؟

"بس بس صبر کر لو دو' چار دن کے لیے' جیسے ہی موقع ملا بلا لوں گی تمہیں۔" ثنائلہ نے اسے شانت کرنے کی کوشش کی۔

"مجھ سے دو' چار گھنٹے صبر نہیں ہو رہا' تم دو' چار دن کا کہتی ہو؟" وہ اپنی بے قراری کا برملا اظہار کر رہا تھا۔

"خدا کے لیے جبران' سمجھنے کی کوشش کرو' اگر کسی کو شک پڑ گیا کہ میں بھی تمہارے ساتھ ملوث ہوں تو سمجھو فیاض یا تو مجھے قتل کر دیں گے یا طلاق دے دیں گے۔" ثنائلہ دبے لہجے میں بات کر رہی تھی۔

"ارے میری جان تمہیں قتل تو نہیں ہونے دوں گا میں' تم بھی بڑے کام کی چیز ہو۔" جبران نے آنکھ دباتے ہوئے ثنائلہ بھابھی کے رخسار کو انگلی سے چھوا تھا۔

"بس اب زیادہ بکواس نہ کرو اور اب نکلو یہاں سے۔" ثنائلہ فوراً پیچھے ہٹی تھی۔

"دوبارہ کب آؤں؟"

"اگر فیاض ملتان چلے گئے تو کل آ جانا' تمہیں مس کال دے دوں گی۔"

"پھر تم کہاں جاؤ گی؟"

"میں بازار چلی جاؤں گی۔"

"آؤ گی کب؟" وہ ساری پلاننگ پوچھ رہا تھا۔

"جب تم فارغ ہو گے۔"

"ہائے یار میرا تو پورا دن اسے چھوڑنے کو دل نہیں چاہے گا۔" وہ مسرور سے انداز میں جھومتے ہوئے بولا۔

"بس بس پورا دن نہیں ایک گھنٹہ ہی کافی ہے اور دھیان رکھنا آس پاس کوئی آواز نہ سنے' ورنہ پورے محلے والے تمہیں سبق سکھا دیں گے۔" ثنائلہ نے اسے اچھی طرح سمجھایا۔

"تم فکر نہ کرو' ایسا منہ بند کروں گا کہ اف بھی نہیں کرنے دوں گا۔" وہ جاتے جاتے پھر خباثت سے ہنسا اور ثنائلہ نے اسے بھیج کر دروازہ بند کر لیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"ہیلو سر! کیسے ہیں آپ؟" عذیر جیسے ہی آفس کی

عمارت میں داخل ہوا پہلا سامنا اشفاق ہمدانی کے مینیجر سے ہوا تھا جو اسے دیکھتے ہی ٹھہر گیا تھا۔

"ہوں! ٹھیک ہوں میں' ڈیڈ کہاں ہیں؟" اس نے سرسری سی نگاہ دوڑاتے ہوئے پوچھا۔

"وہ اپنے روم میں ہیں۔"

"اور عمیر صاحب؟"

"جی وہ بھی اوپر اپنے روم میں ہیں۔" مینیجر صاحب نے اشارہ کیا۔

"اوکے تھینک یو۔" وہ مینیجر صاحب سے ہاتھ ملا کر اوپر عمیر ہمدانی کے روم میں آ گیا۔

"السلام علیکم۔" اندر داخل ہوتے ہوئے سلام کیا تھا۔

"وعلیکم السلام بیٹھو۔" عمیر ہمدانی نے اسے بیٹھنے کے لیے کہا عذیر کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا تھا۔

"کیا لو گے؟" انہوں نے ریسیور اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"نو تھینکس میں یونیورسٹی سے سیدھا میں آیا ہوں گھر جا کر لنچ کروں گا۔"

"ہوں! تو آج کل تم گھر پہ لنچ کر رہے ہو؟" عمیر ہمدانی کا انداز معنی خیز تھا۔

"کیوں بری بات ہے کیا۔"

"ارے نہیں نہیں اچھی بات ہے بلکہ بہت اچھی بات ہے۔ میں تو اس لیے پوچھ رہا ہوں کہ پہلے تو تمہارا لنچ اور ڈنر اکثر گھر سے باہر ہی ہوتا تھا۔ کبھی مونا کے ساتھ کبھی ٹینا کے ساتھ کبھی روما کے ساتھ اور کبھی ماریہ کے ساتھ۔"

"وہ سب ٹائم پاس تھا بھائی۔"

"اور یہ سب کیا ہے؟"

"یہ سب لائف ٹائم ہے۔"

"بہت پسند کرتے ہو اسے؟"

"بہت محبت بھی کرنے لگا ہوں۔"

"اس کے بائیو ڈیٹا کا بھی پتا ہے یا نہیں؟"

"سب پتا ہے' اور نہ بھی پتا ہو تو کیا فرق پڑتا ہے؟ مجھے اس کا تو پتا ہے نا؟" عذیر زرقون کی طرف داری کر رہا تھا

"اتنا اعتبار ہے اس پہ؟"

"میرے اعتبار کی حد آپ جان ہی نہیں سکتے۔"

"وہ کردار کے لحاظ سے کیسی ہے جانتے ہو؟"

"وہ باکردار اور بے داغ ہے یہی میں جانتا ہوں اور اس سے زیادہ جاننے کی مجھے ضرورت ہی نہیں ہے۔"

"کل کلاں کو وہ تمہیں چھوڑ کر بھاگ گئی تو؟"

"تو آپ لوگ مجھے چھوڑ دیجیے گا۔"

"اتنا اعتماد مت کرو' عورت ذات ہے۔" عمیر نے اسے باز رکھنا چاہا۔

"عورت ذات' عورت بننے پہ آجائے تو مرد ذات سے زیادہ مضبوط بن جاتی ہے' مرد لاکھ کوشش کرے اسے زک نہیں پہنچا سکتا۔" عذیر کا دعوا ببانگ دہل تھا۔

"اینی وے آپ بتائیے آپ نے مجھے یہ بحث کرنے کے لیے بلایا تھا؟" عذیر سر جھٹک کر اصل بات کی طرف آیا۔

"میں نے نہیں ڈیڈ نے تمہیں بلایا تھا۔"

"ڈیڈ نے؟" عذیر کو تعجب ہوا۔

"خیریت؟"

"ہاں دراصل انہوں نے تم سے کوئی بات کرنا تھی۔"

"کیسی بات؟"

"لو وہ خود ہی آ گئے ہیں ان سے پوچھ لو۔" عمیر کی نظر دروازے کی سمت اٹھی جہاں سے اشفاق ہمدانی اندر داخل ہو رہے تھے عذیر اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا تھا۔

"السلام علیکم۔"

"واسلام! کب آئے تم؟"

"جی ابھی تھوڑی دیر پہلے۔"

"ہوں! بیٹھو۔" وہ اسے اشارہ کرتے ہوئے خود بھی بیٹھ گئے تھے۔

"آپ نے بلایا تھا مجھے' خیریت؟" اس نے خود ہی سوال کیا۔ اشفاق ہمدانی نے سر اٹھا کر سر تا پا اسے دیکھا

اور گہری سانس کھینچی تھی۔

"جانتے ہو مجھے آج کتنی سبکی محسوس ہو رہی ہے؟" انہوں نے بات شروع کی۔

"کس لیے؟" عذیر حیران ہوا۔

"سنا ہے تم جاب تلاش کر رہے ہو؟" انہوں نے غصہ ضبط کرنے والے انداز میں پوچھا تھا اور ان کی بات پہ عذیر بری طرح چونک گیا تھا کیونکہ وہ یہ کام سب کو بتائے بغیر کر رہا تھا۔

"آپ کو کسی نے بتایا۔؟"

"برخوردار! تم اشفاق ہمدانی کے بیٹے ہو، تم جاب تلاش کر رہے ہو تو کیا کسی کو پتا نہیں چلے گا؟" وہ طنزیہ بولے تھے۔

"کوئی برا کام کر رہا ہوں کیا؟"

"برا کام؟ تم نے میری ساکھ ڈبو کے رکھ دی ہے اور تم پوچھ رہے ہو برا کام؟ میں خود اشفاق ہمدانی ایک ہفتے میں لاکھوں، کروڑوں بلکہ اربوں کا بزنس کرتا ہوں، ہر مہینے ہزاروں لوگوں کو نوکریاں دیتا ہوں اور ہزاروں لوگوں کو نوکریوں سے فارغ کرتا ہوں اور تم میرے بیٹے ہو کر جگہ جگہ جاب مانگتے پھر رہے ہو؟ کیا تمہارا اکاؤنٹ اور کریڈٹ کارڈز خالی ہو گئے ہیں؟ جو تمہیں جاب تلاش کرنے کی ضرورت پڑ گئی۔ اگر ایسا تھا تو مجھے بتاتے میں تمہارے سارے اکاؤنٹس لوڈ کروا دیتا۔" وہ ایک دم سے دھاڑنا شروع ہو گئے تھے۔

"اس پیسے کے لیے جاب تلاش کر رہے ہو؟ یہ لو رکھو یہ پیسہ۔" انہوں نے عمیر کی ٹیبل کی دراز کھول کر ہزار ہزار کے نوٹوں کی گڈیاں اس کے سامنے پھینک دیں عذیر ان کا اشتعال اور نوٹوں کا ڈھیر دیکھتا رہا پھر کرسی سے اٹھ کر ان کے سامنے آکھڑا ہوا۔

"دیکھیے ڈیڈ میری جاب کا ریزن تو آپ کے سامنے ہی پڑا ہے۔" اس نے پیسوں کی طرف اشارہ کیا۔

"جس طرح غصے اور طیش میں آکر آپ میرے سامنے پیسوں کا اتنا۔ ڈھیر لگا سکتے ہیں، اسی طرح غصے اور طیش میں آکر آپ یہ ڈھیر اٹھا بھی سکتے ہیں، آپ کی کوئی بات نہ مانی تو آپ عاق بھی کر سکتے ہیں اور عاق نہ بھی کریں تو عاق کرنے کی دھمکی دے سکتے ہیں، ماریہ گھر چھوڑ کر چلی گئی تب بھی آپ کی دھمکی، ماریہ کو لینے نہ جاؤں تب بھی آپ کی دھمکی، ماریہ کے ساتھ مسکرا کر نہ بولوں تب بھی آپ کی دھمکی، اور اسی دھمکی کی وجہ سے میں یہ سوچنے پہ مجبور ہوا ہوں کہ خدانخواستہ کسی روز آپ اپنی دھمکی پہ عمل کر بیٹھے تو میرا کیا ہو گا؟ کہاں جاؤں گا؟ خیر میں اگر کہیں چلا بھی جاؤں تو میری بیوی کہاں جائے گی؟ اسے کون دے گا؟" عذیر نے اطمینان سے جواز پیش کیا تھا۔

"تو تم یہاں بھی تو کام کر سکتے ہو؟ جیسے عمیر کر رہا ہے؟"

"یقیناً" کر سکتا ہوں لیکن کروں گا نہیں، کیونکہ میری بیوی نوشابہ بھابھی کی طرح آپ کی بھتیجی نہیں ہے جس کے لیے میں لاکھوں کے گفٹس خریدوں گا تو تب بھی آپ برداشت کر لیں گے بلکہ پورا پورا حساب کتاب رکھیں گے کہ میں کیا کر رہا ہوں اور کیا نہیں؟ اور میں اپنی ذات کا حساب کتاب تو دے سکتا ہوں لیکن بیوی کا نہیں۔ اس لیے مجھے یہی لگا کہ میں جاب کروں اور اپنی ذمہ داری اٹھاؤں کم از کم میں آپ کی دھمکی اور ماریہ کے نام کے آسیب سے تو بچ جاؤں گا نا۔؟"

"عذیر یہ تم کہہ رہے ہو؟"

"جی ڈیڈ یہ میں کہہ رہا ہوں، عذیر ہمدانی آپ کا بیٹا۔" اس نے اعتماد اور بے خوفی سے کہا۔

"اور مجھے یہ سب کہنے پہ آپ نے مجبور کیا ہے، انی وے جاتے جاتے آپ کو یہ بھی بتا تا چلوں کہ مجھے ایک موبائل کمپنی میں جاب مل گئی ہے یونیورسٹی ٹائمنگ کے بعد جاب کی ٹائمنگ ہوا کرے گی چار بجے سے نو بجے تک۔ البتہ مستقل جاب کا بندوبست اسی وقت کروں گا جب یونیورسٹی سے فارغ ہو گیا، اور ان شاء اللہ ایک روز آپ کو اپنا بیٹا کامیابی کی سیڑھی پہ نظر آئے گا، بس آپ دعا کیجیے گا۔" وہ ان کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے ذرا دیر کے لیے ٹھہرا اور پھر باہر نکل گیا تھا اشفاق ہمدانی اور عمیر ہمدانی دیکھتے رہ گئے!

* * *

"زرقون... زرقون!" عذیر واپس پہ سیدھا اپنے بیڈ روم میں آیا تھا کیونکہ زرقون ہمیشہ بیڈ روم میں ہی ملتی تھی لیکن آج خلاف معمول وہ بیڈ روم میں کہیں بھی نہیں تھی وہ اسے آوازیں دیتے ہوئے الٹے قدموں باہر نکل آیا تھا۔

"زرقون۔" اس نے دوبارہ آواز دی۔ لیکن وہ نجانے کہاں تھی کہ اس کی آواز ہی نہیں سن رہی تھی عذیر کو پریشان ہونے لگی وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا سیڑھیاں اتر آیا تھا۔

"زرقون۔" اس نے نیچے آکر بھی آواز دی لیکن جواب ندارد۔ اس کی پیشانی پہ پسینہ آگیا تھا کہ نجانے وہ کہاں گئی ہے؟ وہ برآمدے کی طرف بڑھنے ہی والا تھا کہ کچن سے گرینڈر کی آواز سن کے ٹھٹک گیا وہ زرقون کے متعلق نوراں سے پوچھنے کے خیال سے کچن کی طرف ہی آگیا تھا۔

"نوراں وہ زرقون...." وہ اندر داخل ہوتے ہوئے بولا لیکن گرینڈر میں گرم مسالا گرینڈ کرتی زرقون کو دیکھ کر ٹھٹک گیا تھا۔

"زرقون آپ یہاں؟" وہ حیرت سے بولا اور زرقون اس کی آواز پہ اطمینان سے اس کی سمت پلٹی تھی۔

"میں یہاں اچھی نہیں لگ رہی؟" اس نے مسکرا کے پوچھا۔

"نہیں آپ کو بیڈ روم میں ڈھونڈ رہا تھا۔"

"آئندہ آپ مجھے کچن میں ڈھونڈا کریں گے۔"

"لیکن کیوں ملازمہ ہے نا کچن کا کام کرنے کے لیے۔"

"ملازموں کے ہاتھ میں ذائقہ نہیں ہوتا' آپ آج میرے ہاتھ سے بنا کھانا کھا کر دیکھیے۔"

"لیکن زرقون اس طرح تو آپ کچن کی ہو کر رہ جائیں گی۔"

"تو کیا بیڈ روم کی ہو کر رہ جاؤں؟ پورا دن ہاتھ پہ ہاتھ رکھے بھی تو نہیں گزرتا۔؟"

"آپ میری ہو کر بھی تو رہ سکتی ہیں؟" عذیر کا لہجہ آنچ دینے لگا۔

"اس گھر میں آپ کی ہو کر ہی تو رہ رہی ہوں۔؟" وہ کہتے ہوئے رخ موڑ گئی اور کڑاہی سے ڈھکن اٹھا کر گرم مسالا چھڑکنے لگی۔

"مجھے تو ابھی تک احساس نہیں ہوا کہ آپ میری ہو کر رہ رہی ہیں۔؟" وہ کرسی گھسیٹ کر وہیں بیٹھ گیا تھا۔

"آپ کو ابھی تک احساس نہیں ہوا تو اس میں میری کیا غلطی ہے؟"

"غلطی تو ہے نا' آپ میری ہو کر تو رہتی ہیں لیکن میرے پاس قریب آکر نہیں رہتیں۔" اس کی بات پہ زرقون خاموش ہو گئی تھی۔

"آپ کے لیے کھانا لگاؤں؟" وہ فریج سے رائتہ نکالتے ہوئے بولی۔

"جو میں کہہ رہا ہوں اسے آپ ٹال کیوں رہی ہیں۔"

"مجھے بھی بھوک لگ رہی ہے میں کھانا لگاتی ہوں۔" وہ اس کی باتیں سنی ان سنی کر رہی تھی۔

"آپ کھانا لگائیے چاہے دل لگائیے لیکن اتنا یاد رکھیے گا جس روز میرا آخری پیپر ہوگا' اس روز آپ کا پہلا پیپر ہوگا' ڈیٹ شیٹ آگے یا پیچھے نہیں ہوگی۔" اس نے زرقون کی کلائی پکڑتے ہوئے اسے اطلاع پہنچا کر ہوشیار کیا تھا۔

"نوراں۔" اچانک ماریہ 'نوراں کو پکارتی ہوئی کچن میں داخل ہوئی تھی لیکن ان دونوں کا انداز قربت دیکھ کر وہیں کی وہیں جم گئی۔ زرقون فوراً' کلائی چھڑا کے پیچھے ہٹ گئی تھی۔

"نوراں کہاں ہے؟" اس نے دونوں کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"وہ مارکیٹ سے کچن کا کچھ سامان لینے گئی ہے آپ کو اگر بھوک لگ رہی ہے تو میں کھانا لگا دیتی ہوں۔" زرقون نے پیش کش کی۔

"ہونہہ! تمہارے ہاتھ سے بنا ہوا کھانا میں کھاؤں گی؟" ماریہ کے انداز میں ہتک تھی۔

"ماریہ تمیز سے بات کرو۔" عذیر کرسی سے کھڑا ہو گیا تھا۔

"تو تم بھی اپنی بیوی سے کہو کہ اپنی حد میں رہے گھر کے کاموں میں انوالو ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر ہوتی ہے تو اپنے جیسے شوہر تک ہی رہے اسے پکا پکا کر کھلائے اور معدے کے رستے دل میں اترنے کے جتن کرے۔" ماریہ نے نفرت اور حقارت کا بھرپور استعمال کیا تھا۔

"تمہیں بکواس کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اگر تم نہیں کھانا چاہتیں تو دفع ہو جاؤ۔" عذیر بھی اسی کا کزن تھا کبھی کبھی ان جیسے مزاج میں ہی ڈھل جاتا تھا۔

"یہاں کیا ہو رہا ہے؟" روحانہ بیگم بھی ان کی اونچی آواز سن کے وہیں آ گئی تھیں۔

"تم مجھے کہہ رہے ہو دفع ہو جاؤں۔؟" ماریہ چیخ کے بولی۔

"ہاں تمہیں کہہ رہا ہوں۔" وہ بھی کوئی مروت اور لحاظ رکھے بغیر بولا تھا۔

"عذیر یہ کس لہجے میں بات کر رہے ہو تم؟" روحانہ بیگم آنکھیں پھیلائے آگے بڑھیں۔

"جس لہجے میں یہ بات کر رہی ہے۔" اس نے ماریہ کو غضب ناک نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم اس کی وجہ سے میرے ساتھ۔"

"یہ اس گھر کی ملازمہ نہیں میری بیوی ہے۔" وہ اس کی بات کاٹتے ہوئے بولا۔

"اور اس کے ساتھ تم کوئی بھی بدتمیزی کرو گی تو تمہیں منہ توڑ جواب ملے گا۔" عذیر اسے اس کی بدتمیزی بخشنے کے لیے تیار نہیں تھا۔

"عذیر تم مجھے۔۔۔"

"ماریہ پلیز چپ ہو جاؤ۔" روحانہ بیگم نے بھانجی کو منع کیا۔

"مام آپ مجھے منع کر رہی ہیں پہلے بات تو سن لیں۔" ماریہ پٹاخ پٹاخ بولنے لگی تھی اور روحانہ بیگم ساری بات سننے کے بعد اطمینان سے گہری سانس کھینچ کے رہ گئیں۔

"اگر اس نے کھانا بنا لیا ہے تو تمہیں کیوں برا لگ رہا ہے؟" وہ بھانجی سے پوچھ رہی تھیں۔

"مام، آپ بھی؟" ماریہ دکھ سے بولی۔

"عذیر، زرقون سے کہو کھانا لگائے میں فریش ہو کے آتی ہوں۔" وہ کہہ کے باہر نکل گئیں اور عذیر کے ساتھ ساتھ زرقون بھی حیران رہ گئی گویا انہوں نے گھر میں اس کی شراکت کو قبول کر لیا تھا۔

"عذیر سنا آپ نے؟" زرقون کی آواز چہک اٹھی تھی۔

"ہوں! سن بھی رہا ہوں اور دیکھ بھی رہا ہوں۔"

"کیوں کیا ہوا!؟ آپ کو خوشی نہیں ہوئی؟" زرقون ٹھہر گئی۔

"خوشی کی کچھ سمجھ نہیں آ رہی اس لیے خوشی نہیں ہو رہی، خیر آپ کھانا لگائیے۔" وہ کہہ کے باہر نکل گیا تھوڑی دیر بعد عذیر، روحانہ بیگم، نوشابہ بھابھی اور زرقون ایک ساتھ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے ماریہ گاڑی لے کر نکل گئی تھی۔

* * *

"آپ کی واپسی کب تک ہو گی؟" فیاض احمد دفتر کے کسی کام سے آج پھر ملتان جا رہے تھے اور شائلہ بھابھی ان کی واپسی کے لیے متفکر تھیں۔

"ہو سکتا ہے کل تک واپس آ جاؤں۔" وہ اپنی گھڑی اٹھا کے باہر نکل آئے تھے۔

"جلدی آ جایا کریں ہمیں بڑی فکر رہتی ہے۔" شائلہ شوہر سے بڑا پیار جتا رہی تھیں۔

"فکر کیسی؟"

"بس ہر وقت آپ کی طرف دھیان لگا رہتا ہے۔" وہ لہجے کو اداس بناتے بولیں۔

"میرا دھیان بھی گھر کی طرف ہی لگا رہتا ہے، اور ہاں تم بتا رہی تھیں کہ تمہیں کڈنی کا درد ہے اگر زیادہ تکلیف ہو تو کسی کو ساتھ لے جا کر ڈاکٹر کو دکھا لینا۔" وہ

جاتے جاتے تاکید کر رہے تھے۔

"دیکھوں گی اگر زیادہ درد ہوا تو دکھاؤں گی ورنہ گھر بیٹھی رہوں گی۔"

"اچھا اللہ حافظ۔" وہ کہہ کے باہر نکل گئے اور اتنی توفیق نہ ہوئی کہ اپنے کمرے کی کھڑکی سے لگی کھڑی بہن سے بھی مل لیتے۔

وہ چپ چاپ بھائی کی بے حسی پہ گہری سانس کھینچتی ہوئی پیچھے ہٹ گئی تھی۔ شمائلہ بھابھی دروازہ بند کر کے اپنے کمرے میں چلی گئی تھیں ابھی دو گھنٹے گزرے ہی تھے کہ بھابھی کے کمرے سے ان کے کراہنے کی آواز آنے لگی۔

"زرقون۔" انہوں نے آواز دی مجبوراً" زرقون کو ان کے کمرے میں آنا پڑا۔

"جی؟"

"میری کمر کی سائیڈ میں بہت درد ہے، یہاں سے دبا دو۔" انہوں نے کراہتے ہوئے کہا زرقون کا دل چاہا ان کا گلا دبا دے لیکن ابھی اس کے ہاتھوں میں ان کا گلا دبانے کی ہمت نہیں تھی۔

"کیا کہہ رہی ہوں تم سے؟"

"جی دباتی ہوں۔" وہ ان کے قریب بیٹھ گئی اور آہستہ آہستہ ان کی کمر دبانے لگی۔ وہ درد سے دوہری ہو رہی تھیں۔

"آپ ڈاکٹر کے پاس چلی جائیں۔" زرقون نے دل پہ پتھر رکھتے ہوئے مشورہ دیا۔

"ڈاکٹر کے پاس اکیلی کیسے جاؤں؟" وہ کراہ کے بولیں۔

"تو اور کون جائے گا آپ کے ساتھ؟"

"ہاں یہ بھی ٹھیک کہہ رہی ہو میں خود ہی چلی جاتی ہوں فیاض بھی کہہ رہے تھے کہ چیک اپ کروا لینا۔" وہ اٹھ کر بیٹھ گئی تھیں اور ہائے وائے کرتے ہوئے گھر سے نکل گئیں۔

"دروازہ بند کر لو، میں تھوڑی دیر تک آ جاتی ہوں۔" وہ کہہ کے چلی گئیں اور زرقون دروازہ بند کر کے اندر آ گئی گھر میں تنہائی پاتے ہی اسے سب سے پہلا خیال مہرین کا آیا تھا وہ دیوار کے ساتھ اسٹول رکھ کے دیوار کے پار جھانکنے لگی۔

"مہرین ـــ مہرین۔" اس کا دل مہرین کو آوازیں دیتے ہوئے اندر سے سہم رہا تھا کیونکہ فیاض بھائی اور شمائلہ بھابھی نے مہرین سے ملنے ملانے پہ سختی سے پابندی لگائی ـــ تھی اسی لیے وہ شمائلہ بھابھی کے جانے کے بعد اسے بلا رہی تھی اتنے دنوں سے دونوں کی ملاقات بھی تو نہیں ہوئی تھی۔

"مہرین۔" اس نے خاصی بلند آواز سے پکارا تو مہرین کی امی سامنے آ گئیں۔

"کیا بات ہے بیٹا؟"

"خالہ۔ وہ مہرین کہاں ہے؟"

"بیٹا وہ تو ٹیوشن کے لیے گئی ہے۔"

"وہ کب آئے گی؟"

"بیٹا دو گھنٹے تو لگ ہی جاتے ہیں۔"

"اوہو! خیر وہ آئے تو اسے بتا دیجیے گا۔"

"ٹھیک ہے بیٹا۔"

انہوں نے اثبات میں سر ہلایا اور زرقون اسٹول سے نیچے اتر آئی وہ بے چینی سے اپنے صحن میں ٹہلنے لگی بارہ بجے کے قریب بھائی گئے تھے اور دو بجے بھابھی ڈاکٹر کے پاس گئی تھیں اور اب شام کے چھ بجے کا وقت ہو رہا تھا سائے ڈھل چکے تھے وہ بھابھی کا انتظار کرتے ہوئے اندر ہی اندر ہول رہی تھی کہ اتنے میں دروازے پہ دستک ہوئی۔

"بھابھی۔" وہ لپک کے دروازے کے قریب آئی اور دروازہ کھول دیا تھا۔ لیکن آنے والا اسے دھکیل کر اندر داخل ہوا اور فوراً" دروازہ بند کر دیا۔

"تم ـــ؟" وہ جبران کو دیکھ کر چکرا گئی تھی اس کے چہرے کی رنگت سفید لٹھے کی مانند ہو گئی تھی۔

"کیوں میں نہیں آ سکتا؟" وہ خباثت زدہ مسکراہٹ سے بولا۔

"مگر گھر پہ کوئی بھی نہیں ہے۔ وہ ـــ وہ بھابھی ڈاکٹر کے پاس۔"

"تمہاری بھابھی ڈاکٹر کے پاس اور تم میرے

پاس ہے۔" وہ ہنستے ہوئے بولا۔

"یہ... یہ تم کیا کہہ رہے ہو تم... جج... جاؤ یہاں سے۔" زرقون نے باہر دروازے کی سمت بڑھنا چاہا لیکن جبران نے اسے بازو سے کھینچ کے برآمدے کی سمت دھکیل دیا تھا۔ وہ کرسی سے ٹکرانے کی وجہ سے درد سے کراہی تھی۔

"خاموش ذرا سی بھی آواز نکالو گی تو پورے محلے میں بدنام ہو جاؤ گی، میں صاف مکر جاؤں گا بلکہ سب کو یہی بتاؤں گا کہ تم نے مجھے خود بلایا تھا۔" جبران نے اسے بازو سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے دھمکی دی تھی۔

"چھوڑو مجھے دفع ہو جاؤ یہاں سے۔" وہ اپنی ساری ہمتیں مجتمع کرتے ہوئے دھاڑی تھی۔

"بکواس بند کرو۔" جبران نے پوری قوت سے اس کے چہرے پہ تھپڑ دے مارا تھا۔

"میری سفید کبوتری، بڑا تڑپایا ہے تم نے مجھے، کتنے مہینوں سے تمہارے در پہ کتوں کی بو سونگھتا پھر رہا ہوں، اپنی جیب خالی کر دیا ہے تمہاری خاطر اور آج تو تجھ سے سب کچھ وصول کر کے ہی جاؤں گا۔" جبران اسے کھینچتے ہوئے اندر لے آیا تھا زرقون کی زبان گنگ ہو گئی تھی۔

"تمہاری چند لمحوں کی قربت کے لیے میں نے لاکھوں لٹائے ہیں، تمہارا یہ چمکتا بدن میری حسرت تھا۔" وہ کمرے کا دروازہ بند کر رہا تھا زرقون ہوش میں آ گئی۔

"کتے چھوڑو مجھے... مجھے... مجھے پتا تھا کہ تم... تم ذلیل اور گھٹیا انسان ہو تمہاری ہوس تمہارے چہرے سے ٹپکتی تھی، مہرین سچ کہتی تھی۔" وہ جبران پہ جھپٹ پڑی تھی لیکن اس کا مقابلہ کہاں تک کر سکتی اس نے زرقون کو بری طرح دیوار کے ساتھ پٹخ دیا تھا زرقون دیوار کے ساتھ ٹکرائی تو اس کی چیخ نکل گئی تھی اور دماغ چکرا گیا تھا۔

"میں نے سوچا تھا تم اگر میرے ساتھ تھوڑا تعاون کرو گی تو میں بھی تمہیں زیادہ نقصان نہیں پہنچاؤں گا لیکن لگتا ہے کہ تم اپنا نقصان بھی کرو گی اور میرا بھی۔"

جبران دروازہ بند کر کے اس کی طرف پلٹا اور اپنی پیشانی سے نکلنے والے خون کو ہاتھ سے پونچھتی ہوئی زرقون بمشکل چکراتے دماغ کو سنبھالتے ہوئے اپنے قدموں پہ کھڑی ہوئی تھی۔

اسے اس وقت اپنے ہوش ٹھکانے پہ رکھنے تھے اور اس بھیڑیے کے شکنجے سے بچنے کے لیے جدوجہد بھی کرنا تھی۔ اس نے آگے پیچھے نظر دوڑاتے ہوئے کوئی ایسی چیز تلاش کرنا چاہی جس کو استعمال کر کے وہ اپنا بچاؤ کر سکتی لیکن اسے کوئی چیز تو نظر نہ آئی البتہ وہ قریب آ گیا تھا اس نے اپنا ہاتھ زرقون کے منہ پہ جما دیا تھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا دوپٹہ پرے پھینک دیا لیکن زرقون نے بڑی پھرتی سے اپنے ہاتھ کا پنجہ اس کے منہ پہ دے مارا زرقون کا ناخن اس کی آنکھ میں چبھا اور وہ تکلیف سے پیچھے ہٹ گیا زرقون نے اس ذرا سے موقع سے فائدہ اٹھایا اور ایک ہی جست میں دروازے تک پہنچ گئی اس نے لرزتے ہاتھوں کے ساتھ تیزی سے دروازے کا بولٹ گرا دیا تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ باہر نکلتی جبران نے اسے دوبارہ واپس کھینچ لیا تھا۔

"مہرین۔" اس نے بلند آواز سے پکارا۔

"نہیں آئے گی تمہاری مہرین سارے انتظام کر کے آیا ہوں۔"

"بھابھی...!" وہ پھر چیخی۔

"ہونہہ! تمہیں پلیٹ میں سجا کر خود میرے سامنے پیش کرنے والی تمہیں بچانے کے لیے کیوں آئے گی بھلا؟" وہ زرقون کو بالوں سے پکڑتے ہوئے بولا۔

"تم اچھا نہیں کر رہے، فیاض بھائی تمہارا قتل کر دیں گے۔" وہ چبا کے بولی اور اپنے بال چھڑانے کی کوشش کی۔

"انہیں کوئی ثبوت دو گی تو وہ میرا قتل کریں گے نا؟" وہ کمینگی سے ہنسا اور اپنا دوسرا ہاتھ اس کے کندھے پہ رکھ دیا تھا۔

"تمہاری اس حالت کی ذمہ دار تمہاری یہ قیامت ڈھاتی جوانی ہے، اتنی خوبصورتی اور ایسی اٹھان، ہائے

میں مر ہی نہ جاؤں تم پہ؟" وہ اس کے کندھے اور بازو کو سہلاتے ہوئے بول رہا تھا اور زرقون کو لگا جیسے اس کے جسم پہ سانپ رینگ رہا ہو وہ ایک بار پھر اس کے منہ پہ چیخی تھی اور جبران کی گرفت ایک بار پھر ڈھیلی پڑ گئی اور اتنے میں زرقون گرتی پڑتی باہر نکل گئی تھی وہ بھی اس کے پیچھے بھاگا تھا زرقون کی دوڑ کچن تک گئی تھی جیسے ہی وہ بھی اس کے پیچھے اندر داخل ہوا اس نے اپنی پوری قوت سے موٹا سا ڈنڈا اٹھا کر اس کے سر میں دے مارا تھا اور اتنی قوت، اتنے زور سے مارا تھا کہ جبران جیسے مرد کی بلند کراہ نکلی تھی اور وہ کھڑے قد سے زمین پہ گر کر لوٹ پوٹ ہو گیا تھا اس کے سر سے خون کا فوارہ بہہ نکلا تھا اور کچن کا فرش خون سے رنگین ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ جبران کا وجود بے حس و حرکت ہو گیا اور اسے دیکھتے دیکھتے زرقون کی آنکھیں پھٹ گئی تھیں وہ بے جان پڑے جبران کو حق دق دیکھتی رہ گئی دماغ ماؤف ہو گیا تھا۔

* * *

"میرے ساتھ پارلر چلو گی؟" روحانہ بیگم اپنا فیشل وغیرہ کروانے کے لیے پارلر جا رہی تھیں کہ ڈرائنگ روم سے نکلتی زرقون کو دیکھ کر ٹھہر گئیں۔

"نہیں آنٹی میں کبھی بیوٹی پارلر نہیں گئی۔"

"وہ تو ٹھیک ہے، تم واقعی بہت خوبصورت ہو لیکن اگر تم پارلر جاؤ گی تو تمہاری خوبصورتی اور بھی نکھر جائے گی بس تمہیں تو ذرا سی توجہ کی ضرورت ہے۔" انہوں نے اس کا رخسار چھو کے کہا۔

"لیکن آنٹی مجھے یہ سب اچھا نہیں لگتا میں کبھی پارلر گئی ہی نہیں۔"

"ارے تم ایک بار میرے ساتھ چلو تو سہی، تم آئندہ بھی جاؤ گی۔" انہوں نے اسے اصرار کیا۔

"ایم سوری آنٹی، پھر کبھی سہی، ابھی عذیر گھر آنے والے ہیں۔" اس نے شائستگی سے منع کر دیا۔

"اوکے بیٹا! ایز یو وش۔" وہ کہہ کے مسکراتے ہوئے راہداری کی سمت بڑھ گئیں۔ اور زرقون اوپر وضو کرنے کے لیے آ گئی۔

عشاء کی اذان ہونے والی تھی اور عذیر بھی جاب سے واپس آنے والا تھا۔ وہ وضو کر کے باہر نکلی تو اسے ملازمہ بلانے کے لیے آ گئی۔

"وہ نیچے بوبی صاحب آئے ہیں۔"

"بوبی صاحب کون؟" زرقون انجان تھی اسی لیے سیڑھیاں اترتے ہوئے رک گئی۔

"بوبی صاحب ماریہ بی بی کے بھائی ہیں کبھی کبھار ہی آتے ہیں بڑے دنوں بعد آئے ہیں لیکن گھر پہ کوئی نہیں ہے۔"

"اوہ اچھا تم بٹھاؤ ان کو میں آتی ہوں۔" اس نے اشارہ کیا وہ کچن سے سارا کھانا وغیرہ چیک کر کے فوراً اس کو چائے وغیرہ کا آرڈر دے کر ڈرائنگ روم میں آ گئی۔

"السلام علیکم۔" اس نے آہستگی سے سلام کیا اور اپنے موبائل پہ کسی سے بات کرتا بوبی اس کی طرف پلٹا اور اپنی جگہ پہ جم سا گیا تھا اس کی نظریں مبہوت رہ گئی تھیں وہ موبائل پہ بات کرنا بھول گیا تھا۔

"السلام علیکم۔" زرقون نے دوبارہ اسے متوجہ کرنے کی غرض سے سلام کیا تھا اور وہ چونک کر متوجہ ہوا۔

"وعلیکم السلام۔" اس نے اس کے سلام کا جواب بمشکل دیا تھا۔

"بیٹھیے نا آپ ابھی تک کھڑے ہیں۔" زرقون کو اس اجنبی لڑکے کے ساتھ اکیلے ڈرائنگ روم میں بیٹھنا عجیب تو لگ رہا تھا لیکن وہ بد اخلاقی نہیں کر سکتی تھی کیونکہ وہ ماریہ کا بھائی اور روحانہ بیگم کا بھانجا تھا اگر وہ اسے اٹینڈ نہ کرتی تو یقیناً روحانہ بیگم کو برا لگتا اور وہ روحانہ بیگم کو ناراضی کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی اس لیے نہ چاہتے ہوئے بھی ڈرائنگ روم میں آنا پڑا تھا۔

"آپ کون؟"

"جی میں مسز عذیر ہمدانی ہوں۔" زرقون اپنا تعارف بتاتے ہوئے بڑے مان سے بولی تھی۔

"اوہ! مسز عذیر ہمدانی۔" بوبی کا اشتیاق کم پڑ گیا تھا اور حیرت بڑھ گئی تھی۔

"عذیر کہاں ہے؟"

"وہ اس وقت جاب پہ ہیں۔"

"آپ کو چھوڑ کر وہ جاب پہ بھی جاتا ہے۔؟"

"کیا مطلب ہے آپ کا؟" وہ ٹھٹک گئی۔

"کچھ نہیں۔" اس نے نفی میں گردن ہلائی۔

"بوبی تم یہاں؟" عذیر نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"عذیر۔۔؟" زرقون اسے دیکھ کر کھل اٹھی اس کی جان میں جان آگئی۔

"کیسے ہو تم؟" عذیر قریب آگیا بوبی نے کھڑے ہو کر اس سے ہاتھ ملایا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں تم سناؤ؟"

"اللہ کا شکر ہے میں بھی ٹھیک ہوں۔" عذیر نے شکر ادا کیا۔

"بڑے شکر گزار ہو گئے ہو؟" بوبی نے مذاق اڑایا۔

"اللہ کی نعمتوں اور رحمتوں کی پہچان ہو گئی ہے۔"

"حالانکہ اکثر انسانوں کو یہ پہچان بڑھاپے میں جا کر ہوتی ہے جب وہ ہر عیاشی کر چکا ہوتا ہے۔" بوبی نے لقمہ دیا۔

"اس کی پہچان کسی وقت بھی ہو جائے تو شکر ادا کرو۔"

"ماشاءاللہ تم تو مولانا لگنے ہو؟ خیر چھوڑو اس بحث کو یہ بتاؤ کچھ لیا؟" عذیر نے سر جھٹکا۔

عذیر اس سے باتیں کر رہا تھا اور زرقون وہاں سے نکل آئی تھی۔

"ابھی تک تو کچھ نہیں لیا ویسے مجھے بھوک بہت شدید لگ رہی ہے۔" بوبی نے اپنی بھوک بڑھائی تھی۔

"ارے کیوں نہیں یار میں زرقون سے کہتا ہوں وہ کھانا لگوا دیتی ہے تب تک میں فریش ہو جاتا ہوں۔" عذیر اوپر آگیا زرقون کمرے میں ہی تھی۔

"آپ کھانا لگوا دیں بوبی ہمارے ساتھ ہی کھانا کھائے گا۔" عذیر واش روم کی سمت بڑھتے ہوئے بولا۔

"وہ صرف آپ کے ساتھ کھانا کھائے گا میں نیچے نہیں آرہی۔" اس نے انکار کر دیا۔

"کیوں خیریت؟" عذیر ٹھہر گیا تھا۔

"بس جب سے مرد کی نظروں کی پہچان ہوئی ہے تب سے کسی کا سرسری دیکھنا بھی برا لگنے لگا ہے۔"

"یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ؟"

"جی ٹھیک کہہ رہی ہوں بوبی آپ کا کزن ہے آپ کو برا تو لگے گا لیکن ایم سوری میں دوبارہ اس کے سامنے نہیں آسکتی البتہ اس کے لیے اور آپ کے لیے کھانا ضرور لگوا دوں گی۔" زرقون کا لہجہ دوٹوک تھا عذیر کے ماتھے پہ بل پڑ گئے تھے اس نے ساری بات میں بس یہی بات نوٹ کی تھی کہ بوبی نے اسے ایسی ویسی نظر سے دیکھا ہے اسی لیے وہ ایسا کہہ رہی ہے اس کے غصے اور ضبط سے لب بھینچ گئے تھے۔

"آپ کو اگر واقعی برا لگ رہا ہے تو میں اسے واپس بھیج دیتا ہوں۔"

"نن۔۔۔ نہیں اس طرح اچھا نہیں لگے گا خوامخواہ بات بڑھے گی۔" زرقون نے اسے روک دیا تھا۔

"لیکن زرقون آپ۔"

"پلیز عذیر جانے دیں میں کوئی نیا ایشو نہیں بنانا چاہتی پلیز۔" زرقون اسے منع کر رہی تھی اور پھر عذیر کو چند لمحے کے برداشت کرنا پڑا تھا۔ بوبی نے کھانا کھایا اور چلا گیا وہ حیدر آباد کی بجائے زیادہ تر کراچی میں ہی پایا جاتا تھا اور کبھی کبھی نانی کے گھر بھی آجاتا تھا۔ اس کے جانے کے بعد بھی عذیر کافی دیر خاموش رہا تھا۔

⁂

"یہ کیا ہو گیا؟" زرقون کے حواس اڑ گئے تھے۔ جبران کا خون روانی سے بہتا جا رہا تھا اور وہ لرزنے لگی تھی تھوڑی دیر بعد دروازے پہ دستک ہونے لگی زرقون کا دل اچھل کر حلق میں آگیا تھا رنگ فق ہو چکا تھا جسم ٹھنڈا پڑ گیا تھا اور دروازے پہ دستک بڑھ گئی تھی۔

"زرقون دروازہ کھولو۔" شمائلہ بھابھی کی آواز تھی

اور زرقون نے سہمے ہوئے انداز میں جا کر دروازہ کھول دیا۔

"یہ تمہاری حالت کو کیا ہوا ہے؟" شمائلہ بھابھی نے پلاننگ کے مطابق اپنی ایکٹنگ 'اپنا ڈرامہ شروع کیا تھا ان کے خیال میں جبران اپنی حسرت پوری کر کے جا چکا ہو گا اس نے گھنٹے کا ٹائم مانگا تھا اور اب تو گھنٹے سے اوپر کا ٹائم ہو گیا تھا وہ تسلی کر کے گھر آئی تھیں۔

"زرقون میں تجھ سے پوچھ رہی ہوں کیا ہوا ہے' مجھے ڈرپ لگی تھی اس لیے آنے میں دیر۔۔۔" وہ کہتے کہتے برآمدے میں آئیں اور جیسے ہی کچن کے دروازے کی سمت نظر اٹھی وہ چیخ اٹھیں۔

"جبران۔۔۔!" وہ لپک کے اس کے اوپر ہی آگریں۔

"ارے' تم نے قتل کر دیا اسے' ہائے میں مر گئی۔" شمائلہ بھابھی اسی پہ جھپٹ پڑی تھیں۔

"م۔۔۔ کے۔۔۔ میں نے کوئی قتل نہیں کیا۔ یہ یہ میری عزت خراب کرنے کے لیے آیا تھا۔ اسے۔ اسے آپ نے بھیجا تھا۔ آپ نے سازش کی تھی' پیسے لیے تھے اس سے۔" زرقون زار و قطار رونا شروع ہو گئی تھی۔

"ذلیل' کمینی' الزام لگاتی ہے مجھ پہ؟" شمائلہ بھابھی نے اسے ایک ساتھ کئی تھپڑ دے مارے وہ خود پاگل ہو گئی تھیں کہ بازی کیسے الٹ گئی؟

"میری عزت کا سودا کر کے گئی تھیں آپ نے بھیجا تھا اس کو۔" وہ روتے روتے چیخی۔

"ابھی بتاتی ہوں تجھے پولیس ہی تجھے سیدھا کرے گی' تم قاتل ہو پھانسی دلاؤں گی تمہیں۔" شمائلہ اپنا موبائل ڈھونڈنے لگی اور پولیس کا نام سن کے اس کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے تھے اور شمائلہ بھابھی کے چنگل اور پولیس کی سزا سے بچنے کے لیے ایک ہی راستہ نظر آیا اور وہ بنا سوچے سمجھے اپنے ہی گھر سے بھاگ نکلی تھی اور شمائلہ بھابھی پلٹ کر اسے ڈھونڈتی رہ گئی تھیں۔

* * *

زرقون نے آج عذیر کی ساری وارڈ روب کھول کے صاف کی' پرانے کپڑے نکال کر ملازمہ کو دے دیے کہ کسی کو دے دے اور نئے سارے استری کرنے کے لیے رکھ دیے تھے۔ عشاء کی نماز کے بعد وہ فارغ ہوئی تو سارے کپڑے اٹھا کر ڈریسنگ روم چلی گئی استری اسٹینڈ وہیں تھا وہ اس کی شرٹس پریس کرنے لگی۔

"میرے ایگزامز کے بعد میرے ساتھ مری اور اسلام آباد چلو گی؟" عذیر کمپیوٹر پہ کچھ انفارمیشن سرچ کر رہا تھا جب اس نے زرقون کو مخاطب کیا۔

"آپ کیوں جائیں گے مری اور اسلام آباد؟" وہ ڈریسنگ روم سے نکلتے ہوئے بولی اور دو تین ہینگرز میں لگی شرٹس جا کر وارڈ روب میں لٹکا دیں۔

"ہنی مون کے لیے۔" عذیر نے چیئر اس کی طرف گھماتے ہوئے کہا اور زرقون جواباً کچھ کہہ ہی نہ سکی۔

"بتائیں نا؟ چلیں گی؟" عذیر اسے دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا وہ دوبارہ ڈریسنگ روم میں آ گئی کیونکہ استری کا سوئچ آن تھا۔

"اگر میں نہ جاؤں تو۔" اس نے شرارت سے کہا' لیکن چہرے سے اپنی شرارت ظاہر نہیں ہونے دی تھی۔

"تو۔۔۔؟" عذیر "تو" سے آگے سوچنے لگا' پھر بے ساختہ مسکرا دیا۔

"تو میں کسی اور کو ساتھ لے جاؤں گا۔" اس نے کندھے اچکاتے ہوئے چیئر دوبارہ گھما کر کمپیوٹر کے سامنے کر لی۔

"واقعی؟ آپ کسی اور کو ساتھ لے جائیں گے؟" زرقون نے یقین چاہا۔

"آف کورس! جب آپ نہیں جائیں گی تو مجھے تو کسی کو ساتھ لے کر جانا ہی ہو گا اتنے دن وہاں گھومنے پھرنے کے لیے وہاں رہنے کے لیے کسی کی کمپنی تو چاہیے نا؟" اس کی انگلیاں کی بورڈ پہ حرکت کر رہی تھیں لیکن باتیں زرقون کے ساتھ کر رہا تھا۔

"یعنی آپ کو بس کسی کی کمپنی سے مطلب ہے'

چاہے وہ میری ہو' چاہے کسی اور کی؟" زرقون کی بات پہ عذیر کی انگلیوں کی حرکت تھم گئی تھی اس نے ٹھٹک کر زرقون کو دیکھا وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی بات کا رخ بدل چکا تھا عذیر کو اپنی جگہ چھوڑ کر اٹھنا پڑا وہ مضبوط قدم اٹھاتا اس کے سامنے آکھڑا ہوا۔

"کیا آپ کو لگتا ہے کہ مجھے کسی کی کمپنی کی ضرورت ہو سکتی ہے۔؟"

"آپ نے خود ہی تو کہا ہے؟" زرقون نے چہرہ جھکا لیا۔

"میرے کہنے میں اور آپ کے محسوس کرنے میں بڑا فرق ہے یار۔ میں نے بات کسی اور رنگ میں کی تھی لیکن آپ نے بات کسی اور رنگ میں محسوس کی ہے' اسی لیے پوچھ رہا ہوں کیا آپ کو محسوس ہوتا ہے کہ میں کسی اور کے ساتھ۔؟" اس نے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑ دی تھی۔

"ایم سوری۔" وہ آہستگی سے بولی۔

"دیکھیے میں آپ کو سوری کرنے کے لیے تو نہیں کہہ رہا اپنی ذات کے بارے میں آپ کی رائے پوچھ رہا ہوں آپ کیا سوچتی ہیں میرے بارے میں؟ اچھا یا برا۔؟" وہ اس کے خیالات جاننا چاہتا تھا اسی لیے اصرار کر رہا تھا۔

"آپ اگر واقعی مجھ سے سچ سننا چاہتے ہیں تو میں صرف اتنا ہی کہوں گی کہ میری زندگی کی کسی نیکی کا صلہ ہیں آپ۔ آپ اگر میرا نصیب ہیں تو مجھے اپنے نصیب اپنے مقدر پہ ناز ہے۔" اس نے فخر سے سر بلند کرتے ہوئے کہا تھا لیکن سوچ کی پرواز اچانک ہی نجانے کہاں چلی گئی کہ وہ بے ساختہ رخ موڑ گئی تھی۔

"زرقون۔؟" عذیر نے اسے کندھوں سے تھام کے اس کا رخ اپنی سمت موڑا۔ زرقون کے آنسو اس کے رخساروں پہ بہہ رہے تھے۔

"اب یہ آنسو کس لیے؟" اس نے زرقون کا چہرہ اونچا کیا۔

"عذیر! میں اتنی محبت' اتنی چاہت' اتنی عزت کے قابل نہیں تھی میری اتنی اوقات ہی نہیں تھی کہ میں آپ جیسے پڑھے لکھے' سمجھ دار اور اچھے انسان کی ہمسفر بنتی میں اپنوں کی ستائی ہوئی' رسوا' بدنام' آپ کے قابل نہیں تھی۔" وہ مسلسل رو رہی تھی اور آواز حلق میں اٹک رہی تھی۔

"کون کس چیز کے قابل ہے اور کس چیز کے نہیں ہے یہ تو اللہ بہتر جانتا ہے بالکل آپ کی طرح اپنے مقام پہ اگر میں اپنی ذات کو سوچتا ہوں تو میں بھی یہی کہتا ہوں کہ میں آپ جیسی بیوی کے قابل نہیں تھا سمجھ دار' خوبصورت' پاکیزہ اور دنیا کی مکروفریب سے عاری شاید یہ آپ کے کردار کی مضبوطی' آپ کی پاکیزگی ہی ہے جو مجھے بہت سی چیزوں سے دور کر چکی ہے میں شراب پیتا تھا میں نے وہ چھوڑ دی ہے۔ میری لڑکیوں کے ساتھ فرینڈشپ تھی۔ وہ چھوڑ دی ہے' میں رات گئے تک گھر سے باہر رہتا تھا میں نے وہ بھی چھوڑ دیا ہے بلکہ اور بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کو میں نے ترک کر دیا ہے صرف اس کوشش میں کہ آپ اچھی ہیں تو میں بھی اچھا بننے کی کوشش کر کے دیکھتا ہوں' کیا لذت ہے اچھائی میں؟ اور میں نے اس کوشش کے بعد یہی دیکھا ہے کہ انسان کا ضمیر مطمئن رہتا ہے اور ضمیر کا اطمینان انسان کو بھی پرسکون رکھتا ہے میں اب بہت ریلیکس رہتا ہوں اور مجھے بڑی حیرت ہوتی ہے۔ مجھ میں اتنا چینج کیسے آگیا؟ حالانکہ حقیقت میں دیکھا جائے تو ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کوئی انسان خود بخود سدھر جائے اور میرا اپنے آپ سدھرنا میرے لیے بھی حیرانی کا باعث ہے ورنہ اتنا اچھا تو میں بھی نہیں تھا۔" اس نے اعتراف کیا۔

"آپ بہت اچھے ہیں عذیر آپ بہت اچھے ہیں۔" زرقون بے اختیار روتے ہوئے اس سے لپٹ گئی تھی اور عذیر اپنے سینے سے لگ کے روتی زرقون کو دیکھ کر اطمینان سے مسکرا دیا تھا اس کی ہچکیاں عذیر کو اپنے سینے میں محسوس ہو رہی تھیں۔

"اب بس کیجیے کیا اس اچھے کی جان نکالنی ہے۔؟" عذیر نے اس کی کمر کو سہلاتے ہوئے کہا اور زرقون ٹھٹک کر پیچھے ہٹی تھی۔ چہرے پہ شرم کی لالی تھی۔

"ایک بات تو بتائیے؟" عذیر نے اسے متوجہ کیا زرقون نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"کیا کھاتی ہیں آپ؟"

"کیا مطلب؟" زرقون کو اس کے عجیب سے سوال پہ حیرت ہوئی تھی۔

"مطلب کہ بہت صحت مند ہیں آپ، ماشاءاللہ بہت نرم، بہت گداز، اتنی کہ خود بخود محسوس ہو جاتا ہے کہ..." عذیر نے کہتے کہتے معنی خیزی سے بات ادھوری چھوڑ دی اور زرقون کا دل چاہا مارے شرم کے ڈوب مرے۔

"ہاہاہا۔ میں نے آپ کی صحت کی تعریف کی ہے اور تو کچھ نہیں کہا؟" وہ شرارت سے پوچھ رہا تھا لیکن زرقون پلٹ کر ڈرائنگ روم میں گھس گئی لیکن عذیر کے قہقہے کی آواز اسے دیر تک سنائی دی تھی۔

☼ ☼ ☼

اسے خود پتا نہیں تھا کہ وہ کہاں اور کس سمت بھاگ رہی ہے شام گہری ہو چکی تھی اور شام کی سیاہی رات کی سیاہی میں بدلنے لگی تھی وہ بھاگتے بھاگتے ہانپ گئی تو پانی کی شدید طلب ہوئی تھی اس نے نڈھال ہوتے ہوئے سڑک کے دائیں بائیں دیکھا آس پاس کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں سے وہ پانی پی سکتی اور اب پانی کے بغیر مزید چلنا بھی دشوار ہو گیا تھا اس کی ٹانگوں سے جیسے جان نکل رہی تھی۔ ایک دو بار بائیک پہ آس پاس سے گزرنے والے منچلوں نے اسے دیکھ کر سیٹیاں بھی بجائی تھیں کسی نے فقرے بھی کسے لیکن وہ کچھ بھی دیکھے اور سنے بغیر اندھا دھند بھاگتی رہی تبھی وہ اتنا دور نکل آئی تھی بس اسے یہی خدشہ تھا کہ پولیس اس کا پیچھا کر رہی ہوگی اسے ڈھونڈ رہی ہوگی۔ اور پولیس سے بچنے کے لیے وہ کہاں سے کہاں آگئی تھی وہ اندھیرے میں ایسی ویران اور سنسان جگہ دیکھ کر خوف زدہ ہو گئی تھی کہیں جائے پناہ نہیں مل رہی تھی کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا چلتے چلتے وہ پھر آبادی کی طرف مڑی لیکن تب تک حواس ڈوب چکے تھے اسے دور سے آتی گاڑی کی ہیڈلائٹس تو نظر آرہی تھیں لیکن یہ دکھائی نہیں دے رہا تھا کہ وہ خود کس سمت میں جا رہی ہے؟ گاڑی بہت رفتار میں آرہی تھی اچانک سامنے آجانے والی لڑکی کو دیکھ کر ماریہ نے بمشکل بریک لگائے تھے لیکن اتنے میں وہ گاڑی سے ٹکرا کر زمین پہ گر چکی تھی۔ گاڑی کے ٹائر بہت زور سے چرچرائے تھے۔

"اف یہ کون سامنے آگئی۔؟" ماریہ کو کوفت ہوئی تھی لیکن عذیر فوراً ڈور کھول کے نیچے اتر آیا تھا گاڑی کی ہیڈلائٹس کی روشنی میں دیکھا وہ لڑکی اوندھے منہ گری تھی اور اس کے سر سے خون بہہ رہا تھا عذیر نے ایک گھٹنہ زمین پہ ٹکاتے ہوئے لڑکی کو سیدھا کیا اس کی نبض چیک کی اور پھر ماریہ کی سمت دیکھا۔

"گاڑی کا بیک ڈور کھولو۔" اس نے ماریہ کو اشارہ کیا وہ یکدم بدک گئی تھی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا۔؟"

"یہ زندہ ہے اسے ہاسپٹل لے کر جانا ہوگا، معمولی چوٹ ہے، زیادہ پریشانی کی بات نہیں ہے۔" عذیر اس کی سانسیں وغیرہ اچھی طرح چیک کر چکا تھا اسی لیے تھوڑا اطمینان ہو گیا۔

"عذیر تم جانتے ہو تم کیا کر رہے ہو؟ یہ لڑکی کون ہے؟ اس حالت میں کیوں ہے سارا الزام ہمارے سر آجائے گا، کوئی بھی ڈاکٹر پوچھ گچھ کے بغیر اسے ٹریٹ منٹ نہیں دے گا۔" ماریہ نے اسے باز رکھنا چاہا لیکن عذیر بھی عجیب مزاج کا آدمی تھا جو بات ٹھان لیتا اس سے پیچھے نہیں ہٹتا تھا اور اگر کسی بات پہ دھیان نہ دیتا تو یونہی اگنور کیے رکھتا تھا۔

"ایک ڈاکٹر سے واقفیت ہے ہم دوستوں کی، اس کے پاس لے جاتے ہیں۔" عذیر جو ٹھان چکا تھا وہ اس نے کرنا ہی تھا اس نے خود ہی اٹھ کے ڈور کھولا اور اس لڑکی کو اٹھا کر گاڑی میں ڈال دیا پہلے ماریہ ڈرائیو کر رہی تھی لیکن اب وہ خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا وہ دونوں حیدرآباد کنسرٹ دیکھنے گئے ہوئے تھے۔ صبح انہوں نے یونیورسٹی جانا تھا اسی لیے جلدی واپس آگئے

لیکن اب راستے میں یہ حادثہ ہو گیا تھا۔ عذیر کافی رش ڈرائیونگ کر کے ڈاکٹر اسغر کے کلینک پہ پہنچا تھا۔

عذیر اسے گاڑی سے نکال کے اندر لے آیا تھا یہ کلینک کافی چھوٹا اور مختصر سا تھا ایک روم ڈاکٹر کے لیے اور دو مریضوں کے لیے مخصوص تھے ان کا یہ کلینک چوبیس گھنٹے کھلا رہتا تھا کیونکہ کلینک کے اوپر والے پورشن میں ہی ان کی رہائش تھی۔ عذیر جیسے ہی اس لڑکی کو اٹھا کے اندر کمرے میں لایا اس کی نظریں نہ چاہتے ہوئے بھی مبہوت رہ گئی تھیں وہ لڑکی بلا کی خوبصورت تھی لیکن اس کی حالت انتہائی ابتر ہو رہی تھی نہ پاؤں میں جوتے تھے اور نہ سر پہ چادر——— عذیر نے سب سے پہلے ماریہ کا پچھلی سیٹ پہ پڑا اسکارف اٹھا کر اس کے گرد لپیٹا تھا بے شک وہ اسے جانتا نہیں تھا لیکن پھر بھی اس نے کسی کی عزت کو ڈھانپنے کی کوشش کی تھی ڈاکٹر اسغر نے اس کا تسلی سے چیک اپ کیا اور اس کے ڈرپ اور چند انجکشن تجویز کیے تھے خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے اسے اتنی کمزوری ہو چکی تھی کہ ڈرپ کے بغیر کوئی چارا نہیں تھا۔

"کتنی دیر لگے گی سر؟" عذیر نے ڈرپ ختم ہونے کا ٹائم پوچھا۔

"کم از کم دو یا اڑھائی گھنٹے لگ ہی جائیں گے۔" ڈاکٹر اسغر نے ٹائم دیکھ کر بتایا ماریہ پہلو بدل کر رہ گئی رات کے ساڑھے بارہ بجے کا ٹائم ہو رہا تھا اگر اور انتظار کرتے تو یقیناً" رات کے تین چار بج جاتے۔

"چلو میں تمہیں گھر ڈراپ کر آؤں۔"

"ڈراپ؟" ماریہ کو حیرت ہوئی۔

"یعنی تم پھر یہاں آؤ گے؟"

"ظاہر ہے میں اسے اپنی ذمہ داری پہ یہاں لے کر آیا ہوں اب اسے یہاں چھوڑ کر بھاگ تو نہیں سکتا نا۔" اس نے کندھے اچکائے۔

"تو پھر میں بھی یہیں رہتی ہوں۔"

"دیکھو ماریہ اتنی رات ہو رہی ہے' اور رات گئے تک میرا اور تمہارا گھر سے باہر رہنا ٹھیک نہیں ہے گھر میں سب کیا سوچیں گے؟" عذیر نے اسے سمجھایا اور ماریہ سمجھ بھی گئی تھی۔

"اور اپنے بارے میں کیا بتاؤ گے؟"

"بس کوئی بہانا کر دوں گا تم بھی کسی کو کچھ مت بتانا مام ڈیڈ خوامخواہ پریشان اور خفا ہوں گے۔" وہ اسے ساتھ لیے باہر آ گیا اور عذیر کی ریکوئسٹ پہ ماریہ نے اس راز کو راز ہی رکھا تھا وہ اسے ڈراپ کر کے واپس کلینک پہ چلا آیا جہاں وہ بے ہوش پڑی تھی۔

* * *

"واک پہ چلیں گی؟" وہ سب ڈنر سے فارغ ہوئے تو اپنے اپنے بیڈ رومز میں چلے گئے تھے لیکن زرقون باہر لان میں آ گئی تھی اور اس کے پیچھے ہی عذیر بھی باہر نکل آیا۔

"لیکن ٹائم تو......"

"ارے یار یہی تو ٹائم ہوتا ہے اندھیرے میں واک کرنے کا۔"

"بہت تجربہ ہے آپ کو؟" زرقون کے سوال میں طنز تھا اور اس کے طنز کو محسوس کر کے عذیر نے فلک شگاف قہقہہ لگایا تھا۔

"بہت جلن ہوئی ہے آپ کو؟" عذیر بھی اسی کے سے طنزیہ انداز میں بولا تھا۔

"مجھے کیوں جلن ہو گی؟"

"یہ تو آپ سراسر جھوٹ بول رہی ہیں نا' بیوی بھی ہو اور وہ اپنا رنگ نہ دکھائے؟ ایسا ہو ہی نہیں سکتا' جیلسی تو بیویوں کی گھٹی میں شامل ہوتی ہے۔" عذیر لطف اندوز ہو رہا تھا زرقون کی بے ساختگی پہ۔

"گھر سے نکلنے سے پہلے ہی جھگڑا' میرا خیال ہے ہم نے باہر کیا جانا ہے اندر بیڈ روم میں ہی چلتے ہیں۔"

"عذیر۔" زرقون نے خفگی سے پکارا۔

"توبہ اب نہیں جانا' آپ اور زیادہ شک کریں گی۔" وہ کانوں کو ہاتھ لگاتا ہوا اندر کی طرف بڑھ گیا زرقون کو بہت غصہ آیا تھا پہلی بار اس کا حقیقتاً تھوڑی دیر کے لیے باہر نکلنے کو دل چاہا تھا اور وہ خود ہی

آفر کر کے خود ہی چلا گیا۔ وہ تملاتی ہوئی کچھ دیر بعد اس کے پیچھے آ گئی عذیر دونوں تکیے ایک ساتھ رکھے آرام دہ انداز میں بیڈ پہ نیم دراز تھا۔

"آپ بیڈ پہ کیوں؟" اس نے پہلا سوال ہی بے مروتی اور غصے سے کیا تھا۔

"کیوں میں اپنے بیڈ پہ سو بھی نہیں سکتا؟" وہ لاپروائی اور حیرت کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

"آج آپ کی باری نہیں ہے آپ رات کو بھی بیڈ پہ سوئے اس لیے آپ نے آج صوفے پہ سونا ہے۔" وہ دونوں باری سے بیڈ پہ سوتے تھے۔

"میں صوفے پہ نہیں سوؤں گا۔"

"کیوں؟"

"کیونکہ آج آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں۔"

"پیاری؟" زرقون اس کی تعریف پہ ٹھٹک گئی۔

"ہاں اسی لیے تو آپ کو واک پہ لے کر نہیں گیا کہ آتے جاتے لوگ آپ کو دیکھیں گے' جو مجھے گوارا نہیں ہے۔" اس نے توجیہہ پیش کی۔

"بہانا مت کریں۔"

"میں سچ بولوں یا جھوٹ' شک تو آپ کو پھر بھی رہے گا کیونکہ یہ تو بیویوں کی فطرت میں شامل ہے۔"

"آپ مجھے بہلائیں مت اور صوفے پہ جائیں' بیڈ خالی کریں۔" زرقون استحقاق سے کہہ رہی تھی۔

"آج تو میں بھی نہیں جانے والا۔" وہ مزید دراز ہو گیا تھا اور زرقون کو اس کے انداز پہ ہنسی آ گئی تھی۔ اس لیے اس نے رخ موڑ لیا تھا۔

"ٹھیک ہے میں ہی صوفے پہ سو جاتی ہوں۔" وہ صوفے کی طرف بڑھ گئی۔

"ارے نہیں نہیں آپ صوفے پہ کیوں سوئیں گی بھلا؟ آپ بھی بیڈ پہ ہی سوئیں گی آج آپ کی باری ہے۔" عذیر ایک ہی جست میں اس کے سامنے آ گیا تھا۔

"میری باری آپ چھین چکے۔" اس نے مصنوعی خفگی سے کہا تھا۔

"میں آپ کی باری کیوں چھیننے لگا بھلا؟ آپ بیڈ پہ سوئیے' شوق سے سوئیے لیکن بس اپنے پہلو میں مجھے بھی سونے کے لیے تھوڑی سی جگہ دے دیجیے' میں صوفے پہ سو سو کر تھک گیا ہوں' چار ماہ ہو چکے ہیں مجھے صوفے پہ سوتے ہوئے۔" وہ مظلوم سی شکل بنا کر بولا۔

"مجھے بھی چار ماہ ہو چکے ہیں صوفے پہ سوتے ہوئے۔" دونوں کا حساب برابر ہی تھا۔

"آپ صوفے پہ فٹ آ جاتی ہیں میں تو آدھا اوپر ہوتا ہوں اور آدھا نیچے اسی لیے زیادہ ڈسٹرب ہوتا ہوں۔"

"لیکن الگ الگ سونے کا آئیڈیا بھی تو آپ کا ہی تھا۔"

"تو یار اب اکٹھے سونے کا آئیڈیا بھی تو میرا ہے۔" عذیر نے لجاجت اختیار کی۔

"آپ اپنے کہے سے پیچھے ہٹ رہے ہیں۔" زرقون نے اسے جتایا۔

"کب پیچھے ہٹ رہا ہوں۔ بلکہ اپنا کہا پورا کر رہا ہوں۔"

"وہ کیسے؟" وہ خفگی سے بولی۔

"وہ ایسے کہ آج میرا لاسٹ پیپر تھا۔"

"کیا؟" عذیر نے اس کے قریب پٹاخہ پھوڑ دیا تھا وہ یکدم اچھل پڑی تھی۔

"جی!" وہ مسکرا کے بولا آج تو اس کا "جی" بھی ذومعنی سا تھا۔

"آپ۔۔۔ آپ نے بتایا تو نہیں تھا کہ آج آپ کا لاسٹ پیپر ہے؟۔"

"بس میں نے سوچا کہ رات کو آپ کو سرپرائز دوں گا۔" اس نے بازو پھیلا کر سر جھٹکا۔

"لیکن عذیر۔۔۔"

"اب لیکن ویکن چھوڑیے اب یہ دیکھیے کہ آپ کا پہلا ایگزام شروع ہو چکا ہے آپ کا ایڈمیشن تو پچھلے چار ماہ سے ہو چکا ہے بس اب کلاسز اٹینڈ کرنا باقی ہے۔" اس نے زرقون کو کلائی سے پکڑ کر اپنے قریب کر لیا تھا۔ زرقون کی نظریں جھک گئی تھیں۔

"میں نے آپ سے کہا تھا نا کہ جس روز میرا آخری پیپر ہو گا اس روز آپ کا پہلا پیپر ہو گا؟" وہ اس سے پوچھ رہا تھا لیکن زرقون شرم سے چپ تھی۔

"بتائیے نا اب کیا ارادہ ہے؟" عذیر نے اس کے دونوں ہاتھ دباتے ہوئے نرمی سے پوچھا تھا۔ زرقون چہرہ اونچا کر کے اسے دیکھنے لگی آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی وہ شخص اسے اپنی محبت اور اعتماد کی وجہ سے فرش سے اٹھا کر عرش پہ بٹھا چکا تھا اتنا بلند کہ وہ خود پہ ناز کرتی تھی۔

پچھلے چار ماہ سے وہ اس کے نکاح میں اور اس کی دسترس میں تھی کسی وقت بھی چاہتا تو اپنا حق وصول کر لیتا لیکن وہ بہکتے بہکتے بھی اپنے آپ کو سنبھال جاتا تھا اور آج اپنا حق بھی اس کی مرضی اور اس کی رضا سے مانگ رہا تھا زرقون دیکھتے ہی دیکھتے معتبر ہو گئی تھی۔

"آپ کے سامنے تو زرقون کا تن بھی حاضر ہے اور من بھی' ان دونوں چیزوں پہ صرف آپ کا حق ہے' آپ مالک و مختار ہیں جو جی چاہے کریں' میں سارے اختیار پہلے ہی آپ کو سونپ چکی ہوں آپ کو اجازت کیوں درکار ہے؟ اپنی چیز ہے آپ کو شرم کیسی؟ آپ کے چھونے سے تو میں پارس بن جاؤں' سہاگن ہو جاؤں گی۔"

وہ کہتے کہتے عذیر کے قریب آ گئی تھی اور اس کے سینے پہ سر ٹکاتے ہوئے اپنی تمام رضامندیوں سمیت اپنا آپ اسے سونپ دیا' عذیر یقیناً جواباً" اسے کچھ کہتا لیکن اس کی فسوں خیز قربت اور انوکھے اظہار نے مسحور کر دیا تھا سرشاری اور خمار اس کی رگ رگ میں بہنے لگا تھا اس نے زرقون کے وجود کو مضبوط اور استحقاق آمیز انداز میں باہنوں میں سمیٹ لیا تھا اس نے اتنے مہینے صبر کیا تھا اب اس صبر کا اجر تو اس کا حق تھا' اور اپنا حق وصول کرنے کے لیے یہ مہکتی رات بھی اس کے لیے کم تھی۔

* * *

وہ لڑکی فجر کی وقت ہوش میں آئی تھی اور اپنے قریب کرسی پہ بیٹھے عذیر کو دیکھ کر متوحش سی ہو گئی۔

"ریلیکس۔۔۔ ریلیکس۔۔۔ آپ کو گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ بالکل محفوظ ہیں کوئی آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔" عذیر نے اپنے تئیں اسے مطمئن کیا تھا۔

"آپ کون ہیں؟" وہ مشکوک اور سہمی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"میں وہی ہوں جس کی گاڑی سے آپ ٹکرائی تھیں۔" عذیر نے اسے یاد دلایا۔

"گاڑی سے؟" اس نے حیرت سے سوچا اور ذہن پہ زیادہ زور نہیں ڈالنا پڑا تھا کل کا پورا دن اور پورا واقعہ ذہن میں ایک دم روشن ہو گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کا رنگ فق ہو گیا تھا عذیر اس لڑکی کے چہرے کے تاثرات اور اتار چڑھاؤ نوٹ کر رہا تھا۔ وہ عجیب خوف اور دہشت کا شکار تھی گھبراہٹ اور بوکھلاہٹ اس کے ہر انداز سے عیاں تھی عذیر سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ معاملہ کیا ہے۔

"رات بھی گزر گئی؟" وہ آہستگی سے بولی۔

"جی رات گزر گئی اور رات یہاں کلینک میں گزری ہے آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔" عذیر اسے تسلی دے رہا تھا اتنے میں ڈاکٹر اصغر بھی اندر آ گئے وہ فجر کی نماز پڑھ کے آ رہے تھے۔ انہوں نے آتے ہی اس لڑکی کا چیک اپ کیا تھا اور اسے ڈسچارج کر دیا۔

"آپ انہیں لے جا سکتے ہیں" ڈاکٹر کی اجازت پہ عذیر چونک گیا۔

"لے جا سکتے ہیں مگر کہاں؟" وہ سوچ کے رہ گیا صبح پانچ بجے کا وقت تھا اور اس نازک وقت میں وہ اسے کہاں لے کر جاتا۔؟ ڈاکٹر اصغر کہہ کے چلے گئے تھے اور عذیر وہیں کا وہیں بیٹھا تھا۔

"یہ دوائیاں ہیں دو دن تک استعمال کرنی ہیں۔" نرس آ کر دوائیاں بھی تھما گئی تھی۔

اب تو وہاں اور ٹھہرنے کا سوال ہی نہیں اٹھتا تھا عذیر خاموشی سے کھڑا ہو گیا۔

"آئیے میرے ساتھ۔" اس نے اسے اشارہ کیا۔

"لیکن کہاں؟" وہ اب کسی پہ اعتبار کرنا چاہتی بھی تو نہیں کر سکتی تھی۔

"یہ تو مجھے بھی نہیں پتا کہ کہاں؟" وہ کندھے اچکا کے بولا۔

"میں نہیں جاؤں گی۔"

"نہیں جائیں گی تو لوگ شک کریں گے ڈاکٹرز اور نرسیں بھی مشکوک ہو جائیں گے۔" عذیر نے اسے حقیقت سے آگاہ کیا۔

اس نے چونک کر عذیر کو دیکھا وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا وہ تو پہلے ہی قتل کر کے بھاگی ہوئی تھی مزید مشکوک ہوتی تو سیدھی جیل جاتی' سو نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے ساتھ اٹھ کر باہر آ گئی تھی اس نے اپنی گاڑی کا فرنٹ ڈور کھول رکھا تھا وہ نقاہت سے لڑکھڑاتی ہوئی بمشکل تو پہنچ آئی اور گاڑی میں بیٹھ گئی۔ عذیر نے ڈور بند کیا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پہ آ گیا تھا۔

"آپ کا نام؟" اس نے گاڑی روڈ پہ ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"زرقون احمد۔"

"تو مس زرقون احمد کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ اس وقت آپ کہاں جانا پسند کریں گی؟ آپ کا گھر' آپ کا اتا پتا؟" وہ گاڑی کی اسپیڈ سلو رکھے ہوئے تھا۔ اس کے سوال پہ زرقون یکدم دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر تڑپ تڑپ کے رو پڑی تھی۔

"میں نے آپ سے آپ کے گھر کا پتا پوچھا ہے آنسوؤں کا پتا نہیں پوچھا۔" عذیر کو اب کوفت ہونے لگی تھی۔

"میرا کوئی گھر نہیں ہے' میرے ماں باپ مر چکے ہیں میں لاوارث ہوں۔" اس کی ہچکیاں بندھ گئی تھیں اور عذیر کی پیشانی پہ سلوٹیں پڑ گئیں۔

"پھر آپ کہاں جائیں گی؟"

"کہیں بھی چلی جاؤں آپ مجھے یہیں اتار دیں' کم از کم قبرستان جانے سے تو کوئی نہیں روک سکتا نا؟" وہ اپنے آنسو ہاتھوں سے رگڑ کر پونچھتے ہوئے بولی۔

"لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کا کوئی گھر نہ ہو؟ ابھی تک آپ کہاں رہ رہی تھیں؟" وہ تعجب سے پوچھ رہا تھا۔

"ابھی تک جس گھر میں رہ رہی تھی وہاں میری جان اور میری عزت محفوظ نہیں تھی اسی لیے اس گھر کو چھوڑ دیا۔" اس نے ضبط کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات کی۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ جس حالت میں رات آپ میری گاڑی سے ٹکرائی تھیں اس سے یہ تو نہیں لگ رہا تھا کہ آپ نے گھر چھوڑا ہے بلکہ یہ محسوس ہو رہا تھا کہ آپ ایمرجنسی میں گھر سے بھاگی ہیں نہ تو آپ کے سر پہ چادر تھی نہ ہی جوتے۔" اس نے زرقون کے پیروں کی سمت دیکھا جو ابھی بھی جوتوں سے عاری تھے زرقون نے فوراً پاؤں پیچھے کھینچ لیے تھے۔ لیکن اس طرح کرنے سے وہ حقیقت تو نہیں چھپا سکتی تھی نا؟

"ہاں میں واقعی گھر سے بھاگی ہوں لیکن اس طرح نہیں بھاگی جس طرح آپ سمجھ رہے ہیں' میں اپنی عزت اور اپنی جان بچانے کے لیے بھاگی ہوں' اگر گھر سے نہ بھاگتی تو میری بھابھی اپنا پلان ناکام ہونے کے غصے میں مجھے پولیس کے حوالے کر دیتیں۔"

اس نے کہہ ہی دیا وہ آخر کب تک جھوٹ بول سکتی تھی وہ بھی اس شخص کے ساتھ جو اس کی مدد کر رہا تھا۔

"پولیس کے حوالے مگر کیوں؟"

"کیونکہ میں نے ان کے کزن کو قتل کر دیا ہے۔" وہ اتنی بڑی بات اتنی آسانی سے کہہ گئی تھی کہ اسے خود بھی حیرت ہوئی تھی وہ اچانک کیسے بول گئی تھی۔؟

"قتل؟" عذیر کا پاؤں یکدم بریک پہ جا پڑا تھا وہ حیرت زدہ سا اس کی شکل دیکھ رہا تھا اور پھر رفتہ رفتہ زرقون نے سب بتانا شروع کر دیا تھا۔

* * *

آج کی صبح ان کے لیے بہت نئی' بہت انوکھی' بہت چمکیلی سی تھی زرقون شاور لینے کے بعد روٹین کے

مطابق نماز اور قرآن پاک پڑھنے کے بعد بیڈ روم سے نکل آئی تھی صبح سب کے لیے ناشتا وہی تیار کرتی تھی بس نوراں ساتھ ساتھ اس کی ہیلپ کروادیتی تھی۔ لیکن آج نوراں اپنے کوارٹر سے کچن میں آئی تو اس کے قدم ٹھٹک گئے زرقون کا نکھرا ستھرا روپ، نم آلود بال، نئے کپڑے اور خوش باش چہرہ بہت کچھ کہہ رہے تھے۔ آج اسے دیکھ کر لگ رہا تھا کہ وہ واقعی شادی شدہ لڑکی ہے اور ابھی ابھی اپنے شوہر کے پاس سے اٹھ کر آئی ہے۔

"ارے ماسی آپ کھڑی کیا دیکھ رہی ہیں یہ ذرا مجھے پیاز کاٹ دیجیے، عمیر بھائی کل آملیٹ کا کہہ رہے تھے۔" زرقون نے فریج سے انڈے نکالتے ہوئے کہا اور پیاز اور چھری ان کے سامنے رکھ دیے۔

"آج تو بوبی صاحب کے لیے بھی ناشتا بنانا ہوگا۔"

"کیوں بوبی صاحب کے لیے کیوں؟" زرقون کے ہاتھ تھم گئے تھے۔

"وہ رات سے آئے ہوئے ہیں گیسٹ روم میں سو رہے ہیں، سب کے ساتھ اٹھیں گے تو ناشتا تو کریں گے نا؟" نوراں نے انفارم کیا تھا۔

"لیکن رات کو کب آئے تھے؟ ہمیں تو پتا نہیں چلا؟"

"آپ رات کو جلدی سو گئے تھے کمرے کی لائیٹ بند تھی اسی لیے نہیں بتایا آپ کو۔" نوراں نے وجہ بتائی۔

"ہوں! ٹھیک ہے آپ اپنا کام کریں۔" وہ آہستگی سے کہہ کر کام میں لگ گئی اور نوراں پیاز کاٹنے لگی تھوڑی دیر بعد نوراں کو روحانہ بیگم نے بلایا اور وہ چلی گئی اس لیے زرقون کو اکیلے ہی سب کرنا پڑ رہا تھا۔

"گڈ مارننگ۔"

زرقون، عذیر کے لیے جوس بنا رہی تھی جب دروازے پہ آہٹ ہوئی اور پھر بوبی کی آواز سنائی دی۔

"السلام علیکم۔" زرقون نے اس کی طرف پلٹتے ہوئے اس کے گڈ مارننگ کا جواب سلام سے دیا تھا۔

"آپ اتنی جلدی اٹھ جاتی ہیں؟" وہ ٹراؤزر کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے بڑی سہولت سے چلتا ہوا اندر آگیا تھا۔

"جی! نماز پڑھنا ہوتی ہے اس لیے جلدی اٹھ جاتی ہوں۔" اس نے اپنی ناگواری دباتے ہوئے تمیز سے جواب دیا تھا۔

"اوہ گریٹ! آپ نماز بھی پڑھتی ہیں۔" وہ ستائش سے دیکھتا کرسی کھینچ کے بیٹھ گیا تھا۔

"میں اتنے دنوں سے یہی سوچ رہا تھا کہ عذیر اتنی آسانی سے اتنا کیوں بدل گیا ہے؟ لیکن آپ کو دیکھ کر پتا چلا کہ وہ کیوں بدل گیا؟ آپ جیسی شرمیلی، باحیا، سمجھ دار، خوبصورت اور جوان بیوی کسی کو بھی ملے تو بندہ بدل سکتا ہے، کوئی بھی مجنوں ہو سکتا ہے آپ کے لیے ..... آپ ماشاء اللہ چیز ہی ایسی ہیں بڑا خوش قسمت ہے عذیر! جسے بیٹھے بٹھائے آپ جیسا خزانہ مل گیا جس کی چمک دمک آنکھوں کو خیرہ کردیتی ہے۔" بوبی آہستگی سے کہتا اسے سرتاپا دیکھ بھی رہا تھا۔

"دیکھیے بوبی صاحب خوش قسمت وہ نہیں خوش قسمت تو میں ہوں جسے عذیر جیسا ہمسفر ملا ہے، عذیر برے نہیں ہیں بس وہ جس ماحول میں رہے ہیں وہ ماحول برا ہے انھیں اپنے آس پاس اپنے جیسا کوئی ملا ہی نہیں اور جب ملا تب وہ فوراً ہی اپنے گرد چڑھائے خول سے نکل آئے، ان کا مزاج، ان کے خیالات، ان کے احساسات آپ لوگوں سے بالکل ڈفرنٹ ہیں، زمین آسمان کا فرق ہے ان میں اور آپ لوگوں میں مجھے پاکر ان کے اندر کی کیفیات اور احساسات کو راستہ مل گیا ہے، میں یہ سب آپ کو اس لیے بتا رہی ہوں کہ تاکہ آپ کی غلط فہمی دور ہو جائے کہ عذیر برے تھے اور اب اچھے ہو گئے ہیں، بلکہ میں آپ کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ وہ پہلے بھی اچھے تھے وہ اب بھی اچھے ہیں بس اب فرق یہ ہے کہ ان کو خول نہیں چڑھانا پڑتا اس ماحول کے لوگوں جیسا بن کر رہنا چھوڑ دیا ہے انھوں نے، اور میرے لیے یہ بہت اچھی اور خوشی کی بات ہے کہ وہ اس ماحول کے رنگ میں مکمل طور پر رنگنے سے بچ گئے ہیں، وہ ایک پرفیکٹ پرسن ہیں اور مجھے ان پہ فخر

ہے۔" زرقون عذیر کے بارے میں بولنے پہ آئی تو بولتی چلی گئی تھی۔

"بہت ناز ہے اس پرفیکٹ پرسن پہ؟" بولی کا انداز استہزائیہ سا تھا۔

"خود سے بھی زیادہ ناز ہے ان پہ۔" زرقون نے بہت اعتماد سے کہا۔

"ناز ٹوٹ بھی جاتے ہیں مس زرقون صاحبہ۔"

"کند نہ توڑے تو نہیں ٹوٹتے۔" زرقون کا لہجہ مضبوط تھا۔

"دیکھیں گے۔" بولی کہہ کے باہر نکل گیا تھا اور زرقون اس کی بات پہ الجھتی رہ گئی تھی۔

* * *

وہ اس کی ساری کہانی سننے کے بعد تذبذب کا شکار تھا لیکن پھر بھی اسے اپنے ساتھ اپنے فلیٹ میں لے آیا تھا اس کا ضمیر اس لڑکی کو بیچ راستے میں چھوڑنے پہ آمادہ نہیں تھا اسے واقعی اس لڑکی کی باتیں ڈرامہ نہیں لگی تھیں اسی لیے وہ سوچ میں گم تھا بہرحال پھر بھی وہ اس لڑکی کو تھوڑا آرام کرنے کا موقع دے کر گھر آگیا تھا۔

صبح کے گیارہ بجے کا وقت تھا جب وہ گھر آیا تھا ماریہ فوراً ہی اس کے پیچھے اس کے بیڈ روم میں چلی آئی تھی۔

"کیا بنا اس لڑکی کا؟" وہ تفتیشی انداز میں پوچھ رہی تھی۔

"ڈسچارج ہوگئی ہے۔"

"تو اب کہاں ہے؟"

"میرے فلیٹ میں ہے۔"

عذیر اس وقت کالج میں پڑھتا تھا جب اس کے دو تین دوستوں نے شغل کے طور پہ اپنے الگ الگ فلیٹ لیے تھے اور اکثر ان فلیٹس میں وہ لوگ موج مستی کا پروگرام رکھتے تھے امیر ماں باپ کے بگڑے ہوئے فرزند تھے۔ ایڈونچرز کے لیے کچھ بھی کرسکتے تھے اور انہی کی دیکھا دیکھی عذیر کو بھی فلیٹ خریدنے کا شوق ہوا تھا اس کے ایک دوست کا کہنا تھا کہ گھر والوں سے چھپنے کے لیے فلیٹ ایک بہت اچھی جگہ ہے بندے کے راز محفوظ رہتے ہیں اور تب سے اب تک یہ فلیٹ اس کی ملکیت میں تھا جو واقعی کئی بار اس کے کام آیا تھا۔۔۔ جیسے آج۔۔۔!

"فلیٹ میں۔۔۔ مگر کیوں؟ اسے اس کے گھر بھیجتے' چلتا کرتے اسے۔" ماریہ کو غصہ آرہا تھا۔

"ماریہ میں ایک انسان ہوں اور دوسرے انسان کی مجبوری سننے اور سمجھنے کے باوجود اتنا بے حس اور بے رحم نہیں ہو سکتا' فی الحال وہ لڑکی کہیں بھی جانے کی پوزیشن میں نہیں ہے' ایک دو روز تک دیکھتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے؟" عذیر رات سے جاگا ہوا تھا اب کچھ دیر کے لیے آرام کرنا چاہتا تھا اسی لیے بیڈ روم کی سمت بڑھ گیا تھا۔

"ایک دو روز؟ یعنی تم اسے ابھی اور رکھنا چاہتے ہو؟" ماریہ غصے سے بولی تھی۔

"مجبوری ہے۔" وہ کہتے ہوئے بیڈ پہ اوندھے منہ لیٹ گیا تھا۔

"وہ کون ہے؟ معاملہ کیا ہے اس کا؟ کچھ پتا ہے تمہیں؟" وہ بیڈ کے قریب آگئی۔

"ابھی کچھ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کون ہے اور معاملہ کیا ہے؟ فی الحال میں اپنی نیند پوری کرلوں پھر جاکر پوچھوں گا۔" وہ غنودگی میں اتر رہا تھا۔

"نام کیا ہے اس کا؟" وہ جارحانہ انداز میں بولی عذیر کو اس کے انہی جارحانہ اندازوں سے چڑ اور کوفت ہوتی تھی وہ لڑکی کو لڑکیوں کے روپ میں ہی دیکھنا چاہتا تھا۔

"میں تم سے نام پوچھ رہی ہوں۔" وہ چیخی۔

"عذیر ہمدانی۔" وہ جیسے نیند سے بولا۔

"تمہارا نہیں اس کا۔"

"اس کا؟ ہاں زرقون احمد۔" اس نے آنکھیں کھولے بغیر کہا۔

"زرقون احمد۔" ماریہ دہرا کے بولی اور پھر وہاں سے باہر نکل گئی عذیر نے اسے گھر والوں کو بتانے سے منع

کیا تھا اب اگر وہ بتاتی بھی تو عذیر یقیناً" غصے میں آجاتا یا پھر ناراض ہو جاتا" لیکن ماریہ اسے ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اسی لیے خود پہ دو دن اور صبر کرنے کا خول چڑھا لیا۔ اور اگلے دو روز عذیر اس کے ہاتھ ہی نہ آیا وہ نجانے کہاں مصروف تھا۔

* * *

"مبارک ہو، مجھے جاب مل گئی ہے۔" عذیر کے ہاتھ میں اپائنٹمنٹ لیٹر تھا اور وہ سب سے پہلے اپنے بیڈ روم کی طرف بھاگا تھا۔

"سچ؟" زرقون کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا تھا۔

"سچ۔" عذیر نے شرارت اور جوش سے کہتے ہوئے زرقون کو بانہوں میں بھینچ کر گھما ڈالا تھا۔

"آپ کو بھی مبارک ہو۔" زرقون ہنستے ہوئے بولی۔

"میری یہ ساری کامیابیوں کا کریڈٹ تمہیں جاتا ہے۔" وہ ابھی بھی شرارت کے موڈ میں تھا۔

"مجھے۔ وہ کیسے؟"

"وہ ایسے کہ لاسٹ سمسٹر میں تم نے میرا بہت ساتھ دیا ہے، پہلے جتنے بھی سمسٹر گزرے میں انہیں لاپروائی سے لیتا رہا، لیکن اس بار اگلی پچھلی کسر پوری کر ڈالی تھی۔ کیونکہ اس بار میں زیادہ وقت گھر پہ گزارتا رہا ہوں اور زیادہ وقت گھر پہ گزارنے کی وجہ تم ہو۔" عذیر نے وجہ بتائی تو زرقون بے ساختہ کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔

"پھر اب تو مشکل ہو جائے گی؟" وہ چہرے پہ پریشانی سجاتے ہوئے بولی۔

"کیسی پریشانی؟"

"یہی کہ اب بھی آپ کا یہی دل چاہے گا کہ آپ گھر پہ رہیں۔"

"آف کورس یار۔" وہ فوراً بولا۔

"تو پھر جاب کون کرے گا؟ یہ لیٹر کس کام کا؟" وہ مصنوعی خفگی سے گھورتے ہوئے بولی تھی کہ عذیر اس کی بات کا مطلب سمجھ کے مسکرا دیا تھا۔

"بتائیے کیا کریں گے؟"

"آف کورس یار آفس سے چھٹی کا انتظار کیا کروں گا اور ہر ویک اینڈ پہ سنڈے کا انتظار اور ہر صبح ہوتے ہی شام کا انتظار کیا کروں گا جب تم سے ملنے کے اور گھر پہ رہنے کے چانسز ہوا کریں گے۔" اس نے سکون سے حل بتایا۔

"ماشاء اللہ اپنے انتظار کی کیسی اچھی سیٹنگ کی ہے آپ نے۔" زرقون نے سراہا تھا۔

"تمہارے ساتھ سیٹنگ اللہ نے کروا دی، یہ سیٹنگ تو خود ہی کرنی پڑے گی نا۔؟" عذیر باتوں باتوں میں اس کے قریب جھک آیا تھا لیکن زرقون ایک پل میں اس کا ارادہ بھانپتے ہوئے بدک کے دور ہو گئی تھی۔

"یہ کیا طریقہ ہے۔؟" وہ خفگی سے بولا۔

"آپ کا بھی تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔" وہ مسکراتی ہوئی باہر نکل گئی۔

"زرقون۔" وہ پیچھے سے اونچی آواز میں پکارا۔ اور چند سیکنڈ بعد زرقون نے دروازہ کھول کے دوبارہ اندر جھانکا۔

"یہ خوشخبری آنٹی اور انکل کو بھی جا کر سنا دیں، بعد میں پتا چلا تو برا لگے گا ان کو۔" اس نے سمجھداری سے کام لیتے ہوئے کہا تھا۔

"پہلے تمہیں تو سناؤں۔" عذیر نے لپک کے اس کی کلائی دبوچی لیکن وہ فوراً ہی ہاتھوں سے پھسل بھی گئی تب اسے جکڑنے کے لیے عذیر نے اسے بانہوں میں بھینچ کر اندر کھینچ لیا تھا اور زرقون کی ہنسی چھوٹ گئی اس کے ساتھ ہی اپنی حرکت پہ عذیر بھی قہقہہ لگا کے ہنس پڑا تھا اور یونہی ہنستے ہنستے اس نے گستاخی کر ڈالی زرقون شرم سے بلش ہو گئی تھی۔

"عذیر وہ بولی تمہیں ـــ" ماریہ اچانک دروازہ کھول کر بولتی ہوئی اندر داخل ہوئی تھی لیکن اس کے قدم جیسے راستے میں ہی پتھر کے ہو گئے تھے زرقون، عذیر کی بانہوں میں کھلکھلا رہی تھی اور عذیر ـــ!

ماریہ پاؤں سے لے کر سر تک جلی تھی چہرہ دھواں

دھواں ہو گیا تھا۔

عذیر، زرقون کے گرد سے بازو ہٹاتے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"کیا بات ہے؟"

"بوبی بلا رہا ہے تمہیں۔" وہ کہہ کے پلٹ گئی۔

"کسی کے بیڈ روم میں بغیر اجازت کے اور بغیر دستک کے جانا مینرز کے خلاف ہے۔" عذیر کی ناگوار سی آواز سنائی دی تھی۔

"یہ کسی کا نہیں تمہارا بیڈ روم ہے۔" وہ چبا کے بولی۔

"یہ میرا ہی نہیں میری بیوی کا بھی بیڈ روم ہے۔" وہ کچھ جتا کر بولا تھا۔

"عذیر پلیز جانے دیجیے اسے خیال نہیں رہا۔" زرقون کو عذیر کا کسی کے ساتھ بھی الجھنا اچھا نہیں لگتا تھا۔

"اسی لیے تو یاد دلایا ہے کہ آئندہ خیال رکھے۔" عذیر کی بات پہ سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی ماریہ کمرے سے نکل گئی تھی زرقون کو پریشانی ہونے لگی جبکہ عذیر لاپروائی سے سر جھٹک کر بوبی کے پاس نیچے آگیا۔ بوبی کو کراچی میں کوئی کام تھا اسی لیے وہ اتنے دنوں سے یہیں ٹھہرا ہوا تھا۔

☼ ☼ ☼

"مبارک ہو آپ قاتل کہلانے سے بچ گئی ہیں۔" عذیر نے آتے ہی خوشی کا اظہار کیا تھا وہ پچھلے تین چار روز سے یونیورسٹی میں بزی تھا اور کل سے زرقون کے مسئلے کے لیے کچھ پوچھ گچھ کرتا پھر رہا تھا وہ سراغ لگاتے لگاتے زرقون کے محلے میں پہنچ گیا اور خود کو صحافی ظاہر کر کے اس نے ایک دکاندار سے سارے محلے کی روداد پوچھی تھی اور یوں زرقون کا گھر اور قصہ بھی زیر بحث آیا تھا۔ اس دکاندار نے زرقون کے کردار کو سراہا تھا اور وہی کچھ بتایا جو زرقون نے بتایا تھا اور ساتھ میں یہ بھی خبر ملی کہ جبران نامی اوباش لڑکا محض زخمی ہوا تھا قتل نہیں۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟" زرقون نا سمجھی سے پوچھ رہی تھی۔

"میں کہہ رہا ہوں کہ وہ جبران زندہ ہے اس کے سر میں بس گہری چوٹ آئی تھی جس کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا تھا۔ بروقت طبی امداد ملنے کی وجہ سے اس کی جان بچ گئی۔ لہٰذا آپ قاتل نہیں ہیں اور آپ کو چھپنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔" وہ آج اس کے لیے خوشخبری لے کر آیا تھا۔

"آپ سچ کہہ رہے ہیں؟"

"میرا اور آپ کا مذاق بنتا ہے کیا۔" وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

"تو پھر آپ۔ آپ مجھے فیاض بھائی کے پاس لے جائیے میں انہیں سب سچ اور حقیقت بتاؤں گی پلیز مجھے لے چلیے، جہاں آپ نے مجھ پہ اتنے احسان کیے ہیں وہاں ایک اور سہی پلیز۔" وہ خود کو آزاد اور ہلکا پھلکا محسوس کرتے ہوئے بے چین ہو گئی تھی۔

"پہلے آپ پوری بات تو سن لیں۔" عذیر نے رسانیت سے کہا۔

"پوری بات؟" وہ ٹھٹک گئی۔

"ہاں دراصل آپ کی بھابھی نے آپ کے بارے میں کوئی اور افواہ اڑا رکھی ہے۔"

"افواہ؟ پلیز عذیر صاحب بتائیے نا کیا معاملہ ہے؟" اسے اب گھبراہٹ سے ہول اٹھنے لگے تھے۔

"یہی کہ آپ کا کسی کے ساتھ چکر چل رہا تھا گھر پہ کسی کو بھی موجود نہ پا کر آپ اپنے آشنا کے ساتھ گھر سے زیور اور نقدی لے کر بھاگ رہی تھیں کہ اچانک جبران آگیا جس کو راستے سے ہٹانے کے لیے آپ لوگوں نے اسے زخمی کر دیا بلکہ جان سے مارنے کی کوشش کی اور خود بھاگ گئیں۔" عذیر نے تفصیل سنائی اور زرقون ساکت رہ گئی۔

"اب کیا خیال ہے آپ کا؟ کیا اب بھی آپ جائیں گی۔" عذیر کوک کا ٹن کھولتے ہوئے منہ سے لگا چکا تھا۔ پھر سوالیہ انداز میں اسے دیکھا تھا۔

"ہوں! ہاں۔ مم۔۔۔ میں جاؤں گی کم از کم فیاض

بھائی کو تو پتا چلے کہ کیا ہوا ہے؟" وہ جانے پہ بضد تھی۔

"او کے تیم میرا کام تھا آپ کو منزل تک پہنچانا اور آپ کا ساتھ دینا' ویسے بھی آپ اس فلیٹ میں بھلا کب تک رہ سکتی ہیں۔" وہ ٹن خالی کرتے ہوئے بولا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا زرقون گھٹ گھٹ کے نہیں مرنا چاہتی تھی ایک بار سب کے سامنے بولنا چاہتی تھی دس دن ہو گئے تھے اسے یہاں رہتے ہوئے ایک نہ ایک دن تو یہاں سے نکلنا ہی تھا کوئی انجام بھی تو ہونا ہی تھا۔ سو وہ انجام آج ہی سہی!

"آپ مجھے گھر چھوڑ دیجیے۔" اس نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے چادر اوڑھی اور فیصلہ کن انداز میں کہا تھا عذیر اسے اپنے ساتھ اپنی گاڑی تک لے آیا اور کچھ ہی دیر بعد وہ زرقون کے گھر کے سامنے تھے عذیر نے ہی ہاتھ بڑھا کر دستک دی تھی زرقون ایک بار اندر سے لرز گئی تھی وہ اتنے دنوں بعد فیاض بھائی کا سامنا کرنے والی تھی اور جیسے ہی انہوں نے دروازہ کھولا وہ تینوں لوگ اپنی اپنی جگہ پہ ٹھٹھر سے گئے تھے۔

"السلام علیکم۔" عذیر نے ان سے مصافحہ کرنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا لیکن انہوں نے عذیر کے ہاتھ کو دیکھنا بھی پسند نہیں کیا تھا۔

"کون ہے فیاض! آپ باہر کے باہر ہی رک گئے؟" اندر سے شمائلہ بھابھی کی آواز سنائی دی۔

"میری بہن آئی ہے' منہ کالا کرا کے۔" فیاض احمد نے زہر اگلا۔ اور دوسرے ہی لمحے شمائلہ بھابھی کمرے سے باہر تھیں۔

"ارے تم؟" شمائلہ اسے کسی امیر کبیر ہینڈسم اور خوبصورت لڑکے کے ساتھ دیکھ کر ہکا بکا رہ گئی۔

"بھائی آپ کیا کہہ رہے ہیں؟" زرقون کو پتا تو تھا لیکن پھر بھی ان کے منہ سے سن کر شاک لگا تھا۔

"میں غلط کہہ رہا ہوں کیا؟ کم بخت' حرام خور اگر اسی یار کے ساتھ بھاگنا تھا تو مجھے کہتی میں تجھے اس کے ساتھ دفع کر دیتا' ماں باپ کے نام پہ دھبا لگانے کی کیا ضرورت تھی۔؟" وہ غصے اور حقارت سے دانت پیس کر کہہ رہے تھے۔

"آپ ہوش میں تو ہیں فیاض صاحب؟ میں آپ کی بہن کو جانتا نہیں ہوں چند روز پہلے ہی میری گاڑی سے ٹکرائی تھیں اور میں انہیں ہاسپٹل لے گیا' بس اس سے آگے میرا اور ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے' میں آپ کی امانت آپ کے گھر چھوڑنے آیا ہوں۔"

"میری امانت؟ ہونہہ یہ بد چلن بہن؟ یہ میری کوئی امانت نہیں ہے لے جاؤ اسے وہاں ہی جہاں یہ دس دن گزار کے آئی ہے' دفع ہو جاؤ تم دونوں اس سے پہلے کہ تم دونوں کو گولی مار کر میں خود پھانسی چڑھ جاؤں۔" فیاض احمد بھڑک اٹھے تھے ان کی آواز پہ پورا محلہ اکٹھا ہو گیا تھا۔

"دیکھیے فیاض صاحب آپ کی بہن کا دامن بے داغ ہے وہ پاکیزہ ہیں آپ خوامخواہ شک کر رہے ہیں۔"

"اس کا دامن داغ دار ہے یا بے داغ' وہ پاکیزہ ہے یا ناپاک مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔ بس میں یہ جانتا ہوں کہ اس نے تمہارے ساتھ منہ کالا کیا ہے اور یہ تمہارے ساتھ ہی جائے گی میں اسے اب اپنے گھر میں نہیں رکھ سکتا' میرے گھر کے دروازے بند ہیں اس کے لیے" وہ بولتے ہوئے کف اڑا رہے تھے عذیر نے بہت احتجاج کیا زرقون نے بہت سی صفائیاں دیں اپنا یقین دلایا لیکن وہ بھی آخر فیاض احمد تھے اپنی ضد اور شک پہ مر جانے والے۔

"دیکھ کیا رہے ہو؟ اگر مرد ہو تو اپنے قدموں پہ قائم رہو۔" بس یہ ان کا ایک ایسا وار تھا جس نے عذیر کو ڈٹ جانے پہ مجبور کر دیا تھا وہ سب بھول گیا کہ اس کی اس حرکت سے اس کے گھر والوں کا کیا ری ایکشن ہو گا' اسے صرف یاد تھا تو اتنا کہ کسی نے اس کی مردانگی کو للکارا ہے اور اب وہ پیچھے نہیں ہٹ سکتا سو اس نے پورے محلے کے سامنے زرقون کو اپنی عزت' اپنی بیوی بنا لیا تھا لیکن جاتے جاتے فیاض احمد کے پاس رکنا نہیں بھولا تھا۔

"فیاض صاحب! میں نے اپنی پوری زندگی میں آپ جیسا بے وقوف مرد نہیں دیکھا جس کو اس کی بیوی اندھے بیل کی طرح جس طرف بھی ہانکتی ہے' وہ

چل پڑتا ہے یہ بھی نہیں دیکھتا کہ اس کو ہانکنے والا خود کتنے پانی میں ہے؟ اچھے برے کی پہچان نہیں ہے آپ کو، جہاں شک کرنا چاہیے وہاں یقین ہے آپ کو اور جہاں یقین کرنا چاہیے وہاں شک کر رہے ہیں۔" عذیر نے شائلہ بھابھی کو قہر آلود نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"مجھے اس لڑکی سے ملے ہوئے دس دن ہوئے ہیں، لیکن پھر بھی میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ لڑکی بدچلن یا داغ دار نہیں ہے، اس کا کردار صاف ہے اور آپ..... آپ اس کے بھائی ہو کر بھی اسے پرکھ نہیں سکے کہ آپ کی بہن کیسی ہے؟ نیک یا بد؟ بس سنی سنائی بات پہ یقین کرتے ہیں؟ ہونہہ فیاض صاحب بیویوں کی بات ماننا اچھی بات ہے، لیکن بیوی کی بات پہ آنکھوں پہ پٹی باندھ لینا اچھی بات نہیں ہے، اسی پٹی کی وجہ سے تو آپ کو اپنی بیوی کے کرتوت نظر نہیں آ رہے؟ جس روز یہ پٹی اتر جائے اس روز مجھ سے ضرور ملیے گا، اللہ حافظ۔" عذیر ان کا کندھا تھپکی سے تھپک کر زرقون کو ساتھ لیے وہاں سے نکل آیا تھا۔ اس نے سب سے پہلے اس سے نکاح کیا۔

وہ چاہتا تو اسے فلیٹ میں بھی رکھ سکتا تھا، لیکن کب تک رکھتا ایک نہ ایک دن تو سب ظاہر ہوتا ہی تھا سو اس نے فیصلہ کیا اور گاڑی اپنے گھر کی سمت موڑ دی تھی جہاں کئی اور مصیبتیں منہ کھولے کھڑی تھیں اور زرقون ان مصیبتوں کا منہ بند کرنے کے لیے ہمہ وقت گھر والوں خصوصاً" روحانہ بیگم کو خوش کرنے کے جتن میں لگی رہتی تھی، ان کا ہر حکم، ہر کام کرنے کے لیے تیار رہتی تھی۔

* * *

"زرقون بیٹا کہاں جا رہی ہو؟" وہ سیڑھیاں چڑھ رہی تھی جب پیچھے سے روحانہ بیگم کی آواز سنائی دی۔

"آنٹی وہ عذیر آنے والے ہوں گے، میں چینج کرنے جا رہی ہوں، انہیں میرے لہسن اور پیاز کی مہک والے کپڑوں سے چڑ ہوتی ہے۔"

"او کے اچھی بات ہے، تم چینج کر کے جلدی نیچے آؤ مجھے تم سے کوئی ضروری بات کرنی ہے۔" انہوں نے بے نیازی سے کہا۔

"جی ابھی آتی ہوں۔" زرقون اوپر آ گئی، اس نے شاور لے کر کپڑے چینج کیے، ہلکی پھلکی جیولری پہنی، بڑا سا دوپٹہ اوڑھا اور نیچے آ گئی۔

عذیر کی آفس سے واپسی سے پہلے یہ اس کی روٹین تھی کہ وہ دن بھر کے میلے، ملگجے شکن آلود کپڑے اتار کر دوسرے پہن لیتی تھی اور عذیر اسے فریش چہرے کے ساتھ دیکھ کر سرشار ہو اٹھتا اور اس کی سرشاری کے لیے وہ روزانہ یہ اہتمام کرتی تھی اور ابھی بھی اس نے یہ ہی اہتمام کیا ہوا تھا۔

"جی آنٹی کیا بات ہے؟" وہ اپنا دوپٹہ درست کرتی ہوئی ان کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

"بیٹھو بیٹا۔" انہوں نے اپنے قریب بیڈ پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔

"جی۔" وہ ان کے پاس بیڈ کے کنارے ٹک گئی۔

"میں سوچ رہی تھی کہ تمہارے پاس ابھی تک کوئی زیور نہیں ہے، نہ گولڈ کا، نہ ڈائمنڈ، اس لیے میرا ارادہ ہے کہ تم کل میرے ساتھ مارکیٹ چلو اور میں تمہیں تمہاری پسند کی جیولری دلا دوں۔" انہوں نے بہت اپنائیت اور چاؤ سے کہا تھا۔

"ارے نہیں آنٹی ایسی بھی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے، مجھے جیولری کا ذرا بھی شوق نہیں، بس کبھی کبھار عذیر کی پسند پہ پہن لیتی ہوں، چند روز پہلے عذیر بھی کہہ رہے تھے کہ ان کی سیلری ملے گی تو وہ میری جیولری بنوائیں گے، لیکن میں نے ان کو بھی منع کیا تھا۔" زرقون نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بیٹا یہ جیولری شوق نہیں عزت ہے، تم ہمدانی فیملی کی بہو ہو، ملنے ملانے والی عورتیں دیکھیں تو کیا سوچیں گی؟" انہوں نے وجہ بتائی زرقون جواباً" کیا کہتی؟

"لیکن آنٹی جیولری پہ اتنا پیسہ....."

"ارے پیسے کو گولی مارو، میں خود اپنے اکاؤنٹ سے

تمہیں سب کچھ لے کر دوں گی، پھر عذیر اور عذیر کے پاپا بھی تمہارے لیے جیولری بنوائیں گے۔" انہوں نے زرقون کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دباتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو آنٹی، تھینک یو سو مچ۔" زرقون ان کے خلوص پہ بے پناہ خوش ہوئی تھی، ورنہ جیولری کا تو اسے واقعی کوئی شوق نہیں تھا۔

"ٹھیک ہے، پھر کل تیار رہنا۔" انہوں نے اسے یاد دہانی کے لیے کہا۔

"ٹھیک ہے آنٹی۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور ابھی دروازے تک پہنچی ہی تھی کہ روحانہ بیگم نے پکار لیا۔

"سنو..."

"جی آنٹی؟" وہ فوراً پلٹی۔

"وہ بوبی کی طبیعت خراب ہے صبح سے گیسٹ روم میں پڑا ہے، اس سے ذرا کھانے پینے کا پوچھ لو بعد میں عذیر آگیا تو تم اس کے ساتھ بزی ہو جاؤ گی اور تمہیں ٹائم نہیں ملے گا، میں نے رات کو ایک پارٹی میں جانا ہے، اس لیے تھوڑی دیر آرام کرنے لگی ہوں۔" انہوں نے نارمل سے انداز میں اسے کام کہا تھا۔

"اوکے میں دیکھتی ہوں۔" مجبوراً اسے ہامی بھرنا پڑی اور سر ہلا کر کمرے سے باہر نکل گئی۔ اس نے راہ داری سے گزرتے ہوئے کلاک کی سمت دیکھا۔ عذیر کی واپسی میں بس پانچ، دس منٹ ہی باقی تھے۔ وہ تیز قدموں سے چلتی ہوئی گیسٹ روم کی طرف آگئی اور ابھی اسے گیسٹ روم میں داخل ہوئے دو سیکنڈ ہی ہوئے تھے کہ یک دم گیسٹ روم کا دروازہ بند ہو گیا اور شور مچ گیا۔

"چھوڑو زرقون یہ کیا کر رہی ہو؟ زرقون چھوڑو مجھے۔ تم... تم پاگل ہو گئی ہو۔" بوبی بلند آواز سے زور زور سے بول رہا تھا، روحانہ بیگم بڑی تیزی سے اپنے کمرے سے نکلی تھیں، اتنے میں دو، تین ملازم بھی بھاگتے ہوئے آ گئے۔

"دروازہ کھولو بوبی... زرقون دروازہ کھولو۔" روحانہ بیگم نے دروازہ پیٹ ڈالا تھا۔

"زرقون ہوش میں آؤ... تم جانتی ہو تم کیا کر رہی ہو؟" بوبی کی آواز کافی گھبرائی اور بوکھلائی ہوئی تھی تب تک عذیر بھی راہداری عبور کرتا ہوا اندر آگیا تھا۔

"زرقون کیا کر رہی ہو تم دروازہ کھولو۔" روحانہ بیگم باہر کھڑی چلا رہی تھیں اور عذیر اس سچویشن پہ ہکا بکا رہ گیا تھا۔

"عذیر..." زرقون اندر سے چیخی تھی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟ اندر کون ہے؟" عذیر قریب آگیا۔

"اندر بوبی اور زرقون ہیں۔" روحانہ بیگم نے جس انداز میں کہا عذیر کی پیشانی پہ بل پڑ گئے تھے۔

"زرقون دروازہ کھولو۔" عذیر نے دروازہ پیٹا۔

"عذیر پلیز مجھے... مجھے بچائیں عذیر۔" وہ چیخ رہی تھی۔

"بوبی میں کہہ رہا ہوں دروازہ کھولو۔"

"زرقون چھوڑو مجھے دروازہ کھولنے دو۔ چھوڑو پیچھے ہٹو۔"

بوبی نے کہتے کہتے دروازہ کھول دیا تھا اور اگلے ہی پل وہ دونوں سامنے تھے بوبی کی شرٹ پھٹی ہوئی تھی سینے، گردن اور چہرے پہ خراشوں کے نشان تھے جبکہ زرقون کا سجا سنورا حلیہ بالکل درست تھا بس ڈوپٹہ بے ترتیب ہو رہا تھا۔

"یہ کیا کیا ہے تم نے؟" روحانہ بیگم نے بوبی کے سینے پہ پڑنے والی خراشوں سے رستا ہوا خون دیکھا تو غصے سے بھنا گئی تھیں۔

"میں نے کچھ نہیں کیا آنٹی یہ... یہ جھوٹ بول رہا ہے ڈرامہ کر رہا ہے۔" وہ شدت غم سے چیخ اٹھی تھی۔

"بل شٹ۔" روحانہ بیگم نے پلٹ کر اس کے چہرے پہ تھپڑ دے مارا تھا۔

"گھٹیا، نیچ ذات، بد چلن اپنے گندے کرتوتوں کا الزام اس پہ لگاتی ہے؟" روحانہ بیگم نے بھی شائلہ بھابھی جیسا رول لے لیا تھا زرقون پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتی رہ گئی وہ ایک بار پھر کسی کو پہچاننے میں غلطی

کر گئی تھی وہ ایک بار پھر ان گھاگ عورتوں کے جال میں آگئی تھی ایک بار پھر اس کا کردار شک اور یقین کے درمیان ڈول رہا تھا۔

"میری تو صبح سے طبیعت ہی ٹھیک نہیں تھی میں بیڈ پہ لیٹا تھا کہ یہ میرے کمرے میں آگئی پہلے میرا حال چال پوچھتی رہی پھر ہاتھ پکڑ کر میرے پاس بیٹھ گئی میں حیران پریشان ہو گیا کہ یہ کیا کر رہی ہے؟ اور میں نے اٹھنے کی کوشش کی کہ یہ میرے گلے پڑ گئی تھوڑی دیر کی قربت کے لیے واسطے دینے لگی جب میں نے انکار کیا تو یہ جنونی ہو گئی۔" بوبی اپنی من گھڑت اسٹوری سنا رہا تھا اور پھر عذیر کی سمت پلٹا۔

"ایم سوری عذیر یہ تمہاری بیوی ہے اسی لیے ہم آج تک اس کی عزت کرتے رہے لیکن یہ عزت کے قابل نہیں ہے یہ بدچلن' بدکردار اور داغ دار عورت ہے یہ تمہارے قابل۔۔۔۔"

"چٹاخ۔" عذیر کا بھاری ہاتھ پوری قوت سے بوبی کے چہرے پہ پڑا اور نشان چھوڑ گیا تھا اور ایک تھپڑ سے لڑکھڑا کر بوبی سنبھلا ہی تھا کہ اس نے دوسرا تھپڑ بھی دے مارا تھا۔

"ایک تھپڑ تمہارے جھوٹ اور ڈرامے کے لیے ہے اور دوسرا تھپڑ میری بیوی پہ الزام لگانے کے لیے ہے اور اس سے آگے ایک لفظ بھی کہا تو زبان کھینچ کر ہتھیلی پہ رکھ دوں گا۔" عذیر غیض و غضب سے بھر چکا تھا اس کی آنکھوں سے شعلے لپک رہے تھے۔

"پاگل ہو گئے ہو تم؟ تمہیں دکھائی نہیں دیتا کہ یہ کرتوت کس کا ہے؟ اس گھٹیا دو ٹکے کی کمینی نے اپنا رنگ تو دکھانا ہی تھا پہلے تمہیں پھانسا اور اب میرے بھانجے کو؟ میں تو سمجھی تھی چلو اسے قبول کر لیتے ہیں تو شاید یہ کچھ بہتر ہو جائے لیکن سانپ' ہمیشہ سانپ ہی رہتا ہے چاہے اسے ہاتھوں سے دودھ پلاؤ' ڈسنے سے باز نہیں آتا۔"

"دیکھیے مام بہتری اسی میں ہے کہ آپ بھی اپنے دائرے میں رہیں ورنہ میں اس وقت کچھ بھی کر سکتا ہوں۔" وہ دھاڑ اٹھا تھا۔

"ہم پہ کیوں چیخ رہے ہو پہلے اپنی چہیتی سے تو پوچھ لو۔"

"مجھے کسی سے کچھ بھی پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میری بیوی بے داغ ہے' بے داغ ہے' بے داغ ہے' بس اور کچھ سننا چاہتی ہیں آپ؟" وہ چیخ چیخ کے بولا تھا زرقون کھڑے کھڑے فرش سے عرش پہ پہنچ گئی تھی۔

"مجھے شروع سے ہی آپ کی نوازشات پہ شک تھا مجھے ہر وقت اندر ہی اندر دھڑکا لگا رہا تھا کہ آپ زرقون پہ اتنی فدا کیوں ہیں؟ مجھے نہیں پتا تھا کہ آپ اپنا پلان تیار کر رہی ہیں' اگر زرقون نے یہ سب کرنا ہی تھا تو اس وقت کیوں کیا؟ پورا دن میں گھر سے باہر ہی تو تھا وہ تب بھی تو کر سکتی تھی؟ عین ٹائم پہ یہ سب ہونا تھا؟" وہ روحانہ بیگم کو جتا رہا تھا اتنے میں عمیر' نوشابہ بھابھی اور ماریہ بھی پہنچ گئے تھے' سبھی بوبی کے طرف دار تھے اور وہ اکیلا زرقون کا طرف دار تھا۔

"ہر مرد فیاض احمد نہیں ہوتا میں بھی فیاض احمد نہیں ہوں مجھے بے وقوف بنانا آسان نہیں ہے تم جیسے دس بوبی اور بھی آجائیں تو مجھے بدظن اور بدگمان نہیں کر سکتے' میری بیوی کا کردار اور چال چلن کیسا ہے یہ مجھ سے بہتر اور کون جان سکتا ہے؟ آئندہ اگر کوئی پلان بنائیں تو سوچ سمجھ کر بنایئے گا یا تو خود کو گولی مار دوں گا یا پھر آپ کے ان چہیتوں کو۔۔۔۔" وہ ماریہ اور بوبی وغیرہ پہ نظر ڈال کے زرقون کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اوپر چلا گیا تھا۔

"پیکنگ کرو اپنی' میں یہ گھر آج اور اسی وقت چھوڑ رہا ہوں۔" اس نے زرقون کو حکم دیا۔

"لیکن عذیر یہ غلط ہے' گھر چھوڑنے کی کیا ضرورت ہے؟" زرقون تیار نہیں تھی۔

"کیوں کیا اپنی عزت کے لیے تم نے گھر نہیں چھوڑا تھا؟" وہ الٹا اس سے پوچھ رہا تھا۔

"چھوڑا تھا لیکن ضروری نہیں کہ آپ بھی۔۔۔۔"

"زرقون تم میری عزت ہو اور میں اپنی عزت کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہوں بے شک مجھے تم پہ اعتماد ہے

لیکن مجھے اپنے گھر والوں پہ کوئی اعتبار نہیں ہے یہ ہوس زدہ' بے حس لوگ کچھ بھی کر سکتے ہیں' تمہیں نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں اس لیے بہتر ہے کہ تم اپنے الگ گھر میں رہو۔" عمر نے فیصلہ کر لیا تھا اور اپنی بات اپنے فیصلے سے وہ ذرا کم ہی پیچھے ہٹتا تھا۔

زرقون نے بہت کوشش کی تھی روکنے کی' لیکن وہ تیار نہیں تھا' وہ جانتا تھا کہ ماریہ ان کو زرقون کے حوالے سے سب کچھ بتا چکی ہے اسی لیے وہ زرقون سے اور بھی خار کھانے لگے تھے اسی لیے اس نے معاملہ ہی ختم کر دیا تھا وہ روز روز کوئی تماشا نہیں لگوانا چاہتا تھا لہٰذا سب سے کنارا اختیار کر لیا تھا۔

* * *

فیاض احمد کی پچھلے چار پانچ دن سے طبیعت خراب تھی وہ آفس سے مسلسل چھٹیاں کر رہے تھے لیکن آج وہ تھوڑی ہمت کر کے جانے کے لیے تیار ہو ہی گئے تھے۔

"اچھی بات ہے آپ کو آفس جانا چاہیے' آفس جانے سے آپ کا دل بہل جائے گا۔" شمائلہ ان کے آفس جانے کا سن کر بہت خوش ہوئی تھی۔

"ہوں! میرا بھی یہی خیال ہے۔" وہ آہستگی سے بولے اور بالوں میں کنگھی پھیر کر باہر نکل آئے۔

"کیا بات ہے شمائلہ' تم پچھلے کئی دن سے پریشان نظر آ رہی ہو؟ خیریت تو ہے نا؟ تمہارے امی ابو کے گھر میں سب خیریت ہے؟" فیاض احمد بیوی سے بڑی اپنائیت سے پوچھ رہے تھے؛ انہیں ان کے چہرے کی پریشانی کبھی زندگی میں بھی نظر نہیں آئی تھی لیکن بیوی کے لیے وہ خود پریشان ہو رہے تھے۔

"بس وہ امی وغیرہ سے ملنے جانا تھا آپ ٹھیک ہو جائیں پھر چلی جاؤں گی۔"

"ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی۔" وہ کہہ کے گھر سے نکل گئے لیکن ان کی طبیعت اتنی خراب تھی کہ وہ نقاہت کی وجہ سے زیادہ دیر آفس میں کام نہ کر سکے۔ ان کے باس نے چھٹی دے کر گھر بھیج دیا تھا وہ دو گھنٹے بعد ہی واپس آ گئے تھے لیکن اپنے گھر کا دروازہ کھلا دیکھ کر ٹھٹک گئے اور آہستگی سے چلتے اندر آ گئے۔

"دیکھو جبران' فیاض آج بڑی مشکلوں سے آفس گئے ہیں ہو سکتا ہے طبیعت کی وجہ سے جلدی واپس آ جائیں خدا کے لیے تم نکلو یہاں سے' میں امی کے گھر آ کر تم سے بات کروں گی۔" یہ شمائلہ کی آواز تھی۔

"آتے ہیں تو آ جائیں مجھے اب کوئی ڈر نہیں ہے' تم نے زرقون کا لالچ دے کر مجھ سے سونا ہڑپ کیا' پیسے ہڑپ کیے اور مجھے کیا ملا! وہ سالی چکما دے کر بھاگ گئی اور تم آنکھیں پھیر رہی ہو؟ ہونہہ! ایسا نہیں ہو سکتا اتنی آسانی سے تجھے ہضم نہیں کرنے دوں گا۔ مجھ سے جو کچھ لیا ہے وہ واپس کرو میں پائی پائی وصول کروں گا ورنہ تمہارے اس موٹی عقل والے شوہر کو بتا دوں گا پھر وہی تمہاری پسلیوں کا سرمہ بنائے گا۔" جبران حقارت سے اور غصے سے کہہ رہا تھا لیکن باہر کھڑے فیاض احمد پہ جیسے آسمان ٹوٹ پڑا تھا انہیں یوں لگا جیسے کسی نے ان کے وجود کے ساتھ بم باندھ کر ان کے وجود کے پرخچے اڑا دیے ہوں۔

"میرے شوہر کو بتاؤ گے تو خود بھی پھنسو گے وہ تمہیں گولی مار دیں گے زرقون پہ نظر رکھنے والے تم ہی تو تھے تم نے اس کی عزت لوٹنے کی کوشش کی' تم نے اس کی عزت پہ ہاتھ ڈالا۔"

"ہاں میں مانتا ہوں میں نے اس کی عزت پہ ہاتھ ڈالا لیکن میرا ساتھ دینے والی تو تم ہی ہو نا؟ سارا پلان تم نے ہی تو بنایا تھا میرے ساتھ برابر کی شریک ہو شمائلہ بیگم۔" جبران خباثت سے ہنس رہا تھا۔

"ویسے میرا منہ بند کرنے کا ایک اور طریقہ بھی ہے۔" جبران شمائلہ کو آپشن دے رہا تھا۔

"کیا؟" شمائلہ فوراً تیزی سے بولی تھی۔

"وہ وقت جو زرقون میرے ساتھ نہیں گزار کے گئی وہ تم گزار دو' تم بھی کچھ کم تو نہیں ہو؟ میرا مطلب بھی پورا ہو جائے گا اور تم بھی روز روز کے ڈر سے بچ جاؤ گی۔" جبران سودا طے کر رہا تھا شمائلہ کو کرنٹ چھو گیا تھا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

"کیوں؟ اپنی نند کا سودا کر سکتی ہو لیکن اپنا نہیں کر سکتیں؟ اتنی نیک تو تم نہیں ہو؟" جبران نجانے کیا کیا کہہ رہا تھا لیکن فیاض احمد راکھ کا ڈھیر بن گئے تھے انہیں اپنی گزشتہ باتیں اپنا رویہ یاد آ رہا تھا۔

اپنی ماں کی بیماری، اپنی بہن کی بے بسی، اس کے آنسو سب یاد آ رہے تھے زرقون ہمیشہ ان کے سامنے بولنے کے لیے منہ کھولتی تھی اور وہ ہمیشہ اس کا منہ بند کروا دیتے تھے ماں گھٹ گھٹ کے مر گئی لیکن انہوں نے پروا نہیں کی، لٹ گئی بہن ان کے ہی گھر میں عزت چھپاتی رہی اور گھر سے بھاگ نکلی اس کی دوست مہرین کو بھی انہوں نے بدچلن کہہ کر گھر میں آنے سے پابندی لگا دی، عذیر ہمدانی کو عیاش قرار دیا، بہن کی التجاؤں کو دھتکار دیا اور آج۔۔۔ آج کیا ہو رہا تھا ان کی بیوی زیورات اور پیسے کے لیے ان کی عزت کا سودا کر رہی تھی۔

"ٹھیک ہے لیکن ابھی نہیں کچھ دن بعد۔ جب فیاض کام کے سلسلے میں ملتان جائیں گے۔"

"پھر پورے دو دن تمہیں میرے ساتھ ہی رہنا ہوگا۔"

"ٹھیک ہے رہوں گی وعدہ۔" وہ مان چکی تھی اور فیاض احمد ہار چکے تھے وہ آہستگی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے تھے۔

"فیاض؟" شمائلہ کا رنگ فق ہو گیا تھا وہ شکست خوردہ سے انداز میں آ کر اندر بستر پہ بیٹھ گئے تھے۔

"فیاض کیا ہوا ہے؟" شمائلہ لپک کے پاس آئی اسے لگا کہ فیاض نے جبران کو نہیں دیکھا وہ سائیڈ میں کھڑا تھا۔

"میرے قریب مت آنا شمائلہ بیگم۔" انہوں نے ہاتھ اٹھا کے روک دیا تھا۔

"کیوں فیاض؟" وہ دیدہ دلیری سے پوچھ رہی تھی۔

"میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔" فیاض احمد نے خستگی کے مارے بمشکل کہا تھا۔

"فیاض؟" شمائلہ اپنی جگہ ساکت ہو گئی تھی لیکن فیاض احمد نے تین بار اسے طلاق دے کر گھر سے نکال دیا تھا وہ جمع پونجی پہلے ہی ہڑپ کر چکی تھی اب اگر جاتا ہی تھا تو خالی ہاتھ۔ حالانکہ حقیقت میں خالی ہاتھ فیاض احمد رہ گئے تھے۔

* * *

وہ باہر لان میں کھڑی مالی سے پودوں کی کاٹ چھانٹ کروا رہی تھی۔ جب لان کے وسط میں رکھی ٹیبل پر پڑا اس کا موبائل گنگنانے لگا۔

"آپ یہ گلاب کی نیچے والی چھوٹی ٹہنیاں کاٹ دیں اس طرح یہ بے ترتیب پھیلے گا نہیں اور ذرا احتیاط سے کاٹیے گا سارا پودا ہی خراب نہ کر دیجیے گا میں ابھی آتی ہوں۔" وہ مالی کو ہدایت دیتی ہوئی ٹیبل کے قریب آئی موبائل اٹھا کر دیکھا تو حسب توقع عذیر کا فون تھا اسے پتا تھا اس کے نمبر پہ کال کرنے والا صرف ایک ہی تو شخص ہے جو گھر سے آفس جا کر بھی گھر میں ہی رہتا ہے۔

"السلام علیکم۔" اس نے اجنبیت ظاہر کرتے ہوئے سلام کیا۔

"وعلیکم السلام۔ کس سے بات کرنی ہے آپ نے؟"

"جی مجھے مس زرقون سے بات کرنی ہے۔" وہ بھی اسی کے سے انداز میں بات کر رہا تھا۔

"یہاں کوئی مس زرقون نہیں رہتی، یہاں مسز عذیر ہمدانی رہتی ہیں، آئندہ فون کرنا ہے تو سوچ سمجھ کر کرنا ورنہ میں اپنے شوہر کو بتا دوں گی۔" اس نے جیسے ڈانٹ پلائی۔

"تو آپ ابھی اپنے شوہر کو بتا دیں، میں کوئی ڈرتا ہوں ان سے۔" عذیر بھی بھرپور ایکٹنگ کر رہا تھا۔

"آپ جیسے لوفروں کو کسی کا ڈر نہیں ہوتا اسی لیے تو آفس جا کر بھی آفس کال بناتے رہتے ہیں۔"

"محترمہ منہ دھو رکھیے اور ایک بار پھر اپنا سیل چیک کیجیے، تب آپ کو پتا چلے گا کہ میں آفس کے نمبر سے نہیں اپنے نمبر سے کال کر رہا ہوں۔" اس نے

طنزیہ انداز میں کہا تھا۔

"آپ آفس کا بل بناؤ یا پھر اپنی موبائل کا' بات تو ایک ہی ہے نا۔؟ دونوں کے بل آپ نے ہی ادا کرنے ہیں۔" زرقون نے جتایا۔

"چھوڑیں اس بات کو یہ بتائیں کہ آپ نے فون کس لیے کیا تھا۔؟" اس نے سر جھٹکا۔

"تمہیں پیار کرنے کے لیے۔" وہ پھر تان سیریس ہو گیا۔

"عذیر پلیز۔"

"او کے بتاتا ہوں یار' وہ دراصل تمہاری دوست مہرین رات کو اپنے ہزبینڈ کے ساتھ ہمارے گھر آرہی ہے تمہارے نمبر پہ اس کی کال نہیں مل رہی تھی اس لیے اس نے میرے نمبر پہ فون کیا ہے اس لیے میں نے سوچا کہ تمہیں بتادوں تاکہ تم کچھ انتظام تو کرلو۔"

"تھینک یو عذیر۔" وہ چہکی۔

"تھینکس فار واٹ؟"

"اتنی اچھی خبر دینے کے لیے۔"

"اپنی دوست کے آنے کی اتنی خوشی ہو رہی ہے؟"

"ہاں بہت زیادہ۔"

"کیوں؟"

"ارے اس میں کیوں کا کیا سوال ہے؟ وہ میری دوست ہے بس۔"

"وہ تمہاری دوست ہے لیکن اس سے ملنا ملانا تو ہوتا ہی رہتا ہے پھر اتنی خوشی کیوں؟"

"کیونکہ وہ ہمارے اس نئے گھر میں پہلی مرتبہ آرہی ہے ہمارا گھر دیکھے گی تو بہت خوش ہوگی۔" زرقون' مہرین کے تاثرات دیکھنے کا تصور کرکے ہی مسکرادی تھی۔

"او کے میں فون بند کرتی ہوں۔" اس نے فون رکھنا چاہا۔

"بغیر کوئی کیس دیے؟" عذیر معنی خیز لہجے سے بولا۔

"کیس گھر آکر لے لیجیے گا۔"

"وعدہ۔"

"ہاں پکا وعدہ۔"

"او کے بائے۔" عذیر نے خود ہی فون رکھ دیا وہ کیس دینے کا وعدہ جو کرچکی تھی عذیر کا کہنا تھا کہ وہ اتنی خوبصورت ہے کہ اسے روزانہ صبح و شام خوبصورتی کا کیس دینا چاہیے اور وہ واقعی دیتی رہتی تھی نہ بھی دیتی تو وہ زبردستی لے لیتا تھا۔

"عذیر! گاڑی روکیے پلیز عذیر گاڑی روکیے۔" وہ دونوں اپنی اور بچوں کی شاپنگ کے لیے نکلے تھے کہ راستے میں ایک جگہ اچانک زرقون نے چلانا شروع کردیا۔

"کیوں کیا ہوا ہے؟" عذیر نے اچانک بریک پہ پاؤں رکھ دیا تھا۔

"گاڑی بیک کریں۔" وہ بے چینی سے بولی۔

"لیکن زرقون بات کیا ہے؟"

"پلیز عذیر آپ گاڑی بیک کریں۔" وہ پریشانی سے کہہ رہی تھی عذیر نے گاڑی بیک کی اور زرقون مطلوبہ جگہ پہ آتے ہی گاڑی کا ڈور کھول کر تیزی سے نیچے اتر گئی تھی اس کے پیچھے عذیر بھی اتر آیا تھا۔ وہ تیز تیز قدموں سے چلتی ہوئی فٹ پاتھ کے قریب چلی گئی یہ ایک بس اسٹاپ تھا وہاں اور بھی چند لوگ کھڑے تھے لیکن ان لوگوں میں ایک ایسا چہرہ بھی تھا کہ جس کو پہچان کر عذیر کے قدم چلتے چلتے ٹھٹک گئے تھے۔

"فیاض بھائی۔۔۔؟" زرقون نے جاکر ان کا بازو تھام لیا ان کی داڑھی بڑھی ہوئی تھی' جھکے ہوئے کندھے اور لاغر جسم دیکھ کر زرقون کے دل پہ ہاتھ پڑا تھا اور آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے تھے خون سے کشش ایسی تھی کہ وہ اتنے عرصے بعد اس حلیے میں دیکھ کر بھی ان کو پہچان گئی تھی۔

"زرقون۔۔۔؟" وہ اسے دیکھ کر ساکت ہوگئے تھے اور چہرے کی رنگت زرد پڑگئی تھی۔

"یہ۔۔۔ یہ کیا حال بنالیا ہے آپ نے؟ آپ۔۔۔ آپ ایسے تو نہیں تھے بھائی؟" زرقون کا لہجہ بھرا گیا تھا۔

"مجھے میرے کیے نے ایسا بنادیا ہے' اپنے کیے کی سزا بھگت رہا ہوں۔" نڈھال سی آواز میں انہوں نے بمشکل جملہ مکمل کیا تھا شاید مسلسل بیماری نے ان کو

اس حال تک پہنچا دیا تھا یا پھر پچھتاوے کا ناگ ان کو اندر ہی اندر ڈستے ہوئے اس حال تک لے آیا تھا۔ جو بھی تھا لیکن اس وقت ان کا واقعی برا حال تھا جسے دیکھ کر زرقون کا دل آٹھ آٹھ آنسو رویا تھا۔

"بھائی آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں؟ کیا ہو گیا ہے آپ کو؟" زرقون ـــــ انہیں دیکھ کر رو رہی تھی اور ساتھ ساتھ ان سے استفسار کرتی جا رہی تھی وہاں موجود باقی لوگ بھی متوجہ ہو چکے تھے۔

"زرقون سارے سوال یہاں سڑک پہ ہی کر لوگی؟ انہیں گاڑی میں لے چلو۔" عذیر نے آگے بڑھ کے اسے سمجھایا تھا۔ فیاض احمد نے سر اٹھا کر اسے دیکھا وہ شاندار شخصیت کا مالک، سمجھدار اور دیانت دار آدمی ان کی بہن کا شوہر اور اس کی عزت کا محافظ تھا انہیں عذیر کو دیکھ کر فخر ہوا تھا لیکن پھر اپنے اس روز والے رویے پہ ندامت اور پچھتاوا ہوا جب وہ زرقون کو ان کے پاس گھر واپس چھوڑنے آیا تھا اور زرقون کے کردار کے بارے میں صفائیاں پیش کرتا رہا تھا لیکن انہوں نے ایک نہیں مانی تھی دونوں کو بے عزت کر کے نکال دیا تھا لیکن آج وہی دونوں اپنی بے عزتی بھول بھال کر ان کے پاس بھاگے آئے تھے عذیر انہیں تھام کر گاڑی تک لایا تھا زرقون ان کے ساتھ پیچھے ہی بیٹھ گئی۔

"ڈاکٹر کے پاس جانا ہے یا گھر؟" وہ زرقون سے پوچھ رہا تھا۔

"واپس گھر چلیں، ڈاکٹر کو گھر پہ بلا لیتے ہیں۔" زرقون گھر جا کر ان سے اطمینان سے بات کرنا چاہتی تھی اور عذیر نے گاڑی واپس گھر کی سمت موڑ دی۔

اور جیسے ہی ان کی گاڑی گھر میں داخل ہوئی فیاض احمد کی آنکھیں کھل گئی تھیں وہ گھر تھا یا محل؟

"آیئے بھائی صاحب۔" عذیر نے انہیں اترنے میں مدد دی اور دونوں انہیں سہارا دیے اندر لے آئے۔

"مما پاپا۔" زینی اور نومی بھاگتے ہوئے آئے تھے زینی عذیر سے لپٹ گئی تھی اور نومی ماں کی طرف آیا تھا۔

"میری جان۔" عذیر نے جھک کر زینی کو اٹھایا اور گال چومتے ہوئے فیاض احمد کی طرف پلٹا۔

"بیٹا ان سے ملو یہ تمہارے ماموں ہیں۔" اس نے تعارف کروایا۔

"ماموں؟" زینی نے دھیمی سی جھجکی ہوئی آواز سے کہا۔

"میرے بچے۔" فیاض احمد نے دونوں بچوں کو ساتھ بھینچ لیا تھا اور دھاڑیں مار مار کر رو پڑے تھے بچوں کے ساتھ ساتھ زرقون بھی پریشان ہو گئی تھی۔

"بھائی یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟"

"میں تمہارا گناہ گار ہوں مجھے معاف کر دو، میں تو تمہیں منہ دکھانے کے قابل بھی نہیں تھا تین سال سے اسی شہر میں بھٹک رہا ہوں لیکن کبھی معافی مانگنے کا حوصلہ نہیں ہوا میں خود مجرم ہوں تمہارا، تمہارے بے داغ دامن کو داغ دار کرتا رہا۔" انہوں نے ہاتھ جوڑ دیے تھے اور زرقون نے ان کے ہاتھ تھام کے چہرے سے لگا لیے تھے۔

"آپ مجھ سے بڑے ہیں مجھے گناہ گار نہ کہیے۔" وہ روہانسی آواز میں بولی۔

"میرا خیال ہے کہ آپ دونوں کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو بھی ہوا بہت اچھا ہوا تھا۔" عذیر مسکرا کے بولا وہ اس سنگین ماحول میں خوشگواریت پیدا کرنا چاہتا تھا۔

وہ پچھتاوے اور ندامت کے اس سین کو لمبا نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"آپ کے لیے تو اچھا ہی ہوا تھا۔" وہ آنسو پونچھتے ہوئے بولی۔

"آف کورس۔" وہ ہنسا اور فیاض احمد مسکرا دیے تھے۔

"ادھر آؤ میری جان۔" انہوں نے بچوں کو پاس بلا کر گود میں بٹھایا تھا۔ عذیر ڈاکٹر کو فون کرنے کے لیے چل دیا تھا اور زرقون، فیاض احمد کے کندھے سے لگ کر بیٹھ گئی آج اس کا دل واقعی شانت ہو گیا تھا۔ اس کی سچائی اپنا آپ منوا چکی تھی۔

☼ ☼